57

وعلمك ما لم تكن تعلم

الحمد للہ کہ کتاب

الکلمۃ العلیا
لاعلاء
علم المصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم

مصنفہ حامی سنت صدر الافاضل حضرت مولانا مولوی
حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی دام فیضہ

جس میں مخالفین کے تمام رسالوں کے رد اور
جملہ شکوک و اوہام کے شافی جواب ہیں

(مولانا محمد عمر نعیمی نے اپنے
مطبع [illegible] مراد آباد میں چھاپا اور شائع کی

کتبہ ارشاد علی امروہوی

ردّ تقویۃ الایمان

تقویۃ الایمان وہ کتاب ہے جس نے دنیائے اسلام میں آگ لگادی وہابیت اور
بیدینی کا سب سے بڑا میگزین یہی کتاب ہے اسی کے شرارے جہاں جہاں پہنچے مذہبیت کے قصر و
ایوان کو اُن سے سخت نقصان ہوئے علمائے کرام نے کئی مرتبہ رد لکھے مگر کچھ ایسے
نادر الوجود ہوگئے کہ انکا کوئی نسخہ تلاش کرنے سے بھی میسر نہیں آتا اور تقویۃ الایمان
کی ملک میں بکثرت اشاعت کیجارہی ہے لاکھوں چھاپکر مفت تقسیم کرڈالی گئی ہزارہا وہابی
اسی کتاب کا وعظ کہتے ہیں وہابی مدرسوں میں اسکا درس دیا جاتا ہے بہت سے جاہل
وہابی اس کتاب کو ہر وقت بغل میں دابے پھرتے ہیں اور عوام کو بہکایا کرتے ہیں اسکا ضرر
بڑا ہی شدید ہے اور اس کے رد کی اشد ضرورت مسلمانوں نے اسکا احساس کیا اور حضرت
صدر الافاضل مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم کی خدمت
میں اہلسنت کی طرف سے متواتر درخواستیں پہنچی ہیں کہ قلم حق رقم اٹھا کر اس کتاب کا
رد فرمائیے۔ الحمد للہ حضرت کی توجہ اسطرف منعطف ہوئی اور رد تحریر فرمایا تو ماشاء اللہ
تحقیق کے دریا بہادیئے اور باطل کے پردے الٹ ڈالے غلط استدلالات کا پردہ فاش کردیا افتراعات
کی قلعی کھولدی اور جیسا کہ حضرت کے قلم کا خاصہ ہے وہابیت کو ایسا بسمل کردیا کہ سسک سسک کے
دم توڑنے لگی یہ مبارک کتاب ڈیڑھ سو صفحے کے قریب چھپ چکی ہے باقی عنقریب تمام
ہونے والی ہے ہر سنی کے پاس رہنی چاہیے سنی مدارس میں طلبہ کو اسکا مطالعہ کرایا جائے
واعظ اس کو اپنے مطالعہ میں رکھیں مسجدوں کے امام نماز کے بعد مقتدیوں کو پڑھکر سنائیں
اہل دولت کثیر تعداد میں خریدکر غریب مسلمانوں میں تقسیم فرمائیں انشاء اللہ العزیز یہ رد
جس وقت شائع ہوا تو وہابستان کے چپہ چپہ میں زلزلے آجائیں گے اور نجدیت بیدینی
رسوا ہو جائیگی جلد فرمائش بھیجئے تاکہ کتاب چھپتے ہی آپکے پاس بھیجی جائے

منیجر مکتبہ نعیمیہ چوکی حسن خاں مراد آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق الانسان وعلمہ البیان والصلوۃ والسلام علیٰ سید المرسلین محمد ن الذی علمہ علوم الاولین والاٰخرین وعلیٰ اٰلہ العالمین بما کان وما یکون واصحابہ الذین اختارھم اللہ لعلوم وفنون اما بعد بندہ مسکین المعتصم بحبل اللہ المتین محمد نعیم الدین خصہ اللہ بمزید الصدق والیقین ابن الفاضل الکامل حضرت مولانا مولوی محمد معین الدین صاحب مدظلہ تعالیٰ مرادآبادی صانہما اللہ الہادی عن کید الاعادی برادران اسلام کی عالی خدمت مین عرض کرتا ہی کہ آجکل مسئلہ علم نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم علماء مین ایسا زیر بحث ہی کہ ہر طرف اُسی کا ذکر سُنا جاتا ہے چنانچہ اسی بحث مین جناب مولانا مولوی شاہ سلامت اللہ صاحب رامپوری دام فیضہ نے جو اجلۂ فضلاء اہلسنت مین سے ہین ایک رسالہ مسمّٰی اعلام الاذکیاء تالیف فرمایا جسکی حالت مصنف علام کی جلالت علمی کی شہرت کے باعث محتاج بیان نہین۔ اس رسالہ میں مولانا صاحب ممدوح نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم ماکان وما یکون کا اثبات کیا ہی اور کافی ثبوت دیئے ہین. بایں ہمہ رامپور کے ایک عالم مولوی حافظ واحد نور صاحب نے اس رسالہ کی جواب مین ایک رسالہ لکھا جسکا نام اعلاء کلمۃ الحق ہی حافظ صاحب موصوف نے اس رسالہ میں جناب مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب دام فیضہ کی نسبت ایسی ایسی سخت کلامیان اور زیادہ گوئیان کیں جو علماء کی شان سے بعید ہین بمسئلہ کے متعلق وہ رکیک ناحق خلاف صواب تقریریں کیں جو عاقل وفہیم سے غیر متوقع ہین اس لئے احقر نے باستدعائے احباب

بالخصوص میاں محمد اشرف صاحب شاذلی کے اصرار سے حافظ صاحب مذکور کے رسالہ کا جواب لکھا اور اسکا نام الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفا رکھا اگرچہ حافظ صاحب نے اپنے رسالہ میں بہت سخت کلامیاں کی تھیں مگر مین نے اُن کے جواب میں کوئی سخت کلامی نکی اور اسکام کو اُنہی کو ہمت اور حوصلہ پر چھوڑا۔ کیونکہ زبان درازی عجز کی نشانی ہو۔ حافظ صاحب اور اُنکے ہم مذہبوں کے رسالے اکثر بدزبانیوں سے بھرے ہوتے ہین۔ غالباً یہ حضرات فرصت کے اوقات اِسی کام کی مہارت حاصل کرنے میں صرف کرتے رہتے ہین جسطرح مَین نے حافظ صاحب موصوف کے ساتھ کوئی سخت کلامی نہیں کی اسیطرح اُنکی سخت کلامی۔ زیادہ گوئی فضول بات کے جواب کی طرف بھی رُخ نہیں کیا۔ البتہ مسئلہ کے متعلق علمی بحثیں کیں اور حافظ صاحب موصوف کے شبہات کو دفع کیا۔ اعتراضوں کے جواب دیئے اور جوابات میں تحقیق کو مدِنظر رکھا ناانصافی اور تعصب کو پاس نہ آنے دیا حتے الوسع یہ کوشش بھی کی کہ مخالفین کے رسالے جمع ہوں چنانچہ مسطورہ ذیل رسالے دستیاب ہوئے سب پر نظر ڈالی مگر تقریباً سب کی تقریریں ملتی جلتی ہین شاذ و نادر کسی میں کوئی بات کم و بیش ہو۔ تاہم مَیں نے اس رسالہ میں سب کی جواب دیئے اللہ جلشانہٗ اسکو میرے لئے کفارہ سئیات فرمائے۔ ناظرین سے دُعائے خیر خاتمہ مسئول اور نظر انصاف مامول ہو ؎

مخالفین کے وہ رسالے اور فتوے جنکا ہمنے

بعونہ تعالےٰ جواب لکھا دیا ہین

تقویۃ الایمان۔ نصیحۃ المسلمین۔ مسئلہ علم غیب از مولوی محمد سے اسصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی غیبی رسالہ فتوے مولوی غلام محمد راندیری۔ فتوے علمائے دیوبند وغیرہ مجموعہ مطبع صدیقی لاہور۔ کشف الغطاء عن ازالۃ الخفاء مؤلفہ مولوی محمد سعید بنارسی۔ سہم الغیب فی کبد اہل الریب مؤلفہ مولوی عبد الحمید بریلوی۔ رد السیف علی من سلہ بالحیف۔ تنزیہ التوحید مؤلفہ مولوی محمد غلام نبوی۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان مؤلفہ مولوی اشرف علی تھانوی۔ تحقیق حق۔ تقریر مولوی محمد ادریس صاحب۔ علم غیب کا فیصلہ مطبوعہ مطبع اہل حدیث امرتسر۔ اہل حدیث کا مذہب مصنفہ ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری۔ اعلاء کلمۃ الحق قبل تکرکم

تقریر مسئلہ

حضور کے لئے علم جمیع اشیاء کا ثبوت قرآن پاک سے

مخالفین کی تحریروں کے جواب میں قلم اُٹھایا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ کو مختصر طور پر لکھدیا جائے تقریر مسئلہ حضرت حق سبحانہ تعالےٰ نے اپنے نبی مکرم نور مجسم سیّدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو جمیع اشیا جملہ کائنات یعنی تمام ممکنات حاضرہ وغائبہ کا علم عطا فرمایا۔ بدء الخلق یعنی ابتدائے آفرینش سے دخول جنت و دوزخ تک سب مثل کفِ دست ظاہر کر دکھایا۔ خود ارشاد فرمایا الرحمٰن علم القرآن اِس آیۂ شریفہ سے صاف ظاہر ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے سرور کائنات کو قرآن کی تعلیم فرمائی اور قرآن شریف میں تمام اشیاء کا بیان ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیءٍ پس جب کلام پاک ہر چیز کا بیان اور سرور اکرم اُسکے عالم تو بے شبہہ سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جملہ اشیاء کے عالم ہوتے حکی ابن سراقۃ فی کتاب الاعجاز عن ابی بکر بن مجاھد انہ قال یوما من شیءٍ فی العالم الا وھو فی کتاب اللہ فقیل لہ فاین ذکر الخانات فقال فی قولہ لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ فیھا متاع لکم فھی الخانات (اتقان صفحہ ۳۶۹) ابن سراقہ نے کتاب الاعجاز میں ابو بکر بن مجاہد سے حکایت کی اُنھوں نے ایک روز یہ کہا کہ کوئی چیز جہاں میں ایسی نہیں جسکا ذکر کلام اللہ شریف میں نہ ہو کسی نے کہا کہ سراؤں کا ذکر کب ہے فرمایا کہ اس آیت میں لیس علیکم جناح ان تدخلوا الآیۃ اب ثابت ہوا کہ تمام اشیاء کا ذکر قرآن پاک میں ہے اور حضرت اُس کے عالم تو تمام اشیاء کے عالم ہوئے **قولہ تعالےٰ** خلق الانسان علمہ البیان (وفی معالم التنزیل) قال ابن کیسان خلق الانسان یعنی محمدا صلے اللہ علیہ وسلم علمہ البیان یعنی بیان ما کان وما یکون (وفی التفسیر الحسینی) یا بوجود آورد محمد را و بیاموزانید وے را بیان آنچہ بود و ہست و باشد آیہ شریفہ کا مطلب ان دونوں تفسیروں کی بموجب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرکے علوم ما کان و ما یکون سے سرفراز و ممتاز فرمایا یعنی گذشتہ و آئندہ اور یہ واضح رہے کہ حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے نہ ہم جمیع غیوب غیر متناہیہ کا علم ثابت کرتے ہیں نہ جملہ معلومات الٰہیہ کا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے وہ بھی یہاں متصور نہیں کہاں خالق اور کہاں مخلوق مماثلت و مساوات کا تو ذکر ہی کیا۔ علم الٰہی کے حضور تمام مخلوق کے علوم اقل قلیل ہیں کوئی ہستی نہیں رکھتے

لیکن باینہمہ عطاے الٰہی سے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جمیع کائنات تمام ماکان و مایکون کے علوم حاصل ہین الحمد للہ ہم نہ مماثلت و مساوات کے قائل نہ عطاے الٰہی اور فضائل احمدی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے منکر۔ مخالفین کا الزام مماثلت و مساوات ہمپر افترا ہی حیرت یہ ہے کہ کذب جیسے قبیح عیب پر تو حضرت حق جل وعلا کی قدرت ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا ہین اور ناکام کوششین کی جائین اور حضور کو جمیع اشیاء کا علم عطا فرمانیسے خداوند عالم کو عاجز سمجھا جاے۔ تعجب۔ اللہ سبحانہ ہمارے بنی نوع کو ہدایت فرمائے۔

سرآمد مخالفین نے کس دلیری سے حضرت حق سبحانہ تعالےٰ کی نسبت یہ بیہودہ کلمات لکھ ڈالے نزدیک دور کی خبر رکھنی اللہ ہی کی شان ہے۔ خداوند عالم کی جناب مین نزدیک اور دور کا لفظ لکھتے شرم نہ آئی۔ افسوس۔ اس سے بڑھکر اور ملاحظہ فرمایئے لکھتے ہین کہ غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار مین ہو کہ جب چاہے دریافت کر لیجئے۔ یہ اللہ ہی کی شان ہی" (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۳) ان سادہ لوحون کے خیال مین ہر چیز کا علم ہر وقت اللہ جلشانہ کو بھی حاصل نہین بلکہ جب چاہی کسی چیز کا علم دریافت کر لیتا ہی معاذ اللہ العلی العظیم علم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی نسبت جو بیہودہ کلمات بعضے کوتاہ اندیش لوگون نے لکھے ہین انکی نقل کرتے ہوئے طبیعت پریشان ہوتی ہی اس لئے مین اللہ جل شانہ سے یہ دعا کرکے (کہ الٰہی اپنے بندونکو ہدایت فرما) اپنے مدعا کی طرف آتا ہون حضرت سید کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو اللہ جلشانہ نے جمیع اشیا یعنی تمام ممکنات ماوجد و لوجد کا علم مرحمت فرمایا۔ چنانچہ مذکورۂ بالا آیتوں اور حدیثوں سے یہ امر ثابت ہو گیا۔ مگر مزید اطمینان کیلئے کسی قدر اور بھی تحریر مین لایا جاتا ہی یہ تو خوب واضح رہے کہ قرآن شریف اور احادیث رسول کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اس مسئلہ کے ثبوت مین اتنی کثیر موجود ہین کہ ان سب کا اس مختصر مین نقل کر دینا ممکن نہین۔ اب جو یہان نقل کیا جاتا ہی وہ مشتے نمونہ از خروارے ہی اللہ جلشانہ فرماتا ہی۔ وعلمک ما لم تکن تعلم۔ اے محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اللہ جلشانہ نے تمہین تعلیم فرمایا جو جو کچھ تم نہیں جانتے تھے (آیت ۱) وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسولہ من یشاء فامنوا باللہ ورسولہ وان تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم۔ اور اللہ جلشانہ یون نہین

تقویۃ الایمان کے لغویات کا رد

مسئلہ کا ثبوت آیتون سے

کہ تمکو مطلع کردے غیب پر اور لیکن اللہ جل شانہ چھانٹ لیتا ہی اپنے رسولوں میں سے جس کو
چاہے پس ایمان لاؤ تم اللہ اور اُس کے رسولوں پر اور اگر ایمان پر رہو تم اور پرہیزگاری پر تو
تم کو بڑا ثواب ہی الفتوحات الالہیۃ بتوضیح تفسیر الجلالین للدقائق الخفیۃ المعروف
بالجمل مطبوعہ مطبع مرتضوی جلد اول صفحہ ۴۰۸ مین ہی والمعنے ولکن اللہ یجتبی
ای یصطفے من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی الغیب اور معنے یہ ہین لیکن اللہ جلشانہ چھانٹ
لیتا ہی یعنی برگزیدہ کرتا ہے اپنے رسولون مین سے جسکو چاہتا ہے پس مطلع کرتا ہے اُس کو غیب
پر آیت (۲) عالم الغیب فلا یظہر علے غیبہ احداً الا من ارتضے من رسول
اللہ جل جلالہ عالم الغیب ہی پس کسی کو اپنے غیب پر ظاہر نہیں کرتا مگر جس کو کہ مرتضی کر لیے
رسولون میں سے اہل تدقیق فرماتے ہین کہ لا یظہر غیبہ علی احدٍ نہ فرمایا کہ اللہ تعالے
اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا۔ کیونکہ اظہار غیب تو اولیائے کرام قدست اسرارہم پر بھی ہوتا
ہے اور بذریعہ انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہم پر بھی ہوتا ہی۔ بلکہ یہ فرمایا لا یظہر علی غیبہ
احداً۔ اپنے غیب خاص پر کسی کو ظاہر و غالب و مسلط نہیں فرماتا۔ مگر رسولوں کو ان دونون
مرتبوں میں کیسا فرق عظیم ہے اور یہ کیسا مرتبہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کے لئے قرآن عظیم سے ثابت
ہوا تفسیر روح البیان جلد رابع صفحہ ۴۹۶ میں اسی آیت کی تفسیر مین ہی قال ابن الشیخ انہ
تعالے لا یطلع علی الغیب الذی یختص بہ علمہ الا المرتضی الذی یکون رسولا وما
لا یختص بہ یطلع علیہ غیر الرسول یعنی ابن شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالے اپنے غیب خاص پر جو
اُس کے ساتھ مختص ہے رسول مرتضے کے سوا کسی کو مطلع نہیں فرماتا اور جو غیب کہ اُس کیساتھ
خاص نہیں اُس پر غیر رسول کو بھی مطلع فرماتا ہی آیت (۳) وما ہو علے الغیب بضنین یعنی
نہیں وہ غیب پر بخیل ہو کا مرجع یا اللہ جل شانہ ہے یا حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ
وسلم۔ یا قرآن شریف۔ ہر صورت میں ہمارا مدعا حاصل ہے کما لا یخفی یہاں صرف اسی
قدر آیات پر اکتفا کرتا ہوں اور اب احادیث شریفہ کا جلوہ دکھاتا ہون حدیث (۱) عن عمر
قال قام فینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتے
دخل اہل الجنۃ منازلہم واہل النار منازلہم حفظ ذلک من حفظہ ونسیہ

من نسیہ رواہ البخاری (از مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۰۶ سطر ۶ مطبوعہ مجتبائی) حضرت (عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے مجلس میں قیام فرما کر ابتدائے آفرینش سے لیکر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی اور کہا اس کو جس نے یاد رکھا اس کو اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔ حدیث۔ (۲) عن عمرو بن الاخطب الانصاری قال صلے بنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوما الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا حتے حضرت الظہر فنزل فصلے ثم صعد المنبر فخطبنا حتے حضرت العصر ثم نزل فصلے ثم صعد المنبر حتے غربت الشمس فاخبرنا بما ہو کائن الی یوم القیمۃ قال فاعلمنا احفظنا رواہ مسلم (از مشکوٰۃ شریف صـــ ۵۴۳ سطر ۱ باب المعجزات) روایت ہے عمرو بن اخطب انصاری سے کہا نماز پڑھائی ہم کو آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک روز فجر کی اور چڑھے منبر پر پس خطبہ فرمایا ہمارے لئے یا وعظ فرمایا یہاں تک کہ آگیا وقت ظہر کی نماز کا پھر اُترے اور نماز پڑہی ظہر کی پھر چڑھے منبر پر اور خطبہ فرمایا ہمارے لئے یہاں تک کہ آگیا وقت عصر کی نماز کا پھر اُترے اور نماز پڑہی عصر کی پھر چڑھے منبر پر اور خطبہ فرمایا ہمارے لئے یہاں تک کہ غروب ہوا آفتاب یعنی پس تمام روز خطبہ ہی میں گزرا پس خبر دی ہمکو ساتھ اُس چیز کے کہ ہونیوالی ہے قیامت تک یعنی وقائع اور حوادث اور عجائب اور غرائب قیامت تک کے مجمل یا مفصل بیان فرمائے پس اس میں بہت سے معجزے ہوتے کہا عمرو نے پس داناترین ہمارا یعنی اب بہت یاد رکھنے والا ہمارا ہی یعنی اُسدن کو ذکرہ الطیبی اور کہا سید جمال الدین نے اولیٰ یہ ہے کہ کہا جاوے بہت یاد رکھنے والا ہمارا آب اُس قصہ کو داناترین ہمارا ہی یعنی اب نقل کی یہ مسلم نے (از مظاہر الحق مطبوعہ مطبع نولکشور ربع چہارم صـــ ۴۱۳) مولوی محمد سعید صاحب بنارسی کشف الغطاء عن ازالۃ الخفا صفحہ ۲۹ میں لکھتے ہیں حضرت مؤلف مجہول کی ذرا استعداد علمی کا ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ احفظنا اعلمنا کا ترجمہ آپنے بڑے حافظ والا کیا ہے پس ایسی سمجھ اور ایسی استعداد پر اہل حق کا مقابلہ میاں استعداد علمی نہ تھی تو مظاہر الحق دیکھ لیا ہوتا۔ کہ حضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) نے ہمکو یاد کرا دیا اور بتا دیا کچھ تو شاگردی کا احسان مانوگے لنتہی بلفظہ ع چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ مولوی محمد سعید صاحب بنارسی کا جوش

مولوی محمد سعید صاحب بنارسی کی لیاقت و دیانت

اور زبان درازی تو انہی چند الفاظ سے ظاہر ہے مگر یہ دیکھنا ہے کہ یہ جوش اور اُستادی
کا دعوے اور صاحب ازالۃ الخفا کے ترجمہ کی تغلیط کہاں تک صحیح ہو اوّل تو یہ قابل ملاحظہ صاحبان
عقل ہو مولوی بنارسی نے احفظنا اعلمنا کا ترجمہ جو بحوالہ مظاہر الحق ان الفاظ مین کیا ہو (کہ حضرت نے
ہمکو یاد کرا دیا اور بتا دیا) مظاہر الحق میں کہین بھی اسکا کچھ پتا و نشان ہو یا نہیں بین نے مظاہر الحق
کی عبارت جو اسی حدیث کا ترجمہ ہے بحوالہ صفحہ نقل کی آپ ملاحظہ فرمائیے ہمیں وہی ترجمہ ہی جو
صاحب ازالۃ الخفا نے کیا تھا اور جسپر بنارسی صاحب نے اعتراض کیا بنارسی صاحب نے جو ترجمہ کیا
مظاہر الحق میں اُسکا پتہ تک نہین ثانیاً بنارسی صاحب نے صرف اپنی زبان کے زور سے
ترجمہ مذکورہ غلط بتا دیا کوئی وجہ غلطی کی نہ تھی۔ نہایت عجب تو یہ ہے کہ خود ہی مظاہر الحق
کا حوالہ دیا اور مظاہر میں اُس کے برعکس موجود۔ بنارسی صاحب کا ترجمہ جو انہون نے اپنے دل
سے گھڑا غلط ہو چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی لمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہین فاعلمنا
احفظنا یومئذ لتلک الاخبار لاشتمالہا علی علوم وحِجۃ آپنے اپنے فرقہ کو اہل حق کہا اور دیانت
کو فضول مظاہر کا نام بدنام کیا۔ کیا اہل حق کے یہی فعل ہوتے ہین؟ کیون جناب اسی لیاقت
و دیانت پر اُستاد بننے اور رسالے لکھنے کا شوق ہو؟ یہ صاحب فریق مخالف کے محدث سمجھے جاتے
ہین یہان سے مخالفین کے عالموں اور محدثوں کی خوش لیاقتیاں اندازہ کیجا سکتی ہین لاحول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اب مظاہر الحق کا یہ وہابیت سوز فقرہ کہ پس خبر دی ہمکو ساتھ
اُس چیز کے کہ وہ ہونیوالی ہے قیامت تک یعنی وقائع اور حوادث اور عجائب و غرائب قیامت
تک کے ملاحظہ فرمانے کے قابل اور یاد رکھنے کے لائق ہے حدیث (۳) عن حذیفۃ قال
قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیئا یکون فی مقامہ
ذلک الی قیام الساعۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ قد علمہ اصحابی
ہولاء وانہ لیکون منہ الشئی قد نسیتہ فاراہ فاذکرہ کما یذکر الرجل وجہ الرجل
اذا غاب عنہ ثم اذا راٰہ عرفہ متفق علیہ (از مشکوٰۃ شریف صـ ۴۶۱ سطر ۹ کتاب الفتن
فصل اول) روایت ہو حذیفہ سے کہا کہ کھڑے ہوتے ہم مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑی ہونا یعنی خطبہ پڑھا
اور وعظ کہا اور خبر دی اُن فتنوں کی کہ ظاہر ہونگے نہین چھوڑی کوئی چیز کہ واقع ہونیوالی تھی ہیچ مقام

[illegible]

میں قیامت تک مگر کہ بیان فرمایا اُس کو یاد رکھا اُس کو اُس شخص نے کہ یاد رکھا اُسکو اور بھول گیا
اُسکو جو شخص کہ بھول گیا یعنی بعضون نے یاد رکھا اور بعض نے فراموش کیا کہا حذیفہ نے کہ تحقیق جانا
ہو اِس قصہ کو میرے اُن یارون نے یعنی جو کہ موجود ہین صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہیں سے لیکن بعضے
نہین جانتے ہین اُس کو مفصل اِس لئے کہ واقع ہوا ہے ان کو کچھ نسیان کہ جو خواص انسان سے
ہے اور مین بھی اُنھی مین سے ہون کہ جو کچھ بھول گئے ہین جیسے کہ بیان کیا اپنے حال کو اور تحقیق
شان یہ ہی کہ البتہ واقع ہوتی ہے اُن چیزون میں سے کہ خبر دی تھی آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم نے وہ چیز کہ تحقیق بھول گیا ہوں میں اُسکو پس دیکھتا ہون مین اُس چیز کو پس یاد لاتا ہون مین
اُسکو جیسے کہ یاد دلاتا ہی شخص چہرہ شخص کا یعنی بطریق اجمال وابہام کے جبکہ غائب ہوتا ہی اُس سے اور
فراموش کرتا ہے اُس کو ساتھ تفصیل وتشخیص کے پھر جبکہ دیکھتا ہی اُسکو پہچان لیتا ہے اُسکو شخص یعنی
ایسے ہی مین وہ باتین مفصل بھولا ہوا ہون لیکن جبکہ واقع ہوتی ہے کوئی بات اُنمین سے تو پہچان
لیتا ہون کہ یہ وہی ہی جس کی حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی نقل کی یہ بخاری اور مسلم
نے (مظاہر الحق صہ ۳۱۳ سطر ۱۳) **حدیث** (۴) مشکوٰۃ شریف صہ ۵۱۲ سطر ۳ فضائل سید المرسلین
صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقھا ومغاربھا انتھی بقدر الحاجۃ روایت ہی
ثوبان سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالےٰ نے سمیٹی میرے
لئے زمین یعنی اُس کو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دکھایا پس دیکھا مین نے اُسکے شرقوں اور
مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی (مظاہر الحق صہ ۵۰۳ سطر ۱) **حدیث** (۵) مشکوٰۃ شریف صہ ۶۹
سطر ۲۷ باب المساجد) عن عبد الرحمٰن بن عائش قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
رأیت ربی عز وجل فی احسن صورۃ قال فیم یختصم الملأ الاعلیٰ قلت انت اعلم قال
فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت ما فی السمٰوات والارض
وتلا وکذلک نری ابراھیم ملکوت السمٰوات والارض ولیکون من الموقنین ط
رواہ الدارمی مرسلاً۔ عبد الرحمٰن بن عائش سے مروی ہی کہ اُنہون نے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مین نے اپنے رب عز وجل کو اچھی صورت میں دیکھا فرمایا رب نے کہ اے محمد کس بات

مین جھگڑا کرتے ہین مین نے عرض کیا کہ تو ہی خوب جانتا ہی۔ فرمایا سرور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کہ پھر میرے رب عز وجل نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونون شانون کے درمیان رکھا مین نے اُس کے وصول فیض کی سردی اپنی دونون چھاتیون کے درمیان پائی پس جان لیا مین نے جو کچھ کہ آسمانون اور زمینون ہی اور حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اِس حال کی مناسب یہ آیت تلاوت فرمائی وکذلک الآیہ یعنی ایسے ہی دکھائی ہمنے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو ملک آسمانون اور زمینون کے تاکہ وہ ہوجائین یقین کرنے والون مین سے وضع کف کنایہ ہی مزید فضل اور غایۃ تخصیص اور ایصال فیض اور عنایت وکرم اور تکریم وتائید اور انعام سے اور سردی پانا کنایہ ہی وصول اثر فیض اور حصول علوم سے للہ الحمد کہ اس حدیث شریف سے آفتاب کیطرح روشن ہوگیا کہ ہمارے آقا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ہر چیز کا علم مرحمت ہوا مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اوّل صفحہ ۴۶۳ میں ہی فعلمت[۱] ای بسبب وصول ذٰلک الفیض ما فی السمٰوٰت والارض یعنی ما اعلمہ اللہ تعالیٰ مما فیہما من الملٰئکۃ والاشجار وغیرہما عبارۃ عن سعۃ علمہ الذی فتح اللہ بہ علیہ وقال ابن حجر ای جمیع الکائنات التی فی السمٰوٰت بل وما فوقہا کما یستفاد من قصۃ المعراج والارض ھی بمعنی الجنس ای وجمیع ما فی الارضین السبع بل وما تحتہا کما افادہ اخبارہ علیہ السلام من الثور والحوت الذین علیہما الارضون کلہا یعنی ان اللہ اری ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام ملکوت السمٰوٰت والارض وکشف لہ ذٰلک وفتح علیّ

---

[۱] اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اس فیض کے حاصل ہونیکے سبب سے مین نے وہ سب کچھ جان لیا جو آسمانون اور زمینون میں ہی یعنی جو کچھ اللہ سبحٰنہ نے تعلیم فرمایا اُن چیزون مین سے جو آسمان و زمین میں ہین ملائکہ اور اشجار وغیرہا مین سے یہ عبارت ہی حضرت کے وسعت علم سے جو اللہ تعالےٰ نے حضرت پر کھولدیا ۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ مافی السمٰوٰت سے آسمانون بلکہ اُنسے بھی اوپر کی تمام کائنات کا علم مراد ہے جیسا کہ قصۂ معراج سے مستفاد ہے اور ارض بمعنی جنس ہے یعنی وہ تمام چیزیں جو ساتون زمینون مین بلکہ جو اُن سے بھی نیچے ہین سب معلوم ہوگئین جیسا کہ حضور کا ثور و حوت کی خبر دینا جنپر سب زمینین ہین اسکو مفید ہو یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام کو تو آسمانون زمینون کے ملک دکھائے اور اُنکو اُنکے لئے کشف فرمادیا اور مجھپر (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) پر غیبون کے دروازے کھولدئیے ۱۲

حضور کو آسمان و زمین کی تمام کائنات کا علم [illegible]

اللہ تعالیٰ نے حضور پر غیبون کے دروازے کھولدئیے [illegible]

ابواب الغیوب اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اشعۃ اللمعات مطبوعہ کلکتہ صـــ ٢٦٢ سـ ٣٢ میں اسی
حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں فعلمت [١] ما فی السموات والارض پس دانستم ہرچہ در آسمانہا و
ہرچہ در زمین بود۔ عبارتست از حصول تمامہ علوم جزوی وکلی واحاطہ آں و تلاوت خواند آنحضرت
مناسب ایں حال وبقصد استشہا و برامکان آن ایں آیت راکہ وکذلک نری ابراھیم
ملکوت السموات والارض وہمچنیں نمودیم ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام را ملک
عظیم تمامہ آسمانہا را و زمین را لیکون من الموقنین تا آنکہ گردد ابراہیم از یقیں کنندگاں بوجود ذات
وصفات و توحید و اہل تحقیق گفتہ اند کہ تفاوت ست درمیان ایں دو رویت زیراکہ خلیل علیہ السلام
ملک آسمان و زمین را دید وحبیب ہرچہ در آسمان و زمین بود حالی از ذوات و صفات و ظواہر و بواطن
ہمہ را دید و خلیل حاصل شد مراد یقین بوجوب ذاتی و وحدت حق بعد از دیدن ملکوت آسمان و زمین
چنانکہ حال اہل استدلال و ارباب سلوک و محبان و طالباں می باشد وحبیب حاصل شد مراد یقین و وصول
الی اللہ اول پس ازاں دانست عالم را و حقائق آنرا چنانکہ شان مجذوبان و محبوبان و مطلوبان است
اول موافق است بقول ما رایت شیئا الا رایت اللہ قبلہ وشتان ما بینہما علامہ
طیبی اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں و [٢] المعنی انہ کما رای ابراھیم ملکوت السموات

[١] حاصل عبارت پس جانا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ یہ عبارت ہے تمام علوم جزوی وکلی کے حاصل
اور انکا احاطہ کرنیسے اور حضور نے اس حال کے مناسب بقصد استشہاد یہ آیت تلاوت فرمائی وکذلک نری الآیہ یعنی اور
ایسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو تمام آسمانوں اور زمینوں کا ملک عظیم دکھایا تاکہ وہ وجود ذات و صفات و توحید کیساتھ
یقین کرنیوالوں میں سے ہوں اہل تحقیق نے فرمایا کہ ان دونوں روایتوں کے درمیان فرق ہے اس لئے کہ خلیل علیہ
السلام نے آسمان و زمین کا ملک دیکھا اور حبیب علیہ الصلوۃ نے جو کچھ زمین و آسمان میں تھا ذوات صفات ظواہر
و بواطن سب دیکھا اور خلیل کو وجوب ذاتی اور وحدت حق کا یقین ملکوت آسمان و زمین دیکھنے کے بعد حاصل ہوا جیسا کہ اہل استدلال
اور ارباب سلوک اور محبوں اور طالبوں کی حالت ہے۔ اور حبیب کو وصول الی اللہ اور یقین اول حاصل ہوا پھر عالم اور اس کے حقائق
کو جانا جیسا کہ محبوبوں مطلوبوں مجذوبوں کی شان ہے ١٢ [٢] معنی (حدیث کے) یہ ہیں کہ جسطرح حضرت ابراہیم علیہ السلام
آسمان و زمین کے ملک دکھائے گئے ایسے ہی مجھپر (حضور پر) غیبوں کے دروازے کھولدیئے گئے یہانتک کہ میں نے
جان لیا جو کچھ ان میں (آسمان و زمین) ہے ذوات صفات ظواہر مغیبات سب کچھ ١٢

تمام علوم جزوی وکلی کا علم واحاطہ

آسمان وزمین میں جو کچھ ہے ذوات وصفات ظواہر وبواطن سب کا علم ہو جانا

والارض کذٰلک فتح علی ابواب الغیوب حتی علمت ما فیہا من الذوات والصفات والظواھر والمغیبات۔ حدیث (۶) مشکوٰۃ المصابیح باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ صفحہ ۲۷ میں بروایت معاذ بن جبل ایک حدیث میں یہ الفاظ مروی ہیں آنحضرت فرماتے ہیں فاذا انا بربی تبارک وتعالیٰ فی احسن صورۃ فقال یا محمد قلت لبیک رب قال فیم یختصم الملاء الاعلیٰ قلت لا ادری قالہا ثلثا قال فرأیتہ وضع کفہ بین کتفی حتے وجدت برد انا ملہ بین ثدیی فتجلی لی کل شئی وعرفت۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات صفحہ ۳۶۹ میں اسی حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں پس ظاہر شد و روشن شد مرا ہر چیز از علوم و شناختم ہمہ را۔ حدیث (۷) مواہب اللدنیہ میں طبرانی سے بروایت ابن عمر رض مروی ہے قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ اقد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ھو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت نے فرمایا کہ اللہ جلشانہ نے میرے لئے دُنیا کو ظاہر فرمایا پس میں دُنیا کی طرف اور جو کچھ اسمیں تا قیامت ہونے والا ہے سب کی طرف اسطرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کی طرف علامہ زرقانی شرح مواہب قسطلانی جلد ۷ صفحہ ۲۳۴ میں لکھتے ہیں ان اللہ قد رفع ای اظہر وکشف لی الدنیا بحیث احطت بجمیع ما فیہا فانا انظر الیہا والی ما ھو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ اشارۃ الی انہ نظر حقیقۃ دفع بہ انہ ارید بالنظر العلم اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اللہ جلشانہ نے حضرت کیلئے دُنیا ظاہر فرمائی اور حضور نے جمیع ما فیہا کا احاطہ کر لیا اور حضرت کا یہ فرمانا کہ میں اُس کو اور جو کچھ اُس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو مثل اپنی کف دست مبارک کے ملاحظہ فرما رہا ہوں یہ اشارہ ہے اسطرف کہ حدیث میں نظر سے حقیقۃ دیکھنا مراد ہے نہ کہ نظر کے معنی علم۔

لہ پس ناگاہ میں اپنے پروردگار کے ساتھ ہوں اچھی صورت میں فرمایا پروردگار نے یا محمد عرض کی میں نے حاضر ہوں اے پروردگار فرمایا اُسنے کہ ملاء اعلیٰ کس بات میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا پروردگار نے یہ تین مرتبہ دریافت فرمایا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر دیکھا میں نے کہ پروردگار نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا یہانتک کہ مجھ کو اسکے پوروں کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان معلوم ہوئی پس مجھے ہر چیز ظاہر ہو گئی اور میں نے پہچان لیا۔

درندوں کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کو بیان کرنا ۔

مجازی مشکوٰۃ المصابیح باب المعجزات صفحہ ۱۳۵ میں موجود ہے حدیث (م) عن ابی ھریرۃ قال جاء ذئب الی راعی غنم فاخذ منہا شاۃ فطلبہ الراعی حتیٰ انتزعہا منہ قال فصعد الذئب علیٰ تل فاقعیٰ واستثفر فقال قد عمدت الی رزق رزقنیہ اللہ اخذتہ ثم انتزعتہ منی فقال الرجل تاللہ ان رایت کالیوم ذئب یتکلم فقال الذئب اعجب من ھذا رجل فی النخلات بین الحرتین یخبرکم بما مضی وما ھو کائن بعدکم قال وکان الرجل یھودیا فجاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ واسلم فصدقہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث حاصل یہ کہ ایک بھیڑیا ایک بکریوں کے چرواہے کی طرف آیا اور اُس نے بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک بکری پکڑی پس چرواہے نے اُس بھیڑیے کو ڈھونڈا یہاں تک کہ اُس بکری کو اُس سے چھڑا لیا۔ کہا ابوہریرہ نے کہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور اپنی دُم اپنے دونوں پاؤں کے درمیان کی اور کہا کہ میں نے اس رزق کا ارادہ کیا جو اللہ جل شانہ نے مجھے دیا تھا اور میں نے اُس کو لے لیا پھر تو نے مجھے چھڑا لیا۔ چرواہے نے تعجب سے کہا کہ خدا کی قسم میں نے آج کی طرح کبھی بھیڑیا کلام کرتے نہیں دیکھا بھیڑیے نے کہا کہ اس سے زیادہ تعجب انگیز ایک شخص کا حال ہے جو دو سنگستانوں کے درمیان کھجور کے درختوں یعنی مدینہ میں ہے کہ وہ شخص گذشتہ اور آیندہ یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ تمہارے بعد ہوگا دُنیا اور عقبےٰ میں سب کی خبریں دیتے ہیں ابوہریرہؓ نے کہا کہ وہ چرواہا یہودی تھا یہ واقعہ دیکھ کر خدمت اقدس نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور حضور کو اُس تمام کی خبر دی اور اسلام لایا حضور سید یوم النشور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے اُس کی خبر کی تصدیق کی ۔

سبحان اللہ جانور اور جانوروں میں بھی درندے تو حضور کو عالم ماکان وما ہو کائن جانیں اور بیان کریں۔ مگر انسان کو ابھی تردد ہی رہے۔ علامہ علی قاری مرقاۃ المصابیح جلد ۵ صفحہ ۴۵ میں یخبرکم بما مضی وما ھو کائن کی شرح یوں کرتے ہیں یخبرکم بما مضی ای بما سبق من خبر الاولین من قبلکم وما ھو کائن بعدکم ای حتی بناء الاٰخرین فی الدنیا ومن احوال الاجمعین فی العقبیٰ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت گذشتہ اور آئندہ تم سے پہلوں

اور تمہارے بعد والوں کی دُنیا اور عقبیٰ کے جمیع احوال کی خبر دیتے ہیں طبرانی میں حضرت ابو الدرداء سے مروی ہے حدیث (۹) لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یحرک طائر جناحیہ الا ذکر لنا منہ علما یعنی نبی کریم صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے ہمیں اس حال میں مفارقت فرمائی کہ کوئی پرندا ایسا نہیں کہ اپنے بازو کو ہلائے مگر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمسے اُسکا بھی بیان فرمادیا اب غالباً مخالفین کو تردد ہو گا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کی جملہ حالات کیسے بیان فرمادیئے وہ کی حدیثوں میں گزرا کہ ایک ہی روز میں حضور نے قیامت تک کے سب حالات بتائے یہ بات ضرور تعجب انگیز ہوگی کہ ایک دن کا وقت اتنی وسعت کب رکھتا ہے لہذا غور فرمایئے کہ یہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے ایک ہی دن میں تمام حالات بیان فرما دیئے اللہ جلشانہ نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ قدرت مرحمت فرمائی تھی۔ عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۷ صفحہ ۲۱۴ میں ہے وفیہ دلالۃ علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدائھا الی انتہائھا وفی ایراد ذلک کلہ فی مجلس واحد امر عظیم من خوارق العادۃ کیف وقد اعطی مع ذلک جوامع الکلم صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اس حدیث میں دلالت ہے اسپر کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں مخلوقات کے ابتداء سے انتہا تک جملہ حالات کی خبر دی اور ایک ہی مجلس میں سب کا بیان فرمادینا ایک بڑا معجزہ ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ حضرت کو حق تعالےٰ نے جوامع الکلم عطا فرمائے مشکوۃ المصابیح باب بدء الخلق وذکر الانبیاء علیہم السلام صفحہ ۵۰۸ میں ہے حدیث (۱۰) عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خفف علی داؤد القرآن فکان یأمر بدوابہ فتسرج فیقرء القرآن قبل ان تسرج دوابہ ولا یأکل الا من عمل یدیہ رواہ البخاری ابو ہریرہ سے مروی ہے سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور پڑھنا آسان کیا گیا تھا۔ آپ اپنے جانوروں پر زین کسنے کا حکم فرماتے پس زین کسی جاتی آپ پڑھنا شروع کرتے اور زین کس چکنے سے پہلے آپ زبور ختم کر لیتے اور اپنے کسب سے کھاتے یعنی دست بنا کر اسی حدیث کی تحت مظاہر الحق جلد چہارم صفحہ ۴۱۹ میں ہے اللہ تعالےٰ اپنے اچھے بندوں کیلئے زمانہ کو طے وبسط کرتا ہے یعنی کبھی بہت سا زمانہ تھوڑا ہو جاتا ہے اور کبھی تھوڑا بہت سا اور سیدنا حضرت

حضور نے ایک دن میں تا قیامت حالات بیان فرمائے

حضرت داؤد علیہ السلام کا معجزہ کہ زین کسنے سے پہلے زبور ختم کر لیتے

امیرالمومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے کہ رکاب میں پاؤں رکھتے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھنے تک قرآن ختم کر لیتے اور ایک روایت میں ہے ملتزم کعبہ سے اُس کے دروازے تک جانے میں پڑھ لیتے ایسا ہی مرقاۃ المفاتیح جلد ۵ صفحہ ۳۴۴ میں ہے قال التورپشتی یرید بالقران الزبور لانہ تصدا عجازہ من طریق القرأۃ وقد دل الحدیث علی ان اللہ تعالیٰ یطوی الزمان لمن یشاء من عبادہ کما یطوی المکان لھم وھذا باب لاسبیل الی ادراکہ الا بالفیض الربانی مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی نفحات الانس فی حضرات القدس میں نقل کرتے ہیں عن بعض المشایخ انہ قرأ القرآن حین استلم الحجر الاسود والرکن الاسعد الی حین وصول محاذات باب الکعبۃ الشریفۃ والقبلۃ المنیفۃ وقد سمعہ ابن الشیخ شہاب الدین السہروردی منہ کلمۃ کلمۃ وحرفا حرفا من اولہ الی اخرہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم ونفعنا ببرکۃ انوارھم یعنی بعض مشایخ سے منقول ہے کہ انہوں نے حجر اسود کے استلام سے دروازہ کعبہ شریفہ پہنچنے تک تمام قرآن شریف پڑھ لیا اور ابن شیخ شہاب الدین سہروردی نے کلمہ کلمہ و حرف حرف اول سے آخر تک سنا جب حضرت سراپا رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نیازمندوں کا یہ حال ہے تو حضرت کو ایک مجلس میں جملہ احوال کی خبر دینا کیا محال چونکہ اختصار منظور ہے اس لئے اتنی ہی احادیث پر اکتفا کر کے مفسرین محدثین اکابر ائمت فقہا و علما مشایخ کی تصریحات پیش کرتا ہوں صاحب کتاب الابریز صفحہ ۲۴۳ میں اپنے شیخ سے نقل فرماتے ہیں واقوی الارواح فی ذلک روحہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہا لم یحجب عنہا شیء من العالم فہی مطلعۃ علی عرشہ وعلوہ وسفلہ ودنیاہ واخرتہ ونارہ وجنتہ لان جمیع ذلک خلق لاجلہ صلی اللہ علیہ وسلم فتمییزہ علیہ السلام خارق لہذہ العوالم باسرھا فعندہ تمییز فی اجرام السموات من این خلقت ومتی خلقت ولم خلقت والی این تصیر جرم کل سماء وعندہ تمییز فی ملائکۃ کل سماء ومن این خلقوا ومتی خلقوا والی این یصیرون وتمییز اختلاف مراتبہم ومنتہی درجاتہم وعندہ علیہ السلام تمییز فی الحجب السبعین وملائکۃ کل حجاب علی الصفۃ السابقۃ وعندہ علیہ السلام تمییز فی اجرام النیرۃ التی فی العالم العلوی مثل النجوم والشمس والقمر واللوح والقلم والبرزخ

والاواخر التی فیہ علی الوصف السابق وکذا عندہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تمیز فی الجنان ودرجاتھا وعدد سکانھا ومقاماتھم فیھا وکذا سائر ما بقی من العوالم ولیس فی ھذا مزاحمۃ للعلم القدیم الازلی الذی لا نھایۃ لمعلومات وذلک لان ما فی العلم القدیم ینحصر فی ھذہ العوالم فان اسماء الربوبیۃ واوصاف الالوھیۃ التی لا نھایۃ لھا لیست من ھذا العالم فی شیئ مختصر یہ کہ اس امتیاز میں رب سے زیادہ قوی روح ہمارے نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی ہے کہ اس روح پاک سے عالم کی کوئی شئے پردہ میں نہیں یہ روح پاک عرش اور اُس کی بلندی پستی دُنیا و آخرت جنت دوزخ سب پر مطلع ہے کیونکہ یہ سب اسی ذات مجمع کمالات کیلئے پیدا کی گئی ہین۔ صلے اللہ تعالے علیہ علی آلہ وصحبہ بارک وسلم آپ کی تمیز ان جملہ عالموں کی خارق ہے آپکے پاس اجرام سموات کی تمیز ہے کہ کہان سے پیدا کیے گئے کیوں پیدا کیے گئے کیا ہوجائینگے اور آپکے پاس ہر ہر آسمان کے فرشتوں کی تمیز ہے۔ اور اُس کی بھی کہ وہ کہانسے اور کب پیدا کیے گئے اور کہاں جائینگے اور اُنکے اختلاف مراتب اور انتہائی درجات کی بھی تمیز ہے اور ستر پردون اور ہر پردہ کے فرشتون کے جملہ حالات کی بھی تمیز ہے۔ عالم علوی کے اجرام تیرہ ستارے سورج چاند لوح وقلم برزخ اور اُس کی ارواح کی بھی ہر طرح امتیاز ہے اسی طرح ساتوں زمینوں اور ہر زمین کی مخلوقات خشکی اور تری جملہ موجودات کا بھی ہر ہر حال معلوم ہے اسی طرح تمام جنتیں اور اُن کے درجات اور اُنکے رہنے والوں کی گنتی اور مقامات سب خوب معلوم ہین ایسے ہی باقی تمام جہانوں کا علم ہے اور اس علم میں ذات باری تعالیٰ کے علم قدیم ازلی سے جسکے معلومات بے انتہا ہین کوئی مزاحمت نہین کیونکہ علم قدیم کے معلومات اس عالم مین منحصر نہین ظاہر ہے کہ اسمائے ربوبیت اوصاف الوہیت جو غیر متناہی ہین اس عالم ہی سے نہین۔ انتہی۔ صاحب کتاب الابریز کی یہ نفیس تقریر مخالفین کے اوہام باطلہ کا کافی علاج ہے وہ صاف تصریح فرماتے ہین کہ حضور کی روح اقدس سے عالم کی کوئی چیز عرشی ہو یا فرشی دُنیا کی ہو یا آخرت کی پردہ اور حجاب مین نہین حضور رب کے عالم ہین اور ذرہ ذرہ حضور پر ظاہر و روشن ہے باایںہمہ حضور کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں کیونکہ علم الٰہی غیر متناہی ہے اور حضور کا علم خواہ کتنا ہی وسیع ہو متناہی ہے اور متناہی کو غیر متناہی سے نسبت ہی کیا۔ مخالفین جو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کی وسعت علم سے واقف نہین حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے

علم کی عظمت کیا جانین جب حضور کے علم کی وسعت سنتے ہین۔ تو گھبرا جاتے ہین اور یہ خیال کرتے ہین
کہ اللہ پاک کا علم اس سے کیا زیادہ ہوگا بس خدا و رسول کو برابر کر دیا۔ یہ اُنکی نادانی ہے کہ وہ علم
الٰہی کو عالم مین منحصر خیال کرین یا علم متناہی کی برابر ٹھہرائین مسلمان اِن دونوں مین فرق کرتے
ہین حضور کے علم کو اُس کی وسعت کیساتھ تسلیم کرتے اور عطائے الٰہی کا اقرار کرتے ہین اور علم الٰہی کو
اُس کی بے مثال عظمت کے ساتھ مخصوص بحق مانتے ہین درحقیقت علم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا انکار کرنیوالے جو اہل سنت پر مساوات ثابت کرنیکا الزام لگاتے ہین۔ علم الٰہی کو متناہی سمجھنے
میں مبتلا ہین اور خداوند عالم کے علم کی بھی تنقیص کرتے ہین اور سچ یہ ہے کہ اللہ سبحنہ کے علم و قدرت
سے واقف ہوتے تو حضور کے وسعت علم کا انکار کرتے حضور کے کمالات کا انکار وہی کرے گا
جو خداوند عالم کی قدرت و عظمت سے بے خبر ہے امنوا باللہ ورسلہ وان تومنوا وتتقوا
فلکم اجر عظیم۔ زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں امام محمد غزالی سے منقول ہے النبوۃ
عبارۃ عما یختص بہ النبی ویفارق بہ غیرہ وھو یختص بانواع من الخواص احدھا
انہ یعرف حقائق الامور المتعلقۃ باللہ تعالیٰ وصفاتہ وملئکتہ والدار
الاخرۃ علما مخالفا لعلم غیرہ بکثرۃ المعلومات وزیادۃ الکشف والتحقیق
وثانیھا ان لہ فی نفسہ صفۃ بھا تتم الافعال الخارقۃ للعادۃ کما ان لنا
صفۃ تتم بھا الحرکات المقرونۃ بارادتنا وھی القدرۃ ثالثھا ان لہ صفۃ بھا
یبصر الملئکۃ ویشاھدھم کما ان للبصیر صفۃ بھا یفارق الاعمی رابعھا
ان لہ صفۃ بھا یدرک ما سیکون فی الغیب نبوۃ اس چیز سے عبارت ہے کہ جسکے
ساتھ نبی مختص ہے اور غیروں سے ممتاز ہے۔ ایک یہ کہ جو امور اللہ جل جلالہ اور اسکی صفات اور
فرشتوں اور آخرت کیساتھ متعلق ہین نبی اُنکی حقائق کا عارف ہوتا ہے اور دوسرونکو کثرت معلومات اور
زیادتی کشف و تحقیق میں اُس سے کچھ نسبت نہین۔ دوم یہ کہ اُنکی ذات میں ایک ایسا وصف
ہے جس سے افعال خارقہ عادت تمام ہوتے ہین جسطرح کہ ہمین ایک وصف قدرت کا ایسا حاصل
ہے کہ جس سے ہمارے حرکات ارادیہ پورے ہوتے ہین۔ سوم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل
ہے جس سے ملائکہ کو دیکھتا ہے اور اُنکا مشاہدہ کرتا ہے۔ جسطرح کہ بینا کو ایک وصف حاصل ہے

جس کے باعث وہ نابینا سے ممتاز ہین۔ چہارم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہی جس سے وہ غیب کی
آیندہ باتون کو ادراک کرلیتا ہی۔ اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اللہ جل شانہ نے انبیا علیہم الصلوٰۃ
والسلام کو حقائق امور کا علم عطا فرمایا اور کثرت معلومات زیادتی کشف وتحقیق میں اور سب سے
ممتاز فرمایا۔ افعال خارقہ کی ایسی صفت عطا فرمائی جیسے ہمین حرکات ارادیہ کی کہ ہم جب چاہین
حرکت کرین ایسے ہی وہ جب چاہین افعال خارقہ ظاہر فرمائین۔ ایک صفت دی جس سے
وہ ملائکہ کو اسطرح دیکھتے ہین جسطرح بینا ایک صفت غیب کی ایسی عنایت فرمائی جس سے وہ
غیب کی آیندہ باتیں جانتے ہین ملا علی قاری رحمۃ اللہ مرقاۃ المفاتیح جلد ۱ صفحہ ۵۴ مین تحریر
فرماتے ہین۔ ان للغیب مبادی ولواحق فمبادیہ لا یطلع علیہ ملک مقرب ولا نبی
مرسل واما اللواحق فهو ما اظهره الله تعالى على بعض احبابه لوحة علمه وخرج
بذلك عن الغيب المطلق وصار غيبا اضافيا وذلك اذا تنورت الروح القدسية واز
داد نورانيتها واشراقها بالاعراض عن ظلمة عالم الحس وتجلية مرآة القلب عن
صداء الطبيعة المواظبة على العلم والعمل وفيضان الانوار الالهية حتى يقوى النور
وينبسط في فضاء قلبه وتنعكس فيه النقوش المرتسمة في اللوح المحفوظ ويطلع على
المغيبات ويتصرف في عالم السفلي بل يتجلى حينئذ الفياض الاقدس بمعرفته
التي هي اشرف العطايا فكيف بغيره۔ خلاصہ یہ کہ غیب کے مبادی پر کوئی ملک مقرب و نبی مرسل
مطلع نہین البتہ غیب کے لواحق پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض احباب کو مطلع فرمایا ہی جس کے علوم
مین سے ایک لوح کا علم بھی ہے اور غیب اضافی ہی اور یہ جب ہی کہ جب روح قدسیہ منور ہوتی ہی
اور عالم حس کی ظلمت اور تاریکی سے اعراض کرنے دل صاف ہونے علم وعمل پر مواظبت کرنے
اور انوار الٰہیہ کے فیضان کے باعث اسکی نورانیت اور اشراق زیادہ ہوتا ہی یہانتک کہ اُسکے دل میں
نور قوی اور منبسط ہوجاتا ہی اور لوح محفوظ کے نقوش اس مین منعکس ہوجاتے ہین اور یہ غیبات پر
مطلع ہوجاتا ہی اور عالم سفلی مین تصرف کرتا ہی بلکہ اسوقت خود فیاض اقدس جل شانہ اپنی معرفت
کے ساتھ تجلی فرماتا ہی اور یہی بڑا عطیہ ہی جب یہی حاصل ہوا تو اور کیا رہ گیا اس عبارت سے
یہ تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ اللہ جل شانہ اپنے احباب کے دل مین ایسا روشن نور عطا فرماتا ہی جسمین

ع نصیحۃ المسلمین صفحہ ۲۲ کے اس قول کا رد کہ غیب کی بات پیغمبر خدا کو بھی معلوم نہ تھی

یعنی بعض احباب کے دل نورانیت سے لوح محفوظ کے نقوش ان مین منعکس ہوجاتے ہین

لوح محفوظ اسطرح منعکس ہو جاتی ہے جیسے آئینہ میں صورت اس نفو رپاک سے اللہ جل شانہ کے احباب غیبوں پر مطلع ہوتے ہیں عالم میں تصرف کرتے ہیں بلکہ خود حق جل جلالہ اُنکے دلونمیں تجلی فرماتا ہے ہمارے نزدیک توانبیاء (صلوٰۃ اللہ علیہم) واولیاء (قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم) ہی اللہ جل شانہ کے احباب میں ہیں اور یہ رتبے انہی کو حاصل ہیں۔ مگر براہین قاطعہ مؤلفہ خلیل احمد انبٹی مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے صفحہ ۴۷ میں یہ لکھا ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کونسی نص قطعی ہے۔ عبارت مسطورہ بالا کو ملحوظ رکھکر یہ عبارت پڑھئے تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ اس قول کے قائل کے نزدیک (معاذ اللہ) سید عالم تو اللہ کے احباب میں سے نہیں ہیں جو اُنھیں وسعت علمی حاصل ہوتی۔ اگر ہیں تو شیطان و ملک الموت اللہ جل شانہ کے احباب میں ہیں جن کی وسعت علمی نص سے ثابت ہے (استغفر اللہ العلی العظیم) علامہ علی قاری کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ علوم حق سبحانہ تعالیٰ اپنے دوستونکو عطا فرماتا ہے اور براہین قاطعہ میں صراحت کہ شیطان و ملک الموت کی وسعت علمی نص سے ثابت تو پھر ملک الموت اور شیطان لعین اللہ کے دوستوں میں کیوں نہوں۔ استغفر اللہ شیطان لعین دشمن خدا و رسول کے لئے اثبات علوم کرنا اور سید عالم حبیب مکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا نام پاک آتے ہی منکر ہو جانا کیا ایمان ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ پہلے ہی کیا خوب فرما گئے ہیں ؎

ہر نبی برخوان که دیو و قوم او ۔۔۔ می برند از حال انسان خفیہ بود

از رہ کان از ان آگاہ نیست ۔۔۔ زانکه زین محسوس و زین اشباہ نیست

چون شیاطین با پلیدیہائے خویش ۔۔۔ واقفند از سر ما در فکر و کیش

پس چرا جانہائے روشن در جہان ۔۔۔ بیخبر باشند از حال نہان

در سرایت کمتر از دیوان شدند ۔۔۔ روحہا که خیمه بر گردون زدند

دیو دزدانہ سوئے گردون رود ۔۔۔ از شہاب او محرق و مطعون شود

آن ز رشک روحہائے دل پسند ۔۔۔ از فلک شان سرنگون می افگنند

تو اگر شلی و لنگ و کور و کر ۔۔۔ این گمان بر روحہائے مہ مبر

شرم دارد لاف کم زن جان من ۔۔۔ که بسے جاسوس ہست از سوئے تن

این طبیبان بدن دانشور اند | بر سقام تو ز تو واقف تر اند
تا ز قاروره همی بینند حال | که نه دانی تو از آن رو اعتلال
هم ز نبض و هم ز رنگ و هم ز دم | بو برند از تو بصد گونه سقم
پس طبیبان الہی در جہان | چون ندانند از تو اسرار نہان
هم ز نبضت هم ز چشمت هم ز رنگ | صد سقم بینند از تو بیدرنگ
قول و فعل آن بول رنجوران بود | که طبیب جسم را برہان بود
وان طبیب روح در جانش رود | وز ره جان اندر ایمانش رود
هست پیشش سر ہر اندیشہ | چون چراغی در درون شیشہ
حاجتش نبود بفعل و قول خوب | احذروهم هم جواسیس القلوب
این طبیبان نوآموزند خود | که بدین آیات شان حاجت بود
کاملان از دور نامت بشنوند | تا بقعر تار و پودت در روند
بلکه پیش از زادن تو سالہا | دیده باشندت بچندین حالہا
حال تو دانند یک یک مو بمو | زانکه پر هستند از اسرار هو

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں

فان من جودک الدنیا وضرتہا | ومن علومک علم اللوح والقلم

اے نبی مکرم صلے اللہ تعالےٰ علیک وسلم آپکے دریائے عطا وسخا میں سے دُنیا وعقبیٰ ہے؛ اور منجملہ آپکے علوم کے لوح وقلم کا علم ہے اور قرآن شریف میں وارد ہی وکل صغیر وکبیر مستطر لوح محفوظ میں ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوتی ہے علامہ شیخ ابراہیم بیجوری شرح بردہ میں صفحہ ۹۱ فرماتے ہیں فان قیل اذا کان علم اللوح والقلم بعض علوم صلے اللہ علیہ وسلم فما البعض الاخر اجیب بان البعض الاخر ہو ما اخبرہ اللہ تعالیٰ عنہ من احوال الاخرۃ لان القلم انما کتب فی اللوح ما ہو کائن الی یوم القیمۃ فقط یعنی اگر شبہہ کیا جاوے کہ جب علم لوح وقلم حضور کے علوم کا بعض ٹھہرا تو اور حضور کے علوم میں باقی کیا رہگیا تو جواب دیا جاوے کہ باقی احوال آخرت ہیں جن کی اللہ جل شانہ نے حضور کو اطلاع فرمائی کیونکہ

لوح وقلم کے علوم آپ کے علوم کے سمندروں کی ایک نہر ہے۔

قلم نے لوح میں قیامت تک کے امور ہی تو لکھے ہین علامہ علی قاری حل العقدہ شرح البردۃ میں فرماتے ہین۔ وکون علومھما من علومہ صلے اللہ علیہ وسلم ان علومہ تتنوع الی الکلیات والجزئیات وحقائق وعوارف ومعارف تتعلق بالذات والصفات وعلمھا یکون نھرا من بحور علمہ وحرفا من سطور علمہ یعنی علوم لوح وقلم کے آپکے علوم میں سے ہونیکا بیان یہ ہے کہ آپ کے علوم تنوع ہوتے ہین کلیات وجزئیات وحقائق وعوارف ومعارف کی طرف جو ذات وصفات سے متعلق ہین اور لوح وقلم کے علوم آپکے علوم کے سمندروں میں سے ایک نہر اور آپ کے علوم وسیعہ کی سطروں مین سے ایک حرف ہین علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہین وقد تواترت الاخبار واتفقت معانیھا علی اطلاعہ صلے اللہ علیہ وسلم علی الغیب ولا ینافی الآیات الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ لان المنفی علمہ من غیر واسطۃ اما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ فمحقق بقولہ تعالی الا من ارتضی من رسول اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اخبار متواتر ہین اور انکی معانی اسپر متفق ہین کہ ہمارے نبی مکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم غیب پر مطلع ہین اور یہ مضمون آیات نافیہ غیب عن غیر اللہ کے منافی نہیں کیونکہ جہان نفی ہے وہ علم ذاتی کی ہے جو بے واسطہ ہو لیکن حضرت سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باعلام الٰہی مطلع ہونا الا من ارتضی من رسول سے ثابت ہے روح البیان میں ہے وقد انعقد الاجماع علی ان نبینا صلے اللہ علیہ وسلم اعلم الخلق وافضلھم یعنی اسپر اجماع ہو گیا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلوات اللہ علیہ وسلامہ تمام مخلوقات سے زیادہ علم اور فضیلت رکھتے ہین علامہ علی قاری شرح شفا جلد اوّل صفحہ ۷۳۰ میں لکھتے ہین۔ فصل (ومن معجزاتہ الباھرۃ) ای آیاتہ الظاھرۃ (وما جمعہ اللہ لہ من المعارف) ای الجزئیۃ (والعلوم) ای والکلیۃ واللدرکات الظنیۃ والیقینیۃ والاسرار الباطنیۃ والانوار الظاھرۃ (وخصہ من الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین) ای ما یتم بہ اصلاح الامور الدنیویۃ والاخرویۃ الخ۔ حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روشن معجزات اور ظاہر آیات میں سے وہ ہے جو اللہ پاک جلشانہ نے آپ کے لئے عطا فرمایا۔ معارف جزئیہ علوم کلیہ مدرکات ظنیہ یقینیہ اور اسرار باطنہ انوار ظاہرہ میں سے اور آپ کو دُنیا اور دین کی تمام مصلحتوں پر

نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اعلم وافضل خلق ہونے پر اجماع۔

اطلاع کے ساتھ خاص کیا روالبحیان جلد ثالث صفحہ ۱۰۸ میں ہے وفی الحدیث سألنی ربی ای لیلۃ المعراج فلم استطع ان اجیبہ فوضع یدہ بین کتفی بلا تکییف ولا تحدید ای ید قدرتہ لانہ سبحانہ منزہ عن الجارحۃ فوجدت بردھا فاورثنی علوم الاولین والآخرین وعلمنی علوما شتی فعلم اخذ عھدا علی کتمہ وھو علم لا یقدر علی حملہ غیری وعلم خیرنی فیہ وعلم امرنی تبلیغہ الی الخاص والعام من امتی وھی الانس والجن والملک وکما فی انسان العیون شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں اسی حدیث کا مضمون یوں ادا فرماتے ہین۔ پرسید از من پروردگار من چیزے پس نتوانستم کہ جواب گویم پس نہاد دست قدرت خود درمیان دو شانہ من بے تکییف وبے تحدید پس یافتم برد آنرا در سینہ خود پس داد مرا علم اولین وآخرین وتعلیم کرد انواع علم را علمی بود کہ عہد گرفت از من کتمان آنرا کہ باہیچکس نگویم وہیچکس طاقت برداشت آن ندارد جز من وعلمی بود کہ مخیر گردانید مرا در اظہار وکتمان آن وعلمی بود کہ امر کرد مرا بہ تبلیغ آن بخاص وعام از امت من۔ آن دونوں عبارتون کا حاصل یہ ہی کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہین کہ شب معراج میں مجھ سے میرے پروردگار تبارک وتعالی نے کچھ دریافت فرمایا میں جواب نہ دے سکا تو اُسنے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانون کے درمیان بے تکلیف وتحدید رکھا۔ کیونکہ حق سبحانہ تعالے جوارح سے منزہ اور پاک ہی پھر تحدید وتکلیف کیسی۔ پھر حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مین نے اُس کی سردی اپنے سینہ میں پائی۔ پس مجھے اولین وآخرین کے علوم عطا فرمائے اور چند علم اور تعلیم فرمائے جنمین سے ایک علم وہ ہی جسکے چھپانے پر مجھہ سے عہد لیا کہ میرے سوا کسی میں اُسکے برداشت کرنیکی طاقت نہین ہی ایک علم وہ جسکا مجھے اختیار دیا۔ اور ایک وہ علم جسکی تبلیغ کا حکم فرمایا کہ مین اپنی اُمت کے ہر خاص وعام کو پہنچادون اور حضرت کی اُمت انسان اور جن اور فرشتے ہین ایسا ہی انسان العیون مین ہی تفسیر لباب التاویل فی معالم التنزیل مطبوعہ مصر جلد رابع صفحہ ۴۶ میں ہی وقولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فوضع یدیہ بین کتفی حتی وجدت بردھا بین ثدیی فتاویلھا ان المراد بالید المنۃ والرحمۃ وذلک شایع فی لغۃ العرب فیکون معناہ علی ھذا الاخبار باکرام اللہ تعالی ایاہ وانعامہ علیہ بان شرح صدرہ ونور

حضور کو تین طرح کے علوم عطا ہوئے

انسان اور جن اور فرشتے حضرت کی اُمت ہیں

فنہ مالا یعرفہ احمد حتی وجد برد النعمۃ والمعرفۃ فی قلبہ وذٰلک لما نور قلبہ و
شرح صدرہ فعلم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض باعلام اللہ تعالیٰ ایاہ وانما
امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکونُ اس عبارت سے ثابت ہوا کہ حضرت حق سبحانہ
تعالیٰ نے اپنے کرم سے حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلےٰ آلہ واصحابہٖ بارک وسلم کا سینہ
مبارک کھولدیا اور قلب شریف کو منور فرمایا اور حضور کو وہ معرفت عطا کی جو کسی ایک مخلوق کو بھی
حاصل نہیں یہانتک کہ حضور نے اُس نعمت ومعرفت کی سردی اپنے قلب شریف میں پائی اور جب آپکا
دل منور ہوگیا اور سینہ مبارک کھل گیا پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام آسمانوں اور زمینوں اور
انکے مافیہا کا علم بتعلیم الٰہی حاصل ہوا فالحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ شیخ عبدالحق
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں ہر چہ در دنیاست از زمان آدم
تا نفخہ اولیٰ بروے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوال او را از اول تا آخر معلوم
گردید و یاران خود را نیز بعضے ازاں احوال خبر دار یعنی آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے
زمانہ سے نفخہ اولیٰ تک جو کچھ دنیا میں ہے سب ہمارے حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر
منکشف فرمادیا تھا یہانتک کہ تمام احوال اوّل سے آخر تک کا حضور کو معلوم ہوا اور حضور
نے اپنے اصحاب کو اُس میں سے بعض کی خبر دی شیخ سلیمان جمل رحمۃ اللہ تعالیٰ فتوحات
احمدیہ میں امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالےٰ کے ارشاد ؎

وسع العالمین علماً وحلماً فھو بحر لم تعیہ الاعباء

کی شرح میں فرماتے ہیں ای وسع علمہ علوم العالمین الانس والجن والملٰئکۃ
لان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی العالم کلہ فعلم علم الاولین والاٰخرین ما کان
وما یکون وحسبک علمہ بعلوم القراٰن وقد قال اللہ تعالیٰ ما فرطنا فی الکتاب
من شئ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا علم
تمام انسانوں جنوں اور فرشتوں کے سب کے علوم سے وسیع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپکو تمام عالم پر
مطلع فرمایا ہے علوم اولین وآخرین و ماکان و مایکون کے مرحمت فرمائے اور آپکا تو علوم قرآن ہی کا عالم
ہونا بہت کافی ہے حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہمنے کتاب میں کوئی چیز نہ چھوڑی اب ایسی ایسی تصریح

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا و مافیہا کا علم حاصل ہوا

حضور کا علم تمام انس و جن و ملائکہ کے علوم سے وسیع ہے

فائدہ وسعت علوم اولیاء کرام

فائدہ اولیائے کرام کے علوم

کے بعد بھی جن دلوں میں شبہے رہجائیں اور اطمینان حاصل نہو انکا کچھ علاج نہیں بجز اس کے کہ جناب باری عز اسمہ سے دعا کیجائے کہ اے پروردگار بطفیل نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم دلوں میں قبول حق کے مادے پیدا کر اور توفیق انصاف عطا فرما۔

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ علیٰ آلہ واصحابہ بارک وسلم کے نیازمندوں کے علوم کا بھی ذکر کروں جس سے شان عالی سید رسل علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی ظاہر ہو اور یہ معلوم ہو جائے کہ جن کو بحر علم سید کونین صلوٰت اللہ علیہ وسلامہ کا ایک قطرہ مرحمت ہوا بلکہ اس سے بھی کمتر انکی وسعت علمی کس درجہ کی ہے علامہ علی قاری رحمۃ الباری مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۲ ص۶ میں فرماتے ہیں قال القاضی النفوس الزکیۃ القدسیۃ اذا تجردت عن العلائق البدنیۃ عرجت واتصلت بالملاء الاعلیٰ ولم یبق لها حجاب فتری الکل کالمشاهد بنفسها او باخبار الملک لها وفیه سر یطلع علیه من یتسر له انتهی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ نفوس زکیہ قدسیہ جب علائق بدنیہ سے عروج کر کے ملاء اعلیٰ کے ساتھ متصل ہو جاتے ہیں اور انکو کوئی حجاب نہیں رہتا ہے تو وہ سب کو مثل مشاہد کے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح صاحب کتاب الابریز نے صفحہ ۲۰۵ میں اپنے شیخ عارف عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے اولیاء کا مخلوقات ناطقہ وصامتہ ووحوش وحشرات زمین و آسمان ستاروں وغیرہا تمام عالم کا مشاہدہ کرنا نقل کیا ہے چنانچہ وہ عبارت یہ ہے ولقد رئیت ولیا بلغ مقاما عظیما وهو انه یشاهد المخلوقات الناطقة والصامتة والوحوش والحشرات والسموت ونجومها والارضین ومافیها وکرة العالم باسرها تستمد منه ویسمع اصواتها وکلامها فی لحظة واحدة ویمد کل واحد بما یحتاجه ویعطیه ما یصلحه من غیر ان یشغله هذا بل اعلی العالم واسفله بمنزلة من هو فی حیز واحد عنده اور زرقانی شرح مواہب کی عبارت اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ زبدۃ الاسرار میں حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد اور مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نفحات الانس سے عزیزان علیہ الرحمۃ کا ارشاد اور فقہ اکبر اور جامع کبیر اور طبری اور ابو نعیم سے حارث ابن مالک انصاری کی روایت اور مثنوی مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حضرت

زید کا قصہ اور امام شعرانی کی کبریت احمر کی عبارت اور حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصیدہ خمریہ کا شعر آئندہ آیۂ کریمہ کذالک جعلناکم امۃ الآیہ کی بحث میں نقل کی جائینگے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ الطاف القدس میں فرماتے ہیں۔ چوں رفتہ رفتہ سخن بحقائق غامضہ افتاد ازان حالت نیز رمزے باید گفت چو آب از سر گذشت چہ یک نیزہ وچہ یک مشت کمال عارف از حجر بحث بالاتر میرود و نفس کلیۃ بجائے جسد عارف میشود ذات عارف بجائے روح او ہمہ عالم را طبعا بالعلم حضوری در خود می یابد ان عبارتوں سے تو اولیاء اللہ تعالیٰ کیلئے تمام جہان کا علم ثابت ہوا۔ مگر لطف تو جب ہے کہ منکر اقرار کرے مخالف مان جائے۔ اب ذرا صراط المستقیم مطبوعہ مطبع مجتبائی صفحہ ۱۱۷ ملاحظہ ہو کہ اسمیں امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں افادہ (۱) برائے کشف ارواح وملائکہ ومقامات آنہا وسیر امکنہ زمین وآسمان وجنت ونار واطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کند وطریقش در فصل اول مفصلا مذکور شد پس با ستعانت ہمان شغل بہر مقامیکہ از زمین وآسمان وبہشت دوزخ خواہد متوجہ شدہ سیر آن مقام نماید احوال آنجا دریافت کند وباہل آن مقام ملاقات سازد۔ ان قدوۃ المخالفین امام المنکرین مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب کی عبارت سے تو مخالفین کو پسینہ آگیا ہوگا اور شرم سے آنکھیں نیچی ہوئی جاتی ہونگی کہ جس چیز کے ثبوت کا تمام قوم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کیلئے انکار کررہی ہے اُسیکو امام الطائفہ نے خاص اولیاء کیلئے بھی نہیں بلکہ ہر شغل دورہ کرنیوالے کیلئے ثابت کردیا اور اس تفصیل سے کہ کشف ارواح اور ملائکہ اور اُنکے مقامات اور امکنہ زمین و آسمان جنت دوزخ کی سیر اور لوح محفوظ پر اطلاع حاصل کرنیکے لئے وہ رہ کا شغل کرے اب للہ انصاف کیجئے کہ دورہ کا شغل کرنیوالوں کو تو لوح محفوظ پر اطلاع حاصل ہوجائے جسمیں ہر شے کا علم موجود اور نبی کریم رؤف رحیم حبیب خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لوح محفوظ کا علم نہو۔ افسوس دورہ کا شغل کرنیوالوں اپنے مریدین معتقدوں تک کیلئے تو لوح محفوظ کا علم ثابت کرنا اور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے انکار کرجانا کس درجہ کی ایمانی قوت کا کام ہے کیوں صاحب یہی لوح محفوظ کا علم ہے جسکا نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم کیلئے ثابت کرنا مخالفین کے نزدیک شرک ہے آج وہی علم دورہ کا شغل کرنیوالوں کیلئے ثابت کیا جاتا ہے

امام الطائفہ کا غیر نبی کیلئے علم جمیع اشیاء ثابت کرنا اور حضور کیلئے شرک بتانا۔

مولوی اسمٰعیل صاحب شغل دورہ کی وسعت علمی کا اقرار اور حضور کیلئے انکار

اور شرک نہیں ہوتا۔ کیا حب مصطفےٰ عظمت حبیب خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی کا نام ہو! شرم شرم شرم!! پھر اُسی منہ سے یہ کہنا کہ زمین آسمان بہشت و دوزخ کے جس مقام میں جس وقت چاہیں متوجہ ہو کر سیر کریں جب چاہیں وہانکے حالات دریافت کرلیں وہانکے ساکنین سے ملاقات کرلیں جیسا کہ عبارت صراط المستقیم سے صاف ظاہر ہے۔ اور اسی مُنہ سے یہ کہدینا کہ اسطرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہو کسی ولی و جن و فرشتہ کو پیر و شہید کو امام زادے کو، بھوت پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کرلیں (از تقویۃ الایمان صفحہ ۲۲۰) اور ایسا ہی سالہٴ غیبیہ کے صفحہ ۸ میں ہے کہ صاحبو آپ نے اس شخص کی حالات دیکھی کہ وہاں تو جنت و دوزخ زمین و آسمان کی سیر لوح محفوظ کی اطلاع تک دورہ کا شغل کرنیوالوں کیلئے ثابت کردی اور یہاں کسی غیب کی بات کا دریافت کرلینا اس شخص کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تک کیلئے بہ تعلیم آلٰہی بھی مسلم نہیں۔ پھر صراط المستقیم کے صفحہ ۱۶۵ میں ملاحظہ فرمائیے جہاں اپنے پیر کی نسبت لکھا ہے۔ تا اینکہ کمالات طریق نبوۃ بذروۂ علیا رسیدے خود رسید الہام وکشف بعلوم حکمت انجامید عجب حال ہو ان حضرات کا کہ انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم و سلامہ کے جس بات کے ثبوت کا انکار کرتے ہیں اپنے پیر کیلئے وہی ثابت کرتے ہیں بہرحال اگرچہ مخالفین نے اس مسئلہ میں بہت سی سختیاں کی ہیں اور انکار میں بہت سرگرم ہیں مگر پھر بھی بمجبوری کہیں کہیں انکو کہنی پڑ گئی ہو۔ اب میں دکھاتا ہوں کہ مخالفین نے کہاں کہاں اور کیسے کیسے اقرار کئے ہیں براہین قاطعہ مؤلفہ مولوی **خلیل احمد** انبیٹھوی مصدقہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی صفحہ ۵۱ میں ہو ان اولیاء کو حق تعالے نے کشف کردیا کہ انکو یہ حضور علم حاصل ہو گیا۔ اگر اپنے فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرمادے ممکن ہو، مگر ثبوت فعلی اسکا کہ عطا کیا ہو کس نص سے ثابت ہو ذرا ارباب عقل توجہ فرمائیں کہ اولیا کیلئے تو کشف تسلیم کرلیا اور فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے صرف ممکن مانا اور ثبوت فعلی کا انکار کردیا جب بہت سے نصوص موجود ہیں تو یہ کہدیا کہ کس نص سے ثابت ہو اور اولیا کیلئے ثبوت فعلی تسلیم کرلیا یہ بھی غنیمت سمجھئے جو ممکن کہدیا ورنہ آجتک تو شرک ہی کہا کئے ہیں اب زبان سے ممکن نکلا ہو اور اولیاء کیلئے واقع مانا ہے کسقدر شرم کی بات ہو کہ جو علوم اولیا کیلئے تسلیم کرلئے پھر انبیاء اور اُنہیں سے بھی سید الانبیاء صلوٰۃ اللہ علیہ وعلیہم کے لئے تسلیم نہ کئے۔ اللہ ایمان کے

اور ھدایت نصیب کرے نصیحۃ المسلمین صفحہ ۴۳ سطر ۱۵ - میں مولوی خرم علیصاحب لکھتے ہین۔

صاحب نصیحۃ المسلمین کا اقرار

سوال بعضے لوگ کہتے ہین کہ پیغمبر خدا نے بہت چیزونکی خبر دی ہی کہ آگے یون ہوگا اگر علم غیب انکو نہ تھا تو خبر کیون کر دی اور اولیاء کا بھی اسیطرح حال ہے دیکھو فلانے بزرگ نے کہا تھا کہ ہم فلانے روز مرینگے ویسا ہی ہوا اور کسی نے کہا تھا کہ تیرے چار بیٹے ہونگے سو چار ہی ہوئے اسکا جواب یہ ہی کہ یہ انکو اللہ کے بتانے سے ہوا تھا۔ اس کو علم غیب نہین کہتے ای صاحب یہ کون کہتا ہی کہ انبیا کو بے تعلیم آلہی خود بخود علم ہی جو علم ثابت کرتے ہین تعلیم آلہی ثابت کرتے ہین وہی ان مولوی صاحب نے تسلیم کرلیا - رہا انکا یہ فرمانا کہ اس کو علم غیب نہین کہتے یہ ایک لفظی نزاع ہے علم غیب نہین کہتے تو اور کچھ نام رکھ لو مگر وہ علم تو تسلیم کروگے ہمنے مانا کہ لفظ غیب تمھاری چڑ سہی یہ دل تو کہوگے کہ نہین جمیع ممکنات ما وجد و یوجد کا علم اللہ جل شانہ نے عطا فرمایا۔ رہا منکرین کا یہ وہم کہ غیب وہ ہی جو بے تعلیم حاصل ہو یہ محض خام خیال ہی جس کی آئندہ انشاء اللہ العزیز تصریح و تشریح کی جائیگی ضمیمہ رسالہ کشف الغطا مؤلفہ مولوی محمد سعید محدث بنارسی صـ ۶۴ سـ ۱۱۴ اور شرح عقائد مطبوعہ مطبع نولکشور صـ ۱۲۲ میں ہی یہ وہ کتاب ہی جو حنفیہ کے عقائد میں درسیہ کتاب ہے وبالجملہ العلم بالغیب امر تفرد بہ اللہ تعالی لا سبیل الیہ للعباد الا باعلام او الھام بطریق المعجزۃ او الکرامۃ او ارشاد الی الاستدلال بالامارات فیما یمکن فیہ ذلک ولھذا ذکر فی الفتاوی ان قول القائل عند رویۃ ہالۃ القمر یکون مطر مدعیا علم الغیب لا بعلامۃ کفر یعنی حاصل کلام یہ ہی۔ کہ علم غیب کا ایک ایسا امر ہی کہ اللہ تعالی ہی اس سے متفرد ہے بندون کو اسکے حصول کا کوئی طریقہ نہین مگر اللہ بطریق وحی یا الہام کے بتائے یا بطریق معجزہ یا کرامت کے استدلال کرنا علامات سے جسمین ممکن ہو اسی لئے فتاوی مین

مولوی کوچینی کا اقرار

ذکر کیا ہی کہ چاند کے ہالہ کو دیکھکر کوئی غیب کا مدعی بنکر کہے کہ پانی برسیگا یہ کفر ہے انتہی بلفظہ اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ بندونکا علم بالغیب کے حصول کا کوئی ذریعہ نہین مگر اللہ جلشانہ کی تعلیم اور وحی والہام کی ذریعہ سے بطور معجزہ اور کرامت کے ہوتا ہی پس جملہ شنبتین یہی کہتے ہین کہ حضرت کو یہ علم بعلم آلہی حاصل ہوا اور یہ آنحضرت کا معجزہ ہی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ۔ السیف مؤلفہ مولوی عبدالکریم کوچینی صـ ۹ سـ ۲۲ مین ہی پس علم ما کان و ما یکون اور جزئیات و کلیات کا اور علم خواطر و نیات کا جو وقت اللہ

نے معلوم کر دیا اسیوقت مین ہوا اور جس مجلس میں سارے عالم کے حالات بتا دیے اسی مجلس میں رہا نہ دائم
دستمر پس جن جن واقعات کا کہ آپنے بیان کئے ہین سرور عالم سردار بنی آدم نبی اکرم محمد مصطفے اصلے اللہ تعالے
علیہ وسلم سے سورہ بطریق معجزہ بتعلیم الٰہی اوقات معینہ متعددہ میں ہوئے ہین جسکو دوام واستمرار فی کل الاوقات
نہین ہے یہی قاعدہ سارے معجزات کا انبیا علیہم السلام کے و کرامات کا اولیا عظام کے ہے نہ فی سائر
الازمنۃ ولا الامکنۃ انتہےٰ بلفظہ صاحبان عقل وفہم اس عبارت پر غور فرمائین اور یہ ملحوظ رکھین کہ مولوی عبد
الکریم جنکی یہ عبارت ہے علم نبی کریم صلے اللہ تعالے علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے پکے منکر ہین مگر یہان دلہ
ثبوت سے مجبور ہوکر صراحت سے اقرار کر رہے ہین کہ علم ماکان ویکون اور جزئیات وکلیات کا اور علم
خواطر ونیات کا جسوقت اللہ تعالے نے معلوم کرا دیا اسیوقت میں ہوا اور جس مجلس میں سارے
عالم کے حالات بتا دیئے اُسی مجلس میں رہا۔ اب دیکھئے کہ یہ کیسا صاف اقرار ہے مگر چونکہ منکرین میں
سے ہین اسوجہ سے ایک حیلہ بھی کر گئے کہ وہ ہمیشہ نہین رہتا اور یہ صرف زبانی بات ہے اسپر نہ کوئی
دلیل نہ شاہد کوئی پوچھے کہ آپ نے کہاں تصریح پائی کہ علم عطا فرما کر چھین لیا جاتا ہے بے دلیل
محض تعصب سے یہ کہدیا کہ ہمیشہ نہین رہتا میں کہتا ہوں کہ جب آپنے اقرار کر لیا تو تھوڑی دیر کے
لئے مگر اس سے آپ کے مذہب کے سب تار وپود ٹوٹ گئے کیونکہ جب انکا یہ طائفہ نے اثبات علم ماکان
ویکون ہی کا شرک بتایا ہے اور آپنے وہ تھوڑی دیر کے لئے ثابت کیا تو آپکا مدعا یہ ہوگیا کہ تھوڑی
کے لئے تو شرک ہو سکتا ہے یعنی انبیا اولیا (معاذ اللہ) خدا بن سکتے ہین استغفر اللہ ای حضرت
توبہ کیجئے اگر علم ماکان ویکون کا اثبات کسی مخلوق کے لئے بتعلیم الٰہی شرک ہوتا تو اک لحظہ کیلئے بھی
شرک ہوتا اور جب آپ تھوڑی دیر کے لئے مان رہے ہین تو ہمیشہ کیلئے تسلیم کرنا بھی شرک نہین ہو سکتا
پھر کسیطرح ممکن نہین کہ آپ یہ ثابت کر سکین کہ وہ علم تھوڑی دیر کے بعد جاتا رہا اور اگر ممکن
ہے تو ھاتوا برھانکم اور یہ تو عجب تماشہ کی کہی کہ سب معجزات کا یہی حال ہے کہ انہین بقا نہین
ہوتی کیا خوب !! ابھی حضور کو معجزات کا حال معلوم نہین سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحابہ
وبارک وسلم کا سایہ نہ تھا تو آپ کے قاعدے کے بموجب تو تھوڑی دیر کیلئے یہ معجزہ رہنا چاہئے تھا
حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ ملاحظہ ہو مدارک التنزیل مطبوعہ
مطبع میمنہ مصر صفحہ ۱۳۲ - ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مخالفین کے قول سے تھوڑی دیر کے لئے شرک کا جائز ہونا لازم آگیا۔

قال[۵۱] رسول اللّٰہ علیہ الصلوٰۃ والسلام انا قاطع بکذب المنافقین لان اللّٰہ عصمک من وقوع الذباب علی جلدک لانہ یقع علی النجاسات[۵۲] فیہ ایضاً قال عثمان ان اللّٰہ ما اوقع ظلک علی الارض لئلا یضع انسان قدمہ علی ذلک الظل آیات و احادیث واقوال اکابر ائمّہ اور خود مخالفین کے اقرارون سے نبی کریم رؤف ورحیم صلے اللّٰہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کیلئے علم ماکان ومایکون ثابت ہوگیا اور یہی مدعا تھا والحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین بحمد اللّٰہ تعالےٰ مسئلہ توبصراحت تامہ نہایت مدلل لکھا گیا اب میں حافظ واحد نور صاحب کے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کا رد شروع کرتا ہون وباللّٰہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق۔

مولوی حافظ واحد نور صاحب کے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کا رد

قولہ الحق ہو الاول والاخر والظاہر والباطن وہو بکل شئی علیم

(یہی شارع ہمارا یہی ایمان ہے اور حاشیہ پر ہے) اور مؤلف اعلام الاذکیا نے اپنے رسالہ کی آخر مین یون لکھا ہے صلے اللّٰہ علی من ہو الاول والاخر والظاہر والباطن وہو بکل شئی علیم

اقول ۔ مؤلف اعلاء کلمۃ الحق نے گویا یہ اعتراض کیا کہ مؤلف اعلام الاذکیا یعنی جناب مولانا مولوی محمد سلامت اللّٰہ صاحب نے جناب رسالتمآب صلی اللّٰہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان مین ہو الاول والاخر الخ لکھا اور یہ جناب حق سبحانہ تعالےٰ کیساتھ خاص ہے پس مخفی نہ رہے کہ یہ کلمات جناب رسالتمآب صلی اللّٰہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان میں بیان کرنا شرک ہے نہ گناہ جیسا کہ جانب مخالف نے سمجھا ؎

---

۵۱ حضرت عمر رضی اللّٰہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہون نے رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی جناب مین عرض کیا کہ مجھے یقین ہے کہ منافق جھوٹے ہین اسلئے کہ اللّٰہ جلشانہ نے آپکے جسم مبارک کو مکھی کے بیٹھنے سے محفوظ رکھا ہے اس لئے کہ وہ نجاستون پر بیٹھتی ہے ۵۲ یہ بھی مدارک مین ہے کہ حضرت عثمان رضی اللّٰہ عنہ نے فرمایا کہ اللّٰہ تعالےٰ نے آپکا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا کہین ایسا نہ ہو کہ اسپر قدم پڑے سبحان اللّٰہ

تنبیہ

مخالفین کے اقرار اور بھی جا بجا موجود تھے بلحاظ اختصار چھوڑ دیئے گئے ۱۲

بدن اقدس پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔

حضور کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔

ہوالاول والآخر والظاہر والباطن وہو بکل شئی علیم آپکی نعت رسالت پناہی دونوں کو شامل ہے۔

سعہ اس عبارت مین رد السیف مؤلفہ مولوی عبدالکریم گوجہانی کا بھی رد ہے کہ انہون نے اپنی کتاب کے صفحہ [illegible] مین لکھا ہے کہ یہ صفات جناب باری کی ہین حضرت کیلئے ثابت نہین ۱۲

بلکہ ایسے کلمات وصف جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہین لانا جائز اور اکابر امت کا طریقہ ہے چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ کے خطبہ مین فرماتے ہین ھو الاول والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شیٔ علیم این کلمات اعجاز سمات ہم مشتمل بر ثنائے الٰہیت تعالیٰ و تقدس کہ در کتاب مجید خطبہ کبریائی خود خواندہ وہم متضمن نعت حضرت رسالت پناہی است کہ وے را بدان تسمیہ و توصیف فرمودہ۔ اِس عبارت سے ظاہر ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توصیف میں یہ الفاظ کہنا درست اور علمائے امت کا طریقہ ہے بلکہ خود حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توصیف میں یہ کلمات فرمائے ہین پس اب منکرین جو ان کلمات کو جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ثنا مین ناروا جانتے ہین خدائے کریم مولائے رحیم پر کیا اعتراض نہ کرینگے کہ اُس نے خود حضرت کی شان مین یہ کلمات فرمائے۔ یگانہ زمانہ جناب الحاج حضرت مولانا المولوی احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی مدظلہٗ نے اپنے رسالہ مبارکہ جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ صد ۳۲ مین نقل فرمایا علامہ محمد بن احمد بن محمد بن ابی بکر بن مرزوق تلمسانی شرح شفا شریف میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہین جبریل نے حاضر ہو کر مجھے یون سلام کیا السّلام علیک یا اوّل السّلام علیک یا آخر السّلام علیک یا ظاھر السّلام علیک یا باطن مین نے فرمایا اے جبریل یہ صفات تو اللہ عزوجل کی ہین کہ اُسی کو لائق ہین مجھ سی مخلوق کی کیونکر ہوسکتی ہین جبریل نے عرض کیا کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ حضور پر یون سلام عرض کرون اللہ تعالیٰ نے حضور کو اُن صفات سے فضیلت دی ہی اور تمام انبیاء و مرسلین پر انہیں خصوصیت بخشی اپنے نام و وصف سے حضور کے نام و وصف مشتق فرمائے وسماک بالاول لانک اول الانبیاء خلقا وسماک بالآخر لانک آخر الانبیاء فی العصر خاتم الانبیاء الی آخر الامم حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیا سے آفرینش مین مقدم ہین اور حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبرون سے زمانہ میں مؤخر و خاتم الانبیاء و نبی امت آخرین ہین۔ باطن نام رکھا کہ اُس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی سُنہرے نور سے ساق عرش پر آفرینش آدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے دو ہزار برس پہلے ابد تک لکھا پھر مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا مین نے

حضور پر ہزار سال درود بھیجے اور ہزار سال بھیجے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث کیا خوشخبری دیتا
اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اُس کے حکم سے بلاتا اور جگمگاتا سورج حضور کو ظاہر تمام عطا فرمایا
کہ اُس نے حضور کو تمام دینوں پر ظہور و غلبہ دیا اور حضور کی شریعت و فضیلت کو تمام اہل سموٰت
پر وارض پر ظاہر و آشکار کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے حضور پُرنور پر درود نہ بھیجے ہوں اللہ حضور
پر درود بھیجے نہ ربک محمود و ربک الاول والآخر والظاہر والباطن وانت الاول والآخر والظاہر
والباطن پس حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد حضور کا رب اول و آخر و ظاہر و باطن ہے
حضور اول و آخر۔ ظاہر و باطن ہیں۔ سیّد عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک
وسلم نے فرمایا الحمد للہ الذی فضلنی علے جمیع النبیین حتے فی اسمی وصفتی سب خوبیان
اللہ عزوجل کو کہ جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہان تک کہ میرے نام و صفت میں انتہےٰ

قول ۸ اِس علم غیب کے باب میں دو فرقے ہو گئے جس سے عوام خلجان میں پڑ گئے ایک
وہ گروہ جو پُرانے چال ڈھال پر جما ہوا ہے یعنی جنکا عقیدہ سلف صالح کے موافق ہے وہ یہ کہتے
ہیں کہ علم غیب جس کا ایک شمہ اس راقم نے لکھا یہ علم بذاتہ تعالےٰ لے مختص ہے۔ رہا دوسرا گروہ جن کو ایجاد
و اختراع کی فرمشتین بلکین ان لوگوں نے تیرہویں صدی میں اپنا خیال دگرگون ظاہر کیا یعنی
سوائے رب العزت دوسرے کیلئے بھی علم غیب کے قائل ہوئے "

اقول۔ مؤلف اعلاء کلمۃ الحق نے دونوں فریقوں کے اعتقاد بیان کرنےمیں انصاف کا خون
ناحق کیا ہے۔ پہلے فریق کا عقیدہ پورا ظاہر نہیں کیا خیر اب میں دونوں فریقوں کے اعتقاد بیان
کرتا ہوں۔ **فریق اوّل** یعنی۔ وہابی جس کو جانب مخالف یعنی مؤلف اعلاء کلمۃ الحق نے سلف
صالح کے موافق بتایا ہے اسکا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا علم شیطان لعین کے علم سے بھی
کم ہے (نعوذ باللہ من ذلک) چنانچہ براہین قاطعہ میں جو اس فریق کی مایۂ ناز کتاب ہے صفحہ ۴۷ میں موجود
ہے۔ کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہے فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص
قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے اے حضرت جانب مخالف
صاحب آپ نے اپنے سلف صالح کے موافق گروہ کے عقیدہ میں اُس کی یہ تقریر بیان
نہ کی اب ذرا انصاف تو فرمایئے کہ شیطان اور ملک الموت کے لئے یہ وسعت نص سے ثابت مانی

علم غیب سے متعلق فریقین کے اعتقاد

براہین میں شیطان و ملک الموت کی وسعت علم
اور فخر عالم کی وسعت علم کا انکار کیا ہے

لی اور فخر عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے اس وسعت کا قائل ہونا شرک بتا دیا۔ اس کی کیا معنی اگر بفرض محال یہ وسعت غیر خدا کے لئے تجویز کرنا اور مان لینا شرک ہی تو بھلا شیطان اور ملک الموت کیلئے تسلیم کرنا کیون شرک نہین اور اسپر طرہ یہ کہ وہ نص سے ثابت کہہ رہا ہی یعنی اس کا مطلب یہ ہی کہ شرک نص سے ثابت ہی معاذ اللہ) اب جانب مخالف سے سوال یہ ہے کہ کیا وہ اپنے اس سلف صالح کے موافق کو مسلمان کہین گے جس نے نعوذ باللہ خدائی پاک اور قرآن مجید دونون کو مشرک گر بنا یا ظلم ہے کہ شرک نص سے ثابت بتایا۔ اگر سلف صالح کی موافقت اسیکا نام ہی اور آپکے سلف صالح ایسے ہی تھے تو خدا ہمکو اور سب مسلمانان کو اُن کی موافقت سے محفوظ رکھے دوسرے

صاحب براہین کا شرک کو نص سے ثابت بتانا۔

یہ کہ جانب مخالف نے اپنے رسالۂ اعلاء کلمۃ الحق کے صفحہ ۶ مین لکھا ہی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اعلم الخلائق ہین یعنی مخلوقات مین سب سے بڑھکر عالم ہین کیونکہ یہ بات اولاً اجماع سے ثابت ہی **اقول** اب مین پوچھتا ہون کہ جانب مخالف صاحب کے نزدیک شیطان اور ملک الموت مخلوقات میں ہین یا نہین اگر نہین کہئے تب تو کیا ٹھکانا ہی اور اگر کہئے کہ ہان مخلوق ہین تو براہین قاطعہ کی عبارت مذکورہ کے اعتبار سے شرک ہی اس لئے کہ صاحب براہین کے نزدیک شیطان اور ملک الموت کی برابر وسعت ثابت کرنا بھی شرک ہے اور یہ حضرت تو سب خلق سے زیادہ وسعت ثابت کرتے ہین اور سب سے بڑھکے عالم بتاتے ہین تو اپنے سلف صالح کے موافق گروہ کے نزدیک تو پکے مشرک ہوئے اب جانب مخالف سے یہ سوال ہی کہ وہ اپنی سلف صالح کے موافق گروہ کے حکم کے بموجب اپنا مشرک ہونا تسلیم کرینگے یا اُن کے سلف صالح کے موافق ہونیسے انکار۔ صاحبان انصاف ملاحظہ فرمائین کہ مؤلف اعلاء کلمۃ الحق کا فریق اول کو سلف صالح کے موافق کہدینا اور **فریق ثانی** یعنی اہل سنت کو بُرا بتانا کیا انصاف کی گردن پر چھری پھیرنا نہین ہے۔ ابھی اتنے ہی سے نہ گھبرائیے بلکہ اپنے سلف صالح کے سرغنہ اور پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کی خیر منائیے اور انکا قول انصاف کی میزان مین تولکر خود اپنے انصاف پر آفرین کہئے کہ آپ کے گروہ کے معلم اول مولوی اسمٰعیل تقویۃ الایمان مین یہ لکھتے ہین پھر

جانب مخالف کے قول سے فخر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اعلم الخلائق ہونا۔

خواہ یون سمجھئے کہ یہ بات اُن کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرضکہ اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے از تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰ مطبوعہ مجتبائی۔

صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک حضرت کے لئے علم ثابت کرنا خواہ ذاتی ہو یا عطائی ہر طرح شرک ہے اور اس کا جواب۔

جناب رسالتمآب عدیم النظیر یعنی نبی علیم وخبیر کے عدیم المثل و بےنظیر ہونے کے انکار مین تو محالات تک تحت قدرت بتائین ۔ کذب جیسے قبیح امر کو خدائے پاک کیلئے جائز کہین اہل سنت کو منکر قدرت قرار دیں ۔ معاذ اللہ اور نبی کریم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے علم کے انکار مین اللہ جل شانہ کو تعلیم پر بھی قادر نہ جانین اور آنکھین بدلکر صاف کہہ جائین کہ اللہ کی تعلیم سے بھی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ علم نہین ہو سکتا جس کے یہ معنی کہ یا تو وہ علام الغیوب تعلیم پر قادر نہین نعوذ باللہ یا اس کی تعلیم ایسی ناقص کہ جسکو تعلیم کرے اُسے علم نہین آسکتا معاذ اللہ ہمارے جانب مخالف صاحب کہ ان سب باتوں کو سلف صالح کے موافق بتا رہے ہین ذرا وہ اپنے سلف صالح مولوی اسمٰعیل دہلوی کے قول کے بموجب یہ ثابت کر دین کہ اللہ کے دینے سے بھی شرک ثابت ہوتا ہی یعنی اللہ کا تعلیم کرنا بھی شرک ہی یہ مسئلہ تو صاف بتا رہا ہی کہ صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک علم الٰہی بھی (نعوذ باللہ) عطائی یعنی کسی کی تعلیم سے ہے اس لئے کہ شرک توجب ہی لازم آئے گا کہ اللہ جلشانہ کا علم بھی ذاتی نہ ہو ورنہ اتنا بڑا فرق ہونے پر کیسے شرک ہو سکتا ہے ابھی تو علم رسول اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم میں کلام تھا اور ہمارے جانب مخالف اپنے سلف صالح کی موافقت مین تنقیص علم نبوی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے درپے تھے کہ اُنکے سید الطائفہ سلف صالح مولوی اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک اللہ جل شانہ کا علم بھی ذاتی نہ رہا (خدا کی پناہ) چنانچہ وہ تقویۃ الایمان میں یون لکھتے ہین سو اسطرح کا غیب کہ جبوقت چاہے معلوم کر لیجئے اللہ صاحب ہی کی شان ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالے کو بھی ہر وقت تمام چیزونکا علم نہین ہے بلکہ جب کبھی کسی چیز کا علم چاہتا ہے معلوم کر لیتا ہی[1] اب ذرا جانب مخالف غور کرین کہ اُنہون نے انصاف کا خون کیا یا نہین کہ جو۔

مخالفین کے اقوال سے لازم آتا ہے کہ یا تو علام الغیوب تعلیم پر قادر نہین یا اُسے طرز تعلیم نہین آتا ۔ معاذ اللہ ۔

صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک علم الٰہی بھی ذاتی نہین ۔

صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک اللہ تعالے کو بھی تمام چیزونکا ہر وقت علم نہین ۔

[1] معلوم کر لیتا ہی اللہ جلشانہ کس سے معلوم کر لیتا ہی اگر مولوی اسمٰعیل سے دریافت کیا جاتا تو شاید وہ یہی کہتے کہ میرے پیر سید احمد سے دریافت کر لیتا ہی انہی کیساتھ بہت خصوصیت ہی ہاتھ مین ہاتھ تھام کر کلام ہوتا ہو ایسے ہی دیوبندیون نے براہین قاطعہ مین لکھا کہ رسول اللہ کو اُردو بولنا دیوبند کے مدرسہ کے تعلق سے آگیا اُنہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو شاگرد بتا دیا اُن کے پیشوا نے خدائے تعالی کو بھی یہ کیسے گوارا ہو سکے کہ خدا اور رسول کیلئے اپنے آپ سے زیادہ علم تسلیم کرلین شاگردون سے بھی علم مین کم قرار پائین معاذ اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اہل اسلام ان بیہودہ باتو پر نظر ڈالین

فریق اللہ جل شانہٗ کے علم کو بھی ناقص بتاتا ہے اُس کو سلف صالح کے موافق بتا دیا۔

فریق ثانی یعنی اہل سُنت کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتعلیم الٰہی جمیع کائنات کا علم ہوا اور وہ علم الٰہی کے دریائے عظیم کا ایک قطرہ ہے۔ چنانچہ یہ مضمون بار ہا رسالون مین شائع ہو چکا ہے۔

فریق اول یعنی وہابی۔ اس کو شرک کہتے ہین۔ جانب مخالف انصاف کرین کہ اس کو شرک کہنے کے یہ معنی ہین کہ یہ بعینہٖ صفت خاص خدا کی تھی جو بندہ مین ثابت کیگئی تو ضرور معترض یعنی وہابیہ کے نزدیک (معاذ اللہ) خدا کا علم بھی تعلیمی ہے اور خدا کا بھی کوئی نہ کوئی ضرور اُستاد ہے جس نے اس کو تعلیم کیا (استغفر اللہ) کیا جانب مخالف کے نزدیک فریق اول سلف صالح کے موافق ہے جو حضرت حق سُبحانہٗ تعالےٰ اور اُس کے حبیب معظم محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم کا انکار کرتا ہے جس کے نزدیک خدا کے لئے شاگرد بن کر علم سیکھنا ضروری ہے۔ رسول کے لئے ہر طرح کا علم ثابت کرنا شرک ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ الٰہی جانب مخالف اور اس کے فریق کو ہدایت فرما۔

قولہ۔ اور بعض اہل علم نے غیب کی یون تعریف کی ہے کہ غیب وہ ہے جو حواس یا عقل سے معلوم نہو سکے اور نہ حضرت حق سبحانہ نے کسی کو اس پر اطلاع دی ہو خاص رب العزت ہی کو معلوم ہو نہ غیر کو **اقول** آپ کی لیاقت علمی بھی قابل تعریف ہے۔ وہ بعضے اہل علم کونسے ہین جنہون نے غیب کے یہ معنی بیان کئے ہین کہ سوائے رب العزۃ کے اور کوئی اُس کو نہ جانے اور نہ حق سُبحانہٗ تعالےٰ نے کسی کو اُس پر اطلاع دی ہو غالباً یہ بعض اہل علم بھی ویسے ہی ہونگے جیسے وہ آپ کے سلف صالح کے موافق گروہ والے تھے اکثر جہلا یہ کہا کرتے ہین کہ جب اللہ نے تعلیم کیا تو وہ غیب کہان رہا۔ یہ غلطی اسی باعث سے ہوئی کہ یہ لوگ غیب کے معنی سے ناواقف ہین۔

اب غیب کے معنی سنئے تفسیر بیضاوی میں ہے والمراد بہ الخفی الذی لا یدرکہ الحس ولا تقتضیہ بداھۃ العقل یعنی غیب اُس پوشیدہ چیز کا نام ہے جسکو حس اور ادراک نہین کرتی اور بداہتہ عقل پا نہیں سکتی اس مین یہ کہین ذکر نہین کہ اس کی تعلیم نہین ہو سکتی یا تعلیم سے نہیب پر غیب کا اطلاق نہین ہوتا۔ یہ مخالف صاحب نے اپنی طرف سے بے ثبوت محض خلاف تصریحات تفسیر الکبیر

علم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible]

جانب مخالف کا غیب کی تعریف میں غلطی کرنا۔

[illegible]

اورکتب معتبرہ کی طرف اصلا التفات نہ کیا۔ افسوس ہر دینی مسائل مین یہ ہوا ہند یاں اپنی طبیعت سے جوچاہا لکھدیا جسکا ثبوت فضاء عالم مین عنقاء علما کی نظر مین آپکا یہ طرز عمل آپکی کیا وقعت پیدا کریگا تفسیر کبیر ملاحظہ ہو۔ آیہ کریمہ یومنون باالغیب کے تحت مسطور ہے قول جمہور المفسرین ان الغیب ھوالذی یکون غائبا عن الحاسۃ ثم ھذا الغیب ینقسیم الی ما علیہ دلیل والی مالا دلیل علیہ۔ یعنی جمہور مفسرین کا قول ہے کہ وہ غیب ہے جو حواس سے غائب ہو پھر اس غیب کی دو قسمین ہین۔ ایک وہ جسپر دلیل نہ ہو جس غیب کی دلیل نہ ہو وہ جناب حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہی۔ رہا وہ غیب جسپر دلیل ہو وہ مخلوق کے ساتھ خاص ہی کیونکہ اللہ سبحانہ کا علم تو کسی دلیل یا تعلیم کا محتاج ہی نہین تو ضرور اس قسم کا غیب بندون کے ساتھ خاص ہوگا اب فرمایئے کہ جناب کا یہ قول کہ حق سبحانہ نے کسی کو اسپر اطلاع نہدی ہو کتنا کھلا باطل ورکتب دینیہ اور جمہور مفسرین کے خلاف ہے کیا آپکے نزدیک خداوند عالم غیب کی تعلیم پر قادر نہین ہی اور اُسپر کسیکو مطلع نہین فرما سکتا آپ تو حافظ ہین قرآن پاک سے دریافت کیجئے کہ اللہ سبحانہ اپنی بندونکو غیب پر اطلاع دیتا ہے یا نہین ارشاد فرماتا ہے وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء دیکھئے اس آیت مین کیسا صاف فرمادیا کہ مجتبیٰ رسولون کو غیب پر مطلع فرماتا ہے اس مضمون کی آیتین لکھی جائین تو ذخیرہ ہو جائے مگر افسوس آپ ضد اور تعصب کے جوش مین قرآن پاک کا خلاف کرتے چلے جاتے ہین۔ اور اب تو فرمایئے کہ غیب بتایا جاتا ہی یا نہین اللہ انصاف عطا فرمائے۔

قولہ ص۔ چنانچہ اس نفی غیر پر آیہ کریمہ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو ناطق ہی

اقول جانب مخالف نے یہ آیت اس لئے نقل کی ہے تاکہ یہ ثابت کرے کہ سوائے خدا کے کوئی غیب کو نہین جانتا مگر ہم اوپر بوضاحت بیان کر چکے ہین کہ وہ غیب جسپر دلیل ہی اللہ جلشانہٗ کیساتھ خاص نہین۔ آیت بیشک حق ہی لیکن اس سے یہ ثابت کرنا سراسر باطل کہ حضرت حق سبحانہ تعالےٰ نے کسی کو غیب کا علم تعلیم نہین فرمایا نہ آیت کا یہ ترجمہ ہے نہ مفاد بلکہ آیت مین اس غیب کی نفی ہے جسپر دلیل نہین اور جس کو علم ذاتی بھی کہہ سکتے ہین یعنی جو بے تعلیم خود بخود حاصل ہو اور اگر یہ مراد نہو بلکہ آیت کا یہ مطلب ہو کہ اللہ جل شانہٗ کے سوا کسی کو غیب کا علم تعلیم الٰہی سے بھی

غیب کی معنی کی تحقیق مین تفسیرون کی عبارتین۔

بتائے ہوئے کو غیب کہتے ہین۔

آیہ عندہ مفاتح الغیب پر مخالفین کا شبہہ اور اُس کا جواب۔

جس غیب پر دلیل ہو وہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ خاص نہین

نہین ہوسکتا تو اول تو اللہ جلشانہ کا عجز لازم آئیگا (نعوذ باللہ) اور ثانیا آیہ وافی ہدایہ ما
کان اللہ لیطلعکم علے الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء اور آیہ کریمہ عالم
الغیب فلا یظہر علے غیبہ احدا الا من ارتضے من رسول کے بالکل خلاف ہوگا اسلئے
کہ ان آیتون سے خوب ظاہر ہے کہ اللہ جلشانہ اپنے مجتبی ومرتضے رسولونکو غیب پر مطلع فرما دیتا ہی
پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہوگا کہ یہ علم تعلیم الٰہی سے بھی حاصل نہین بلکہ ضروری یہی مطلب ہوگا کہ خود
بخود اپنی ذات اور اٹکل سے کوئی غیب نہین جانتا البتہ بتعلیم الٰہی انبیاء علیہم السلام جانتے ہین
چنانچہ امام مناوی رحمہ الباری روض النضیر شرح جامع صغیر مین تحریر
فرماتے ہین فاما قولہ لا یعلمہا الا ہو فمفسر بانہ لا یعلمہا احد بذاتہ ومن ذاتہ
الا ہو لکن قد یعلم باعلام اللہ تعالے فان ثم من یعلمہا وقد وجدنا ذلک
بغیر واحد کما رأینا جماعۃ علموا متی یموتون وعلموا ما فی الارحام حال حمل المرأۃ
وقبلہ یعنی آیہ وعندہ الایہ کی تفسیر یہ ہے۔ مفاتح غیب کی کوئی خود بخود سوا خدائے تعالے کے
نہین جانتا اور اسکی تعلیم سے یقینا جان لیتا ہی اور ہمنے ایسی جماعتون کو دیکھا کہ جنہون نے یہ جان
لیا کہ کہان مرینگے اور حالت حمل مین اور اس سے پہلے یہ معلوم کرلیا کہ عورت کے پیٹ
مین کیا ہے لڑکا یا لڑکی۔ کہئے اب بھی آیت کے معنی معلوم ہوئے یا کچھ تردد باقی ہے آپکا آیت
کو سند بنانا آیت کے معنی تک نہ پہنچنے کا ثمرہ تھا پہلے ہی تحقیق کرکے معنی سمجھ لئے ہوتے تو اسوقت
شرمندگی نہ ہوتی لیکن خیال باطل کی تائید اور مذہب مردود کی حمایت آپکو دیدہ ودانستہ
بھی ایسے اعتراض پیش کرنے پر مجبور کرے تو تعجب نہیں اس لئے مناسب ہے کہ مین آپ کو خوب
اطمینان دلاؤن ملاحظہ فرمائیے تفسیر احمدی اُس مین ہی ولک ان تقول ان علم ہذہ
الخمسۃ وان کان لا یعلمہا احد الا اللہ لکن یجوز ان یعلمہا من یشاء من
محبیہ واولیائہ بقرینۃ قولہ تعالیٰ ان اللہ علیم خبیر بمعنے المخبر اس تفسیر سے بھی صاف
ظاہر ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے محبین اور اولیا مین سے جس کو چاہے امور خمسہ کا علم بھی تعلیم فرماوے
الغرض جتنی آیتون مین یہ مذکور ہے کہ کوئی غیب کو نہین جانتا سب مین یہی مقصود ہے کہ خود بخود
بے تعلیم الٰہی نہین جانتا ملاحظہ ہو جمع النہایہ فی بدء الخیر والغایہ علامہ شنوانی رحمہ اللہ

غیب کا علم اللہ جلشانہ کی تعلیم سے انبیا و اولیا کو حاصل ہے۔

جتنی آیتون مین یہ مذکور ہے کہ کوئی غیب کو نہین جانتا اُن سب مین یہی مقصود ہے کہ بے تعلیم نہین جانتا۔

تعالے فرماتے ہین لا یعلم متے تقوم الساعۃ الا اللہ فلا یعلم ذلک ملک مقرب ولا نبی مرسل قال بعض المفسرین لا یعلم ھذہ الخمس علما لدنیا ذاتیا بلا واسطۃ الا اللہ فالعلم بھذہ الصفۃ مما اختص اللہ تعالے بھا واما بواسطۃ فلا یختص بہ تعالے حاصل یہ کہ امور خمسہ کا علم ذاتی لدنی بے واسطہ اللہ جلشانہ کے سوا کسی کو نہین لیکن علم بواسطہ اللہ تعالے کیساتھ مختص نہین وہ سبحانہ جسے چاہے تعلیم فرماوے اور اُسنے جسے چاہا تعلیم فرمایا شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہین۔ ومراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل ہیچکس اینہا راندانداینہا از امور غیب اند کہ جز خدائے کسے آنرا نداند مگر آنکہ وے تعالے از نزد خود کسے را بوحی والہام بداناند تو بالکل پردہ اُٹھ گیا کہ مراد یہ ہے کہ بے تعلیم الٰہی کوئی شخص ان امور کو اٹکل اور قیاس سے نہین جانتا کہ یہ امور غیب ہین سوائے خدا کے کوئی اُسکا جاننے والا نہین مگر جس کو اللہ جلشانہ نے وحی والہام کے ذریعہ سے تعلیم فرمایا ہو۔ اب بخوبی ثابت ہوگیا کہ آیہ شریفہ مین غیب کی نفی مطلق نہین بلکہ خود بخود اپنی عقل سے جاننے کی نفی ہو۔ جانب مخالف نے آیت کے معنے سمجھنے میں خطا کی اور غلط استدلال کیا۔ مذکورہ بالا جملہ روایات و تفاسیر کا خلاف کیا اگر اُنپر نظر نہ تھی تو آیت سے استدلال کرنیمین جرائت نہ کرنا چاہئے تھا عجب ہے کہ مخالف اپنی غلط فہمی کو اپنے باطل مدعا کی دلیل بنانا چاہتا ہے قولہ اور اسی معنے کے اعتبار سے مُلا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح فقہ اکبر مین تحریر فرمایا ہے وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالے قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ

شرح فقہ اکبر کی عبارت مین جانب مخالف اور صاحب کشف الغطاء وسہم الغیوب ورد السیف کی غلط فہمی اور اُس کا جواب۔

اقول علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالے اسی غیب پر حکم تکفیر نقل کرتے ہین کہ جسپر دلیل نہ ہو اور یہ ہمارا عقیدہ ہو کہ جس غیب پر دلیل نہ ہو وہ حضرت حق سبحانہ تعالی کے ساتھ خاص ہو جیساکہ مذکور ہو چکا رہا وہ غیب جسپر دلیل ہو وہ حضرت حق سبحانہ تعالے نے اپنے حبیب پاک حضرت محمد مصطفے صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو مرحمت فرمایا ہو۔ لطف تو جب ہے کہ میں اس مدعا پر خود علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالے ہی کی شہادت پیش کرون جس سے جانب مخالف نے استدلال کیا ہو ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالے شرح شفا جلد اول صفحہ ۶ مین فرماتے ہین (ما اطلع علیہ من الغیوب) ای الامور الغیبیۃ فی الحال (وما یکون) ای سیکون فی الاستقبال مطلب یہ ہے

ملا علی قاری کی شرح شفا سے فخر عالم کے لئے ماکان و یکون کے علم کا اثبات۔

حضرت کا ایک مجلس میں جمیع احوال مخلوقات دنیا و آخرت کی خبر دینا ایک بڑا معجزہ ہے۔

کہ آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو امور غیبیہ یہ حال و استقبال پر مطلع فرمایا ہے۔ کیا یہی علامہ ملی قاری خود اسی پر کفر کا فتوے ابھی دیتے ہین۔ اے مخالف صاحب فورا ہوش و خرد سے کام لیجئے آپکا خیال کہان ہو اور تماشہ دیکھئے پھر یہی علامہ رحمۃ اللہ تعالےٰ امرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف جلد پنجم ص ٣٣ میں امام ابن حجر عسقلانی سے نقل کرتے ہین دل ذلک علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من المبدأ والمعاد والمعاش بتیسیر ایراد ذلک کلہ فی مجلس واحد من خوارق العادۃ امر عظیم یعنی حضور سید یوم النشور صلوٰۃ اللہ علیہ و سلامہ نے ایک ہی مجلس میں مبدا اور معاش و معاد دنیا و آخرت سب کی خبر دی اور یہ خوارق عادت میں سے ایک بڑا امر ہے اور ابھی یہی نہین کہا جا سکتا کہ جناب مصطفے صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا علم اسی مین منحصر ہے بلکہ اس علم عظیم کی غایت کا درک ہماری قدرت سے باہر ہے اس سے وہی ذات پاک واقف ہو جس نے عطا فرمایا۔

اب فرمائیے۔ کہ یہی ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالےٰ جنکی عبارتین رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا علم عطائی نسبت امور غیب صاف ثابت کر رہی ہین اور اس وضاحت سے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دین اور دنیا کے سب امور سے واقف تھے بلکہ اسکی اطلاع بھی دی۔ کیا یہی علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی پر اعتقاد والے کو کافر بتاتے ہین؟ مجھے مخالفین کی عقلوں پر تعجب آتا ہو کہ وہ کس قسم کے لوگ ہین جو اتنا نہین سمجھ سکے کہ علامہ علی قاری رحمۃ الباری اپنے ہی اعتقاد پر کفر کا فتویٰ دے سکتے ہین وہ عبارت جو جناب مخالف نے نقل کی ہمیں اسی غیب کے اعتقاد پر تکفیر کی ہو کہ جسپر دلیل نہین یعنی علامہ علی قاری رحمۃ اللہ نے کسی مخلوق کے بالذات و بے تعلیم الٰہی عالم ہونے کے اعتقاد پر تکفیر کا حکم نقل کیا اور یہ بالکل صحیح اور ہمارا مذہب ہے جناب مخالف کی خوش لیاقتی کہیے یا جوش تعصب سمجھیے کہ انہون نے مثبتین علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس عبارت سے حکم تکفیر لگا دیا اور یہ کہ پوری عبارت بھی نقل نہین کی جو مطلب واضح کر دیتی پوری عبارت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالےٰ کی یہ ہو ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمہم اللہ تعالےٰ احیانا وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ السلام یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ اس عبارت سے صاف ظاہر ہو کہ انبیاء علیہم السلام غیب نہین جانتے مگر اسی قسم کا جو تعلیم الٰہی سے ہوا اور حنفیہ نے اس اعتقاد پر تکفیر کی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم خود بخود یعنی بے واسطہ تعلیم الٰہی کے عالم الغیب ہین اور یہ بالکل بجا ہو کسقدر صاف بات تھی جسکو عبارت کی قطع و برید سے پیچیدہ کرنا چاہا ہو۔

قولہ پس اس بیان سے یہ امر خوب ظاہر ہو گیا کہ جناب رب العالمین مطلقاً علام الغیوب ہے اور خلائق کو باطلاعہ تعالیٰ بعض مغیبات کا علم عطا ہو گیا ہے (الی ان قال) تو مخلوق کا علم خالق رب الارباب کے علم کے مساوی اور برابر نہیں ہو سکتا۔ الخ

اقول اولاً۔ حافظہ نباشد کا مضمون ہے ابھی تو آپ یہ فرما چکے ہیں کہ غیب وہ ہے جو حواس یا عقل سے معلوم نہ ہو سکے اور نہ حضرت حق سبحانہ نے کسیکو اسپر اطلاع دی ہو خاص رب العزت کو معلوم ہو نہ غیر کو آپ اب یہ کیسے فرماتے ہیں کہ خلائق کو باطلاعہ تعالیٰ بعض مغیبات کا علم عطا ہو گیا ہے۔ جب غیب کا علم خاص رب العزت کے سوا غیر کو ہوتا ہی نہیں اور حق سبحانہ کسیکو اسپر اطلاع نہیں دیتا تو مخلوق کو بعض مغیبات کا علم کسطرح عطا ہوا؟ یہ تناقض اقوال جنابنے کس مصلحت سے تحریر فرمائے ہیں اور ان دونوں میں سے جناب نے کس قول کو سچا اور کس کو جھوٹا قرار دیتے ہیں مگر بات یہ ہے کہ آپ کا یہ قول (کہ غیب وہ ہے جو کسی کو بتایا نہ جائے) اسدرجہ صریح البطلان اور پادر ہوا تھا کہ آپ خود بھی اسپر قایم نہ رہ سکے اور حق کے مقابل تعصب سے جب کام لیا جاتا ہے تو یہی انجام ہوتا ہے۔

ثانیاً ابھی آپ ملا علی قاری سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کے غیب جاننے کے اعتقاد پر کفر کا حکم سنا چکے ہیں اور یہاں مخلوق کیلئے بعض مغیبات کے علم کے خود قائل ہوئے تو فرمائیے اس کفر میں جناب کا بھی حصہ ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس محرومی کی وجہ بیان کیجئے ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں ۔۔۔ آج آپ اپنے دام میں صیاد پھنس گیا

اب فرمائیے علامہ علی قاری علم ذاتی کے اعتقاد پر تکفیر فرماتے ہیں یا عطائی کے ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را ۔۔۔ چندآں اماں نداد کہ شب را سحر کند

ثالثاً اگر درحقیقت آپ کا یہ عقیدہ ہوتا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعطائے الٰہی جملہ اشیا کا علم حاصل ہے اور اسکو بعض مغیبات سے تعبیر کرتے ہیں اور علم الٰہی کے مقابلہ میں یہ بہت قلیل ہے اگرچہ بجائے خود تمام ملکوت سموات وارض تک وسیع ہے تو تسلیم تھا مگر مشکل تو یہ ہے کہ آپکا گروہ علم الٰہی کی عظمت سے بالکل ناواقف ہے جہاں حضور کیلئے جمیع اشیاء کا علم ثابت کیا اور آپ لوگ گھبرائے کہ خدا کی برابر کر دیا تو بات یہ ہے کہ آپ خدائے پاک کا علم اسیقدر سمجھتے ہیں اگر آپکو یہ معلوم ہوتا

علم حق کے سامنے جمیع اشیاء کے علوم نہایت قلیل ہین تو آپ کو حضور کیلئے اُنکے ثابت ہونیمیں ایسا تحیر اور وحشت نہوتی اور آپ اسکو علم الٰہی کے مساوی نہ کہتے لیکن آپ اس غلطی مین تو اپنی بے علمی سے مبتلا ہین تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۲۴۴ قال المفسرون لما نزلت بمکۃ ویسئلونک عن الروح الآیۃ وھاجر رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم الی المدینۃ اتاہ احبار الیہود وقالوا یا محمد بلغنا انک تقول وما اوتیتم من العلم الا قلیلا اتعنینا ام قومک فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام کلا قد عنیت قالوا الست تتلوا فیما جاءک انا اوتینا التوراۃ فیھا علم کل شیء فقال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم ھی فی علم اللّٰہ قلیل الخ یعنی مفسرین نے فرمایا کہ جب آیہ کریمہ ویسئلونک عن الروح الآیۃ مکہ مکرمہ مین نازل ہوئی اور حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی آپ کی خدمت مین علمائے یہود نے حاضر ہوکر عرض کیا اے محمد صلے اللّٰہ علیہ وسلم ہمین خبر پہنچی ہے کہ آپ فرماتے ہین وما اوتیتم من العلم الا قلیلا یعنی تم نہین دئے گئے علم سے مگر تھوڑا کیا آپ ہمکو مراد لیتے ہین یا اپنی قوم کو حضور نے فرمایا ہر ایک سب کو مراد لیتا ہون اُنھوں نے عرض کیا کہ آپ کے پاس جو خدا کا کلام آیا ہے اُسمیں آپ یہ نہیں پڑھتے کہ ہم کو توریت عطا ہوئی اُسمیں ہر چیز کا علم ہے حضور نے فرمایا کہ وہ علم الٰہی کے حضور قلیل ہے فرمایا کیا اب بھی آپ اللّٰہ سبحانہ کے علم سے نہایت کم جمیع اشیاء رہیں محدود و منحصر سمجھکر حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے جمیع اشیاء کا علم ثابت کرنیوالے کو یہ الزام دینگے کہ مخلوق کا علم خالق کی برابر کر دیا۔ کیا اب بھی علم الٰہی کی عظمت سے آنکھیں بند کر لینگے علم الٰہی کو جمیع اشیاء کی چار دیواری میں محدود سمجھنا کسقدر نادانی ہے اور شبلینی علم سرور عالم علیہ السّلام کو تساوی اور خدا کی برابر کرنیکا الزام دینا اُسی بناء فاسد پر مبنی لہٰذا اہل سنت نے بحمد اللّٰہ حضور کو خدا کی برابر نہ کہا مگر آپ نے علم الٰہی کو گھٹا کر خدا کو رسول کی برابر ٹھہرا دیا بلکہ رسول سے بھی کم کردیا کیونکہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا علم بھی اس حد میں محدود نہین عنایت الٰہی سے آسمانون اور زمینون کے ملک بھی حضور کی وسعت علمی کے سامنے قلیل ہین اور حضور کا علم اُنسے بھی اکثر و افضل ہے تفسیر خازن جلد ثالث صفحہ ۲۳۵ امین ہے قلت ملکوت السموات والارض من بعض آیات اللّٰہ ایضا ولآیات اللّٰہ افضل من ذلک واکثر الذی اراہ محمدا صلے اللّٰہ

کل اشیاء کا علم علم الٰہی کے حضور قلیل ہے

حضور کا علم ملکوت ارض و سماوات سے افضل ہے

علیہ وسلم من ایاتہ وعجائب تلک اللیلۃ کان افضل من ملکوت السموات والارض
یعنی میں کہتا ہوں کہ ملکوت سموات وارض بھی آیات الٰہیہ میں سے بعض ہیں اور بیشک آیات الٰہیہ اس سے افضل
ہے واکثر ہیں اور شب معراج جو آیات و عجائب اللہ تعالیٰ نے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معائنہ
کرائے وہ ملکوت سموات و ارض سے افضل ہیں اب انصاف کیجیے کہ ملکوت سموات و ارض جب حضور کے علم کا
بعض ہوئی تو حضور کیلئے انکے ثابت کرنیکو یہ کہنا کہ خدا ئے تعالیٰ کی برابر کر دیا صاف یہ معنی رکھتا ہی کہ رب
اللہ سبحانہ کو اتنا ہی علم ہے مخالفین کسقدر غلطی میں مبتلا ہیں سنیوں کو الزام دینے اور مساوات ثابت کرنیکے
شوق میں علم الٰہی کی عظمت گھٹانیکے درپے ہورہے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے و ایسی ضد اور ہٹ
سے پناہ میں رکھے۔ ملکوت سموات وارض جس سے حضور انور کا علم بھی وسیع ہی اُس میں علم الٰہی کو منحصر
کردینا کسقدر ظلم ہے۔ اب فرمائیے کہ حضور کیلئے ملکوت سموات وارض کا علم ثابت کرنیسے خدا و رسول
کا برابر ہو جانا کس طرح ممکن ہی۔ اگر خداوند عالم کے علم کی عظمت کا کچھ پتہ ہو تو مخالفین حق تعالیٰ
اور اُس کے رسول علیہ السلام کے علم میں فرق کر سکیں علماء اہل سنت نے اس فرق کی تصریحیں فرمائیں
خود اعلام الاذکیا کی صـ ۲۶ پر اعلیحضرت مولانا مولوی احمد رضا خانصاحب دامت برکاتہم کی تقریظ موجود ہے
اُسمیں یہ جملہ بغور ملاحظہ کیجیے بصیرت کے اندھوں کو اتنا نہیں سوجھتا کہ علم الٰہی ذاتی علم خلق عطائی وہ
واجب یہ ممکن وہ قدیم یہ حادث۔ وہ نامخلوق یہ مخلوق۔ وہ نامقدور یہ مقدور وہ ضروری البقا
جائز الفنا وہ ممتنع التغیر یہ ممکن التبدل ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک نہو گا مگر کسی مجنون
کو۔ اب کہیے کہ باوجود اتنے تفرقوں کے کوئی عاقل مساوی علم الٰہی کے کہہ سکتا ہی؟ ہرگز نہیں پھر بھلا
کیا ضرورت تھی جو آپ نے ایک رسالہ لکھدیا اور بہت سا خون جگر کھایا مگر درحقیقت آپ کا اعتقاد تو یہی
جو آپکی اور آپکے فریق کی تقریروں سے ظاہر ہی کہ سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گنتی کی دو چار چیزیں
بتا دی گئیں باقی انہیں دیوار کے پیچھے کا بھی حال معلوم نہیں چنانچہ براہین قاطعہ مطبوعہ ہاشمی پریس صـ ۴۶
میں لکھتے ہیں اور شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں کہ مجھکو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں الخ وجو دیکہ حضرت شیخ مدارج
شریف میں فرماتے ہیں و ایں سخن اصلے ندارد و روایت بداں صحیح نشدہ یعنی نہ اسبات کی کچھ اصل نہ روایت
اسکے ساتھ صحیح مگر باوجود اس کے حضور علیہ الصلوٰۃ کے علم کی تنقیص کے لئے شیخ پر اتہام یہ ہے
آپ کا عقیدہ حضور کے علم کی نسبت اور یہ ہے آپ کی دیانت کا نمونہ کہ شیخ جس بات کو باطل د

براہین قاطعہ کا عدم کا اسم کو حضرت کو دیوار کے پیچھے کا علم غیب نہیں اور اسکا جواب

بے اصل بنائین آپ شیخ ہی کو اُس کا تہمت بنائین اور آپ کا یہ قول کہ وہ علم محیط نہین رکھتے جس معنی پر کہ آپ گمان کرتے ہین بالکل باطل ہے اور اس مدعا پر جو استدلال آپ نے شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ سے کیا ہے وہ آپ کی بے احتیاطی اور بیجا تصرف کا نمونہ ہی بے احتیاطی تو یہ کہ شاہ صاحب کی عبارت فارسی ہے آپ نے اُردو لکھی اور نسبت شاہ صاحب کی طرف کر دی اور بیجا تصرف یہ کہ بے موقع نقل کی اُس سے مراد غلط سمجھی شاہ صاحب کی مراد یہ ہے کہ علم الٰہی کو کسی مخلوق کا علم محیط نہیں ورنہ رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم پر محیط کا اطلاق درست ہے چنانچہ تفسیر روح البیان جلد سادس صفحہ ۴۴ مطبوعہ مصر میں ہی وکذا اصاد علمہ محیطا بجمیع المعلومات الغیبیۃ الملکوتیۃ کما جاء فی حدیث اختصام الملئکۃ انہ قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت علم الاولین والاخرین وفی روایۃ علمہ ما کان وما سیکون حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا علم تمام مغیبات ملکوتیہ پر محیط ہوا چنانچہ حدیث اختصام ملائکہ مین ہی کہ آپ نے فرمایا کہ پروردگار نے اپنا کف دست فیض ورحمت میرے دونون شانون کے درمیان رکھا مین نے اُس کے وصول فیض کی سردی اپنی دونون چھاتیون کے درمیان پائی پس مجھے علم اولین وآخرین حاصل ہوگیا اور ایک روایت مین ہے کہ گذشتہ وآئندہ کا تمام علم حاصل ہوگیا مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف جلد پنجم صفحہ ۱۲۳ پر تحت حدیث انی لاعرف اسماءھم واسماء اباءھم والوان خیولھم مسطور ہی فیہ مع کونہ من المعجزات دلالۃ علی ان علمہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محیط بالکلیات والجزئیات من الکائنات وغیرھا یعنی آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اس خبر دینے مین باوجود معجزہ ہونے کے اسپر بھی دلالت ہی کہ آن حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا علم کائنات وغیرہا کے کلیات وجزئیات پر محیط ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ مین حدیث اختصام ملائکہ کے جملہ فعلمت ما فی السموات والارض کی شرح مین فرماتے ہین پس دانستم ہرچہ در آسمانہا وہرچہ در زمین بود

حضرت کے علم پر محیط کا اطلاق درست ہے۔

حضور کا علم تمام کائنات کی کلیات وجزئیات پر محیط ہے۔

عبارت است از حصول تمامۂ علوم جزوی وکلی واحاطۂ آن اور مدارج شریف کے خطبہ مین فرماتے

ہین و درے صلی اللہ علیہ وسلم دانا است بر ہمہ چیز از شیونات ذات وصفات حق واسماء وافعال

وآثار وبجمیع علوم ظاہر وباطن واول وآخر احاطہ نمودہ است ومصداق فوق کل ذی علم علیم شدہ منصف کے لئے یہ چار گواہ کم نہین وہ سمجھ سکتا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو حضرت حق تعالےٰ نے کائنات وغیرہا کے تمام علوم ظاہر اور باطن اول واٰخر جزوی اور کلی پر محیط کر دیا ہے مگر جس کے دل مین انصاف اور حق طلبی کا مادہ ہی نہ ہو اُسکے لئے ہزار بھی کم ہین۔ آپ نے جو آیۃ شریفہ ولا یحیطون بشیٔ من علمہ الا بما شاء نقل فرمائی وہ بالکل حق ہے مگر فہم نصیب اعدا آپ نے اُس کا ترجمہ تک غور سے نہین دیکھا۔ آیت بصراحت فرمارہی ہے کہ وہ علم الٰہی کا احاطہ نہیں کرلیتے اور جو عبارت تفسیر کبیر سے جانب مخالف نے نقل کی ہے اسمین بھی ھوان یعلمھم سے ظاہر ہے کہ نفی احاطۂ علم باری سبحنہ تعالےٰ کی ہے یہ عین ہمارا مذہب ہے کہ علم الٰہی محیط ہے محاط نہین۔ رہا آپ کا یہ فرمانا کہ مخلوق کا علم قلیل ہے یہ بیان ہوچکا کہ جناب باری عزاسمہ کے سامنے تمام مخلوقات کا علم قلیل ہے۔ اور وہ نسبت بھی نہین رکھتا ہے جو ذرہ کو آفتاب اور قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہے جیسا کہ آپ نے آیۂ شریفہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا نقل فرمائی ہے اور نیز عبارتین نقل کی ہین اور بخاری شریف میں ہے وقع عصفور علی حرف السفینۃ فغمس منقارہ فی البحر فقال الخضر لموسیٰ ما علمک وعلمی وعلم الخلائق فی علم اللہ تعالیٰ الا مقدار ما غمس ھذا العصفور منقارہ الحدیث حاصل یہ کہ کشتی کے کنارہ پر ایک چڑیا نے بیٹھکر اپنی چونچ دریا میں ترکی تو حضرت خضر علیہ السلام نے موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ میرا اور تمہارا اور تمام مخلوق کا علم جناب باری تعالےٰ کے علم کے سامنے ایسا ہی ہے جیسا کہ دریا کے مقابلہ مین اس چڑیا کا چونچ تر کرلینا امام محمد غزالی رحمہ اللہ کیمیائے سعادت میں لکھتے ہین وہیچ سلیم دل نبود کہ اینقدر نداند کہ علم فرشتگان وآدمیان در جنب علم حق ناچیز است ہمہ را گفتہ کہ ما اوتیتم من العلم الا قلیلا اور تمام عیوب آسمانون اور زمین کے اللہ جلشانہ

آیۂ ولا یحیطون بشیٔ سے جانب مخالف کی غلط فہمی اور اس کا جواب

کے دریائے علم کا ایک قطرہ ہین چنانچہ علامہ خفاجی حواشی بیضاوی مین طیبی سے نقل فرماتے ہین ان معلومات اللہ تعالیٰ لا نہایۃ لہا و غیب السموٰت والارض وما یبدونہ وما یکتمون نقطۃ منہا بمقابلۃ. علم آلہی تمام غیوب سمٰوات و ارض کو قلیل کہا جائے تو بیشک بجا ہے لیکن ان غیوب کو بجائے خود قلیل کہنا کثیرہ ما نشا جنون یا نابینائی ہے۔ رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو علم آلہی سے ایک قطرہ عطا ہوا اور خفاجی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ غیب سمٰوات و ارض علم آلہی کا ایک قطرہ ہین پھر اُس جاہل پر افسوس ہو جو اب بھی علم نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو علم آلہی کے مساوی سمجھے تمام غیوب سمٰوات و ارض کا عالم ہو کر بھی کوئی خدائے تعالےٰ جل شانہ کے علم کی برابر نہین ہوسکتا بلکہ وہ نسبت بھی نہین رکھتا ہے جو قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہے تفسیر روح البیان مین ہو وقد قال صلے اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج قطرت فی حلقی قطرۃ فعلمت ما کان وما سیکون در احادیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش قطرہ در حلق من ریختند فعلمت ما کان وما سیکون۔ ان عبارتون کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلے آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میرے حلق مین ایک قطرہ ٹپکایا گیا اُس کے فیضان سے مجھے ما کان وسیکون کا علم حاصل ہوگیا۔ اب یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ما کان اور ما سیکون کا علم بھی علم آلہی سے ایک قطرہ ہے اور اس معنی سے اُسکو بعض یا قلیل کہہ سکتے ہین۔ پس جہان کہین تفاسیر وغیرہا مین بعض یا قلیل کا لفظ یا اُس کا ہم معنی استعمال ہوا ہے اُس سے یہی مراد ہے کہ علم جناب باری تعالےٰ کے سامنے تمام مخلوقات کا علم گو کتنا ہی ہو قلیل ہے اور قلیل کے لفظ سے اُن کے جمیع اشیاء کے عالم ہونے کا انکار کرنا جہالت و سفاہت ہے افسوس ہمارے ابنائے نوع جنھون نے آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے جمیع اشیاء کے عالم ہونیکے اعتقاد پر کفر شرک کا فتوے دیدیا اور یہ خیال کرلیا کہ احاطہ بخدا ہی کو ہے انھون نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ہی علم مین نقصان نہین ثابت کیا بلکہ خدا کی طرف بھی یہ قصور عائد کردیا (نعوذ باللہ من ذلک) اور اُس کے علم عظیم کو اتنا ہی سمجھ بیٹھے۔ حالانکہ علوم ما کان وما یکون

آسمان اور زمین کے تمام غیوب دریائے علم آلہی کا قطرہ ہین

مخالفین نے علم باری تعالےٰ کو بھی تھوڑا ہی سا سمجھ لیا ہے

علم باری تعالےٰ کے سامنے تمام مخلوقات کے علوم قلیل ہین حتے کہ جمیع اشیا کا علم بھی قلیل ہے۔

اور غیوب سموات و ارض سب کے سب اُس کی علم عظیم کا ایک قطرہ ہی جیسا کہ فقیر کی منقولہ عبارت سے ثابت ہوا۔ کاش یہ حضرات بھی توجہ فرمائین اور ان عبارات پر غور کرین تو ہرگز مسلمانون پر شرک کا فتوے دیکر مشرک نہ بنتائین خدایا ہم کو اور ہمارے بنی نوع کو اپنے سیدھے راستے پر چلنے کی ہدایت کر اور توفیق مرحمت فرما۔

اس تقریر کے بعد مؤلف اعلاء کلمۃ الحق نے توحید کے معنی بیان کئے ہین اور علوم شرعی وغیر شرعی کا بیان بقدر اپنی لیاقت کے لکھا ہی اور حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب مؤلف اعلام الاذکیا کی نسبت حسب عادت اپنی ہمت کے موافق کلمات کہے ہین ہم کو اُن سے بحث نہین البتہ اُنھون نے صفحہ ۱۸ پر یہ بحث کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کو حضرت حق سبحانہ تعالے نے علم شعر عطا نہین کیا۔ اس مدعا پر آیۂ کریمہ وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ سے استدلال کیا ہی۔ اور مُلّا کمال الدین کاشفی کی تفسیر سے یہ نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی زبان مبارک وزن شعر کے ساتھ موافقت نہ کرتی تھی اسی صفحہ کے آخر مین اپنی اجتہاد خانہ زاد سے قیاس ایجاد کیا ہے قولہ بھلا جو علم کے سراسر بُرے ہین اُنکی قباحت اور بُرائی شرع شریف میں ثابت ہے جیسے علم سحر اور طلسم اور کہانت وغیرہ اُن علوم کے ساتھ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ قدس صفات کیونکر متصف ہو سکتے ہین پس جن لوگون نے یہ دعوے کیا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جمیع اشیا اور غیوب کے عالم ہین۔ کیا نا عاقبت اندیشی سے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو اُن علوم کے ساتھ متصف کرنا چاہتے ہین کہ جو شان نبوت کے بالکل منافی بلکہ نفس ایمان کے بھی ضد ہین۔ علم شعر کی نفیس بحث۔

اقول جانب مخالف اپنی کتاب کے صفحہ ۱۵ مین خود فرما چکے ہین کہ ہر کس و ناکس ناحق شناس کا قیاس اصول دین مین سے نہین ہو سکتا پھر کس طرح اُن کا اجتہاد تسلیم کر لیا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علم سحر و کہانت سے غافل ہین لہذا ہم اُنہی سے دریافت کرتے ہین کہ کیا اُنکا یہ قیاس قابل قبول ہی؟ اگر ہے تو کیون؟ کیا مجتہد ہونیکا دعوے ہے علاوہ بریں زبان مبارک کا وزن شعر کے ساتھ موافقت نہ فرمانا اُنھون نے کس طرح مین

نقل کیا ہے۔ آیا یہ خیال ہے کہ یہ فن شعر کی عدم واقفیت پر دلیل و برہان ہو جائیگا۔ اگر ایسا ہے تو خیال باطل ہے کتنے عروض و قوافی کے جاننے والے فن شعر کے ماہر ایسے ہین کہ وزن شعر کے صحیح ادا کرنے پر قادر نہین اس سے یہ لازم نہین آتا کہ انھین شعر کے ردی و جید مین تمیز نہ ہو فن کے قواعد و مصطلحات سے بیخبر ہون۔ ہان شعر گوئی کا ملکہ نہین علم سے یہان مرتبہ ملکہ مراد ہوتا ہے ہمارے روزمرہ کے محاورے ہین کہ فلان عالم لکھنا نہین جانتا۔ اس کے یہ معنی نہین کہ املا یا رسم الخط یا حرف کی صورت و ہیئت اور قواعد کی اس کو خبر نہین۔ سب کچھ جانتا ہے مگر لکھنے کا ملکہ نہین آپ روٹی پکانا نہین جانتے اس کے یہی معنی ہین کہ پکانیکا ملکہ نہین ورنہ جانتے خوب ہین کہ کس طرح پکتی ہے زید کہتا ہو کہ مین تیراندازی جانتا ہون آپ تیر کمان دیکر کہئے کہ نشانہ لگائے اور کسی طرح نشانہ نہ لگا سکے تو یہی کہا جائیگا کہ نہین جانتا گو کہ وہ تیراندازی کے مفہوم و معنی کا خوب واقف ہے لیکن یہان مراد تو علم سے ملکہ ہے کچھ ہمارے ہی محاورات پر منحصر نہین ہر ملک اور ہر زبان مین علم بمعنی ملکہ بکثرت مستعمل ہے تلویح میں ہے وہ نسلم ان لا دلالۃ للفظ العلم علی التعبیر المخصوص فان معناہ ملکۃ یقتدر بہا علی ادراک جزئیات الاحکام و اطلاق العلم علیہا شائع فی العرف کقولہم فی تعریف العلوم علم کذا فان المحققین علی ان المراد بہذہ الملکۃ و یقال لہا الصناعۃ ایضا لا نفس الادراک سلم الثبوت مین ہو و اجیب بانہ لا یضرہ لا ادری لان المراد الملکۃ مولانا عبد الحق خیرآبادی اور ملا محمد مبین رحمۃ اللہ علیہما اپنی اپنی شرحون مین فرماتے ہین لان المراد بالعلم الملکۃ عمدۃ المخالفین مولوی بشیر الدین اپنی شرح کشف المبہم مین لکھتے ہین لان المراد بالعلم فی قولہم العلم باحکام الملکۃ اتو آپ کو معلوم ہوا ہو گا کہ علم بمعنی ملکہ کے شائع و ذائع ہے۔ احادیث مین بکثرت علم بمعنی ملکہ آیا ہی مسند الفردوس مین بکر بن عبد اللہ بن ربیع سے مروی ہو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم علموا اولادکم السباحۃ والرمایۃ دیلمی نے جابر بن عبد اللہ سے بایں الفاظ روایت کی علموا بنیکم الرمی فانہ نکایۃ العدو حضور نے اولاد کو تیراندازی اور شناوری تعلیم کرنیکا حکم فرمایا

اس پر حضور کا شعر کے جید و ردی اور موزوں وغیر موزوں میں تمیز فرمانا دلالت کرتا ہے اور
جو تمیز ہو کیوں کر الٰہیات و حکم میں نظم پر قادر نہ ہوگا لیکن قادر ہونا فعل یعنی شعر گوئی کرنیکو مستلزم
نہیں تاکہ لفظ شعر اور شاعر کے اطلاق سے امن ہو۔ کیونکہ یہ لفظ تخییل و کذب کا موہم ہے
اور بیشک عرب آپ کی فصاحت و بلاغت اور پاکیزگی الفاظ اور شیریں گفتاری اور
خوبی روش کے عارف تھے اور حاصل یہ ہے کہ ہر کمال آپ ہی سے ماخوذ ہے۔ مخالفین
انہو خاموش ہونگے تفسیر روح البیان نے شعر کا علم در کنار کلام موزوں پر حضرت کی قدرت
کتنے صریح الفاظ میں ثابت کی اگر مخالفین آیت پیش کرنے سے پہلے تفاسیر دیکھکر کلام پاک
کا مطلب سمجھ لیتے تو انہیں ہرگز اس آیت کے پیش کرنے کی جرات نہ ہوتی جو کسی طرح ان کے
مدعا کو ثابت نہیں کرتی **اب دوسرے طریق پر کلام کروں** وہ یہ کہ شعر
دو معنی میں مستعمل ہے اول کلام موزوں جس میں وزن کا قصد کیا گیا ہو تفسیر کبیر میں
ہے الشعر هو الكلام الموزون الذی قصد الی وزنه یہ تو معنی عرفی ہیں دوسرے
معنی منطقی۔ قدماء حکماء کے نزدیک وزن و قافیہ شعر کا رکن نہیں ہے بلکہ رکن شعر
صرف مقدمات مخیلہ کا ایراد ہے تو جو قیاس کہ مقدمات مخیلہ سے مرکب ہو اس کو شعر کہتے
ہیں اور بعض علماء شعر منطقی اسکو کہتے ہیں جو مقدمات کاذبہ سے مرکب ہو تفسیر روح البیان
جلد ثالث صـ۳۸۱ میں ہے والشعر عند الحکماء القدماء لیس علی وزن و قافیة ولا الوزن
والقافية رکن فی الشعر عندهم بل الرکن فی الشعر ایراد المقدمات المخیلة فحسب وفیه
ایضا قال بعضهم الشعر اما منطقی وهو المؤلف من المقدمات الکاذبة۔ اب سمجھنا چاہیے
کہ قرآن پاک میں جو لفظ شعر وارد ہے اس سے منطقی معنی ہی مراد ہیں کیوں کہ قرآن پاک
کا اسلوب شعر و شاعری سے پاک اور علیحدہ ہونا ایسا بیّن و ظاہر ہے کہ اس میں کسی
بے زبان عجمی کو بھی تردد نہیں ہوسکتا چہ جائے کہ عرب کے بلغا اور فن شاعری کے ماہر اسکو
اس معنی میں کہہ سکیں یہ کسی طرح معقول نہیں تو لامحالہ شعر سے اس کے معنی منطقی مراد
ہوئے اور کفار عناداً شاعر بمعنی کاذب کہتے تھے اسی کی قرآن پاک نے نفی فرمائی۔ تو آیت
کا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے اپنے حبیب کو شعر یعنی کذب نہیں سکھایا نہ یہ ان کی شان کے

شایاں اور منصب کے لائق۔ ابتو مخالفین کو بہت حیرانی ہوگی۔ مگر بات یہ ہے کہ فہم قرآن اُنسے
بہت دور ہو۔ آیت کے ظاہر الفاظ دیکھکر جو معنے خیال میں آئے اُن سے استدلال کرلیا
تفاسیر پر نظر ڈالنے کی تکلیف کون برداشت کرتا۔ میں دکھاتا ہوں ملاحظہ فرمایئے
تفسیر روح البیان جلد۳ صفحہ ۲۸۱ والمراد بالشعر الواقع فی القران الشعر المنطقی سواء
کان مجردا عن الوزن ام لا والشعر المنطقی اکثر ما یروج بالاصطلاح قال الراغب
قال بعض الکفار للنبی علیہ السلام انہ شاعر فقیل لما وقع فی القران من
الکلمات الموزونۃ والقوافی وقال بعض المحصلین ارادوا بہ انہ کاذب لان ظاہر
القران لیس علی اسالیب الشعر ولا یخفی ذلک علی الاغتم من العجم فضلا
عن بلغاء العرب۔ فانما رموہ بالکذب لان اکثر ما یاتی بہ الشاعر کذب ومن
ثم سموا الادلۃ الکاذبۃ شعرا علاوہ بریں مفسرین نے اس آیت کے یہ معنے بھی
بیان فرمائے ہیں کہ قرآن شریف شاعروں کے اقوال نہیں جو ہم نے اپنے حبیب
محمد مصطفے صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو تعلیم کیئے ہوں بلکہ یہ قرآن معجز بیان کلام
الٰہی ہے کہ ایسا کلام بنانا مخلوق کی قدرت سے باہر ہے یا یہ کہ ہم نے آن سرور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو قرآن میں شعر تعلیم نہ فرمایا قرآن پاک تعلیم شعر نہیں ہے چنانچہ تفسیر مدارک التنزیل
صفحہ ۱۴۷ میں ہو (وما علمناہ الشعر) ای وما علمناہ النبی علیہ السلام قول
الشعراء او وما علمناہ بتعلیم القران الشعر علی معنی ان القران لیس بشعر
تفسیر روح البیان جلد ثالث صفحہ ۲۸۱ میں ہو والمعنے وما علمنا محمدا الشعر بتعلیم
القران علی معنی ان القران لیس بشعر فان الشعر کلام متکلف موضوع ومقال مزخرف مصنوع
منسوج علی منوال الوزن والقافیۃ مبنی علی خیالات واوہام واہیۃ فاین
ذلک من التنزیل العظیم الخطر المنزہ عن مماثلۃ کلام البشر الخ ان عبارات سے
بھی صاف ظاہر ہے کہ یہ آیہ وما علمناہ الآیہ کا یہ مطلب ہو کہ قرآن پاک سچی آسمانی کتاب
ہو شاعروں کی من گھڑت اور آفریدہ وہم وخیال نہیں جو قابل اعتبار نہ ہو۔ چونکہ شعرا علے الاغلب
والاکثر لغو اور بے اصل باتیں جھوٹے قصے فرضی اور بے حقیقت واقعے نظم کیا کرتے ہیں اور انکا

کلام وبہمیات واکاذیب سے خالی نہین ہوتا چنانچہ عرب مین مشہور ہے احسن الشعر اکذبہ
اس لئے حق سبحانہ نے فرمایا کہ یہ کلام پاک کچھ شاعرون کی منگھڑت اور یاوہ گوئی نہین بلکہ
یہ آسمانی سچی کتاب ہے۔ اس سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کے قواعد شعر سے ناواقف ہونے
پر استدلال کرنا جانب مخالف کی سادہ لوحی ونادانی ہے حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ الاطہر
اس آیت کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ شعر اجمال اور معمّا پہلودار بات اور رمز واشارہ
کا محل ہوتا ہے احتمال رہتا ہے کہ مخاطب اُس کی مراد کو نہ سمجھے یا کچھ کا کچھ سمجھ جائے اللہ
سُبحانہٗ فرماتا ہے کہ ہم نے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے رمز ولغز نفرمایا جو فرمایا اُن
کیلئے واضح فرمایا۔ اس طرح ارشاد نہ کیا کہ (حضور) نہ سمجھین یا کچھ کا کچھ سمجھ جائین تفسیر روح
البیان جلد ثالث صہ ۲۹۲ میں ہے قال الشیخ الاکبر قدس سرہ الاطہر فی قولہ تعالیٰ
وما علمناہ الشعر اعلم ان الشعر محل للاجمال واللغز والتوریۃ وما رمزنا
لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم شیئا ولا الغزنا ولا خاطبناہ لشیٔ ونحن نرید شیئا
ولا اجملنا له الخطاب حیث لم یفہم انتہیٰ اس سے تو حضور کا اور کمال علم معلوم
ہوتا ہے کہ قرآن پاک جس میں تمام علوم ہین اور جو ہر چیز کا بیان واضح ہے ونزلنا
علیک الکتاب تبیانا لکل شیٔ اُس کو اللہ سبحنہ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ کیلئے لغز ومعما
رمز واجمال نہ کیا کہ فہم مین نہ آتا ایسا واضح کیا کہ حضور پر اُس کے علوم یقینی طور پر منکشف ہوئے
یعنی تعلیم قرآن شعر کے انداز پر نہین ہے کہ جمیع اشیاء کے علوم کا بیان اُسمیں بر سبیل اجمال
ومعما ہو اور دشمنان مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کو یہ کہنے کا موقع ملے گا اگرچہ قرآن پاک جملہ علوم
اور ہر چیز کا بیان ہے لیکن بے تو رمز ومعما میں ممکن کہ کوئی بات سمجھ میں نہ آئی ہو یا کچھ سمجھی گئی
ہو۔ اس انکار کی گردن یہ فرما کر قطع کردی کہ ہم نے قرآن کی تعلیم معما اور اجمال کے پیرایہ
میں شاعرانہ طریق پر نہ فرمائی بلکہ علوم قرآنیہ کو حضور کیلئے واضح اور بے حجاب کردیا کہ ہر شے
پر آنسرور علیہ التحیۃ والسّلام کو علم یقینی حاصل ہوگیا والحمد للہ علی ذٰلک یہ شیخ اکبر تو اس
آیت سے یہ سمجھے اور مخالفین یہ کہ حضور کو شعر کا علم نہ تھا۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا
حق ہے یضل بہ کثیرا و یھدی بہ کثیرا۔ رہا جانب مخالف کا یہ وہم

کہ علم سحر شان نبوت کے خلاف بلکہ نفس ایمان کی بھی ضد ہے اور نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم
ہرگز اس کے عالم نہین اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے اس انکار کا باعث یہ ہو کہ آپ کے تزدیک
وہ علم نہایت درجہ کی خباثت رکھتا ہے اور اپنی خباثت کی وجہ سے ذات پاک نبی صلے اللہ
تعالےٰ علیہ وسلم کے لائق نہین اور یہی آپ کی تقریر سے ظاہر ہے۔ اب مین آپ سے دریافت
کرتا ہون کہ علم سحر جو نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ذات پاک کے لائق نہین تو باوجود اس
خباثت کے ذات پاک حضرت حق سبحانہ تعالےٰ کے لائق بھی ہو یا نہین؟ اگر ہے تو بتاؤ کہ وہ ذات
پاک ایسے خبیث علم کے ساتھ کیسے متصف ہوئی کہ جو شان نبی کے بھی لائق نہ تھا بر تقدیر
ثانی کیا علم الٰہی کا بھی ایسا ہی صاف انکار کیجئے گا کیا دنیا سے انصاف مٹ ہی گیا رسول
اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم کے انکار مین تو سحر کا عالم ہونا عیب قرار دیا جائے
اور خدائے پاک کے لئے یہ عیب ثابت کرتے ہوئے شرم نہ آئی استغفر اللہ العلی العظیم
دوم آپ کا یہ خیال کہ علم فی نفسہ مذموم ہے قطعاً غلط اس لئے کہ کوئی علم فی نفسہ مذموم
نہین خواہ کسی طرح کا ہو۔ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ
تفسیر فتح العزیز پارہ اول صفحہ ۴۸ مین فرماتے ہین۔ ودرینجا باید دانست کہ علم فی
نفسہ مذموم نیست ہر چند کہ باشد البتہ علم کے ضرر کا سبب کم استعدادی اور نا قابلیت ہی یہی شاہ
صاحب موصوف اسی تفسیر مین صفحہ ۴۱۸ پر فرماتے ہین۔ دوم آنکہ آن علم اگرچہ فی نفسہ ضررے
ندارد لیکن این کس بسبب قصور استعداد خود و فائق آن علم را نمی تواند دریافت وچون بہ حقائق
آن نرسید در جہل مرکب گرفتار شد یہ خوب ظاہر اور مسلم ہے کہ قصور استعداد اور نا قابلیت اور جہل
مرکب ہمارے حضرت کے لئے ناممکن تو حضرت کے لئے اس علم کا عالم ہونا نہ شان نبوت
کے خلاف نہ خلاف واقع جیسا کہ جانب مخالف کا مزعوم ہے تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۴۲۶
مین ہو المسئلۃ الخامسۃ فی ان العلم بالسحر غیر قبیح ولا محظور اتفق المحققون
علی ذلک لان العلم لذاتہ شریف وایضاً لعموم قولہ تعالیٰ هل یستوی الذین یعلمون
والذین لا یعلمون ولان السحر لو لم یکن یعلم لما امکن الفرق بینہ وبین المعجز والعلم بکون المعجز
معجزا واجب وما یتوقف الواجب علیہ فہو واجب فہذا یقتضی ان یکون تحصیل

العلم بالسحر واجبا وما یکون واجبا کیف یکون حراما وقبیحا حاصل یہ کہ علم سحر نہ قبیح ہی نہ ممنوع اسپر تمام محققین کا اتفاق ہی کیونکہ علم لذاتہٖ شریف ہی نیز آیہ ھل یستوی الذین الآیہ کا عموم بھی اس کی دلیل ہی نیز یہ بھی ہے کہ اگر سحر معلوم ہی نہ ہو تو سحر و معجزہ مین فرق کرنا بھی ممکن ہو اور معجزہ کے ہونیکا جاننا واجب ہی اور واجب کا موقوف علیہ بھی واجب ہوتا ہی تو یہ مقتضی ہے کہ علم سحر کی تحصیل بھی واجب ہو اور جو چیز واجب ہو وہ حرام و قبیح کس طرح ہوسکتی ہے جانب مخالف علم سحر کو اپنی رائے سے قبیح اور اسکا جاننا منافی ایمان بتاتے تھے ان کا مدعا ان عبارات نے باطل کر دیا اور ثابت ہو گیا کہ نفس علم خواہ سحر کا ہو یا اور کسی چیز کا ہرگز قبیح و ممنوع نہین ہے انسان کی اس مین کوئی خوبی نہین کہ علم تو نہو مگر اسپر تبرا بھیجے اور برا کہتے پھرین بلکہ خوبی یہ ہے کہ باوجود علم کے ناجائز امور سے بچین اس لئے کہ جس کو علم سحر حاصل ہی نہین اسکو اسپر عمل کرنے کی قدرت بھی نہین پھر اس کا عمل ناجائز سے بچنا کیا کمال ہے ہان کمال یہ ہی کہ عالم ہو عمل پر قدرت ہو پھر بچے تو معلوم ہو کہ باوجود قدرت ہونیکے اس کام کو نہ کیا۔ اللہ جل شانہ کی رضا چاہی۔ نابینا آدمی کا نامحرم کو نہ دیکھنا کوئی کمال نہین کہ وہ دیکھنے پر قادر ہی نہین البتہ بینا کا نامحرم کے دیکھنے سے باز رہنا کمال ہی شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ اسی تفسیر کے صہ۲۷ مین فرماتے ہین و نیز چون شخصے قواعد سحر را دانستہ از استعمال او در محل ناپسندیدہ احتراز نماید مستحق مزید ثواب گردد کہ باوجود قدرت از گناہ باز ماند۔ اب جانب مخالف کا انکار کرنا گویا نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی ایک فضیلت کا انکار ہے اسمین شک نہین انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس علم سے واقف ہین مگر احکام شرعی کی طرح اسکی تعلیم نہین فرماتے۔ پھر بھی شاہ صاحب رحمہ اللہ اسی تفسیر کے صہ۲۷۳ مین تحریر فرماتے ہین۔ علم سحر نیز از علوم الٰہیہ است بقائے آن علم در نوع انسان منظور نظر خداوندی بود و شان انبیاء نیست کہ این قسم علوم ضارہ را کہ بسبب آن علوم اعتقاد و تاثیرات مخلوقات و غفلت از تاثیر خالق جل جلالہ تبلیغ نمایند مانند علوم فلسفہ از ریاضیات و طبعیات کہ ضرر آنہا بیشتر از نفع آنہاست نیز انبیاء علیہم السلام بیان نمی کنند و از ان دیدہ و دانستہ سکوت میفرمایند۔ خلاصہ یہ ہی کہ علم سحر یعنی جادو بھی علوم الٰہیہ مین سے ہے اور نوع انسان میں اسکا باقی رکھنا اللہ جل شانہ کو منظور ہ

شاہ صاحب کی اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام ریاضیات و طبیعیات وغیرہ علوم فلسفہ کے بھی عالم ہین

ابنیار کی شان نہین کہ اس قسم کے علوم کی تبلیغ فرمائین اور لوگوں کو سکھائین۔ اس لئے کہ کم ظرف اور کم استعداد والون کے لئے یہ علوم ضارہ ہین کہ اُنکو انکی وجہ سے مخلوقات یعنی کواکب وغیرہا کی تاثیرات کا اعتقاد اور خالق جل شانہ کی تاثیر سے غفلت ہوگی۔ اس صورت میں مثل علوم فلسفہ ریاضی طبعیات کے اُن علوم کا ضرر ان کے نفع سے زیادہ ہوگا۔ اسی وجہ سے انبیار علیہم السلام دیدہ و دانستہ باوجود جاننے اور عالم ہونے کے ان علوم سے سکوت فرماتے ہین اور لوگون کو نہین سکھاتے ہین ''

قول۔ زید نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے استغراق علم کا دعوےٰ کیا جو صفت خاص جناب رب العالمین کی ہے کہ یہ توحید کے خلاف ہی۔

اقول۔ زید کے جو الفاظ آنحضرت سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہین اور جانب مخالف نے خود بھی نقل کئے ہین اُنسے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبلیغ الٰہی بدر الخلق یعنی ابتداء آفرینش سے لیکر جنت اور دوزخ میں داخل ہونیوالون کے داخل ہونے تک کا احوال بخوبی جانتے اور بالتفصیل پہچانتے ہین اور زید اس دعوے پر دلائل لاتا ہے جنکے جواب سے عاجز ہوکر جانب مخالف نے اپنے رسالے کے صـ ۲۱ میں اسپر زور دیا ہی کہ قرآن شریف سے استدلال کرنا مجتہد کا کام ہے تو گویا مدعا یہ ہے کہ کلام اللہ سے استدلال کرنا غیر مجتہد کے لئے جائز نہین اور یہ بالکل غلط اس واسطے کہ غیر مجتہد جو کلام اللہ کی تفسیر جانتا ہو وہ صریح آیتوں اور حدیثوں سے استدلال کرسکتا ہی اور کہین اس کی ممانعت نہین طحطاوی مین ہے واما فهم الاحكام من نحو الظاهر والنص والمفسر فليس مختصا به (ای بالمجتهد) بل يقدر عليه العلماء الاعم مسلم الثبوت میں ہو وایضا شاع وذاع احتجاجهم سلفا وخلفا بالعمومات من غير نكير رہا آپ کا فاسئلوا اهل الذكر کو نقل فرمانا وہ دیانت کے خلاف اس وجہ سے ہے کہ آپ نے اُس کا ایک جزو جو آپ کے مدعا کے خلاف تھا چھوڑ دیا اور وہ ان کنتم لا تعلمون ہی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوال نہ جاننے کی حالت میں ہوتا ہے مخبر صادق صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انما شفاء العی السوال آپ کا یہ مطلب نہین ہی

حاصل یہ کہ غیر مجتہد کو عام مضمون آیتون اور حدیثون سے استدلال جائز ہے۔

کہ صریح آیتون سے بھی استدلال نکرو۔ جیسا کہ آپ نے سمجھا اور حسب مضمونٗ دروغ گو را حافظہ نباشد، خود آپ ہی اس علت میں مبتلا ہو گئے جسے زید کے لئے ناروا بنا رہے تھے چنانچہ آیۂ شریفہ وما علمناہ الخ سے استدلال کیا اور بے سمجھے جیسا کہ ظاہر ہو چکا۔

آیۂ وعلمک مالم تکن تعلم سے مخالفین کے اعتراض کا جواب ۔

قولہ وعلمك مالم تكن تعلم کے معنے اس کے مدعا کے موافق تسلیم کر لئے جاوین تو لازم آتا ہے کہ دوسری آیت وعلم الانسان مالم یعلم سے تمام مرد و زن صغیر و کبیر برنا و پیر۔ عالم ہو یا جاہل شہرستانی ہو یا دہقانی۔ ہر ایک علوم غیر متناہیہ کے ساتھ موصوف ہو جائے اور ہر کس و ناکس کا علم جناب رسول اکرم سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کے مساوی و برابر ہو جائے۔

آیۂ وعلم الانسان مالم یعلم مین انسان سے حضرت صلعم مراد ہین ۔

اقول افسوس کہ آپ نے کچھ بھی غور نہ فرمایا اور یہ خیال نہ کیا کہ انسان علّم الانسان مین معرف باللام ہے اس سے فرد کامل شخص معین مراد ہے پس اس تقدیر پر حسب مقتضائے دیگر آیات قرآنیہ اس لفظ سے آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ہی مراد ہین تفسیر معالم التنزیل مین آیہ وعلم الانسان مالم یعلم کے تحت میں ایک قول یہ بھی لکھا ہے وقیل الانسان ھھنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم دبیانہ وعلمك مالم تكن تعلم یعنی کہا گیا ہے کہ یہاں انسان سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین اور اسکا بیان آیۂ شریفہ وعلمک مالم تکن تعلم ہے اور ایسے ہی آیۂ شریفہ خلق الانسان علمہ البیان مین بھی انسان سے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین چنانچہ امام بغوی نے تفسیر معالم التنزیل مین اس آیت کے تحت میں فرمایا ہے قال ابن کیسان خلق الانسان یعنی محمدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم علمہ البیان یعنے بیان ما کان وما یکون تفسیر حسینی مین ہے یا بوجود آورد محمد را و بیاموزانید وے را بیان آنچہ بود و ہست و باشد ثابت ہو گیا کہ آیۂ کریمہ وعلم الانسان مالم یعلم مین انسان سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین پس وہ اعتراض جو جانب مخالف نے کیا وارد نہین ہو سکتا اور نہ آیۂ شریفہ وعلمک مالم تکن تعلم سے معارضہ ہوتا ہے بلکہ یہ دونون آیتین ایک ہی مضمون کی ہین جیسا کہ اوپر تفسیر معالم التنزیل سے ظاہر ہوا۔

ایک نئے مہربان کا نیا شبہہ

شبہہ قرآن شریف مین سرور اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی نسبت وارد ہو ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون ہ یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمکو تمام وہ چیزین تعلیم فرماتے ہین جنکو تم نہین جانتے تھے۔ اس آیت میں بھی آیہ وعلمک مالم تکن تعلم کی طرح کلمہ ما عام ہے تو یہ ثابت ہوا کہ سب لوگ عالم الغیب ہین۔

جواب قطع نظر اس سے کہ آیت میں مخاطب کون ہی یہ آیت ہمارے مدعا کو ہرگز مخل نہیں نہ اس سے یہ ثابت ہو سکے کہ سب عالم الغیب ہین البتہ اگر یہ منظور کرلین کہ ہمارے سرکار عالم جمیع اشیا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام حاضرین کو جو کچھ وہ نہ جانتے تھے بتایا اور قیامت تک کا احوال بتایا تو بھی کوئی حرج نہین بلکہ یہ حدیث سے ثابت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر جو کچھ قیامت تک ہونیوالا تھا سب بتایا مگر جسکو یاد رہا یاد رہا جو بھول گیا بھول گیا۔ پھر بھی سب ایک سے نہین جس کو زیادہ یاد ہے وہ بڑا عالم ہے جو بھولگیا وہ تو بھول ہی چکا۔ یہ حدیث (مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن) کی فصل اول صفحہ ۴۶۱ مین بخاری اور مسلم سے مروی ہی عن حذیفۃ قال قام فینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیئا یکون فی مقامہ ذلک الی قیام الساعۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ انتہی بقدر الحاجۃ قولہ تعالیٰ وانزل اللہ علیک الکتاب ای القرآن والحکمۃ ای ما فی القرآن من الاحکام وعرفک الحلال والحرام وعلمک ما یوحی من الغیب وخفیات الامور مالم تکن تعلم ذلک الی وقت التعلیم اس تفسیر میں دو جگہ من ہے۔ پہلا بیان کے واسطے اور دوسرا تبعیضیہ ہی تو مطلب یہ ہوا کہ حق تعالے نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قرآن اور جو قرآن میں احکام نازل کئے ہین اور بعضے غیب اور امور مخفیہ جو ابھی تک آپکو معلوم نہ تھے تعلیم فرمائے۔

اقول۔ وباللہ التوفیق روح البیان کی اس عبارت کے نقل کرنے سے جانب مخالف کا یہ مدعا ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو ابتدائے آفرینش سے

لیکن جنت اور دوزخ مین داخل ہونے تک سب کا علم نہ تھا جسکا زید دعوے کرتا ہے اور یہ بات تفسیر روح البیان سے ثابت نہین بلکہ زید کا مدعا بخوبی ثابت ہی۔ جب جانب مخالف کو کوئی مفر نہ ملا تو انھون نے بقول شخصے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہے من کو پکڑ لیا اور اس بیچارہ کو تبعیضیہ بتا دیا۔ ذرا اس ذی ہوش سے کوئی یہ پوچھے کہ پہلے من کے بیانیہ ہونے پر کونسا قرینہ قایم تھا جو یہان نہین پھر وہان بیانیہ مانکر تبعیضیہ کہدینا بالکل دانائی ہی دانائی ہے۔ اگر جانب مخالف کو زیادہ جوش آجائے تو وہ پہلے من کو بھی تبعیضیہ بنا کر یہ کہنے لگے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ کا بھی علم نہ تھا (نعوذ باللہ) تو کون انکی قلم اور زبان کو پکڑ لیگا مگر اب ہم اس روح البیان کے من کا تبعیضیہ یا بیانیہ ہونا روح البیان ہی کے قرنیہ پر موقوف کرتے ہین کہ وہ دوسرے مقام پر کیا کہہ رہے ہین ملاحظہ ہو روح البیان جلد ۹ صفحہ ۴۴ دکذا صار علمہ محیطا بجمیع المعلومات الغیبیۃ الملکوتیۃ کما جاء فی حدیث اختصام الملائکۃ انہ قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردہ بین ثدیی فعلمت علم الاولین والاٰخرین وفی روایۃ علمت ما کان وما سیکون یعنی جناب رسالتمآب صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا علم تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہے جیسا کہ حدیث اختصام الملائکہ میں آیا ہے کہ آن حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب رب العزت نے اپنا کف دست فیض و رحمت میرے دونون شانون کے درمیان رکھا مین نے اُس فیض کی سردی اپنی چھاتیون کے درمیان میں پائی پس مجھے علم اولین و آخرین حاصل ہوگیا اور ایک روایت مین ہی کہ علم ما کان اور ما سیکون روشن اور ہویدا ہوگیا۔ اب خوب ظاہر ہوگیا کہ صاحب روح البیان سید انس و جان صلے اللہ تعالےٰ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم کو تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ کا عالم بتعلیم الٰہی جانتے ہین لہذا اُن کی عبارت مین ہرگز من تبعیضیہ نہین جو کوتاہی علم عالم ما کان و یکون صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر دلالت کریگا یہ آپکا فہم و اجتہاد نہین بلکہ وہم ہے جو آپنے ایسا سمجھ لیا آیۂ شریفہ کا مطلب یہ ہی کہ اے محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم اللہ جل شانہ نے آپ پر کتاب یعنی قرآن شریف اور حکمت یعنی جو احکام کہ قرآن شریف مین نازل فرمائے اور حلال و حرام

سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا علم تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ کو محیط ہے۔

کی معرفت کرادی اور ما یوحی کی کہ وہ غیب اور ایسے مخفی امور ہین جنکو آپ ابتک نہ جانتے تھے تعلیم فرمادی۔ اب فرمائیے کہ اس عبارت کو جانب مخالف کے مُدعا سے کیا مناسبت ہے اور اُس کے منشا کو اس سے کیا لگاؤ؟ یہ تو مثبتین علم نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی موید ہے نہ مخالف ذی ہوش کی جنکو ابھی تک یہ خبر نہین کہ اس عبارت میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے سوا انکار کا حرف تک نہین۔ اگر جانب مخالف کی عاجزی پر رحم کر کے ہم یہ فرض بھی کرلیں کہ من تبعیضیہ ہے تو بھی ہمارا مدعا ثابت ہوگا اور جانب مخالف کو بشرط حیاداری ندامت کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا اس لئے کہ من تبعیضیہ ہونے کی حالت میں اس عبارت سے موجبہ جزئیہ نکلیگا اور وہی ہمارا مطلوب[۱] ہے جیسا کہ ابتدائے رسالہ مین ظاہر ہوچکا کہ علم جناب باری کے سامنے جمیع مخلوقات کے علم کو وہ نسبت بھی نہین جو سمندر کے سامنے قطرے کو ہے۔ مخالف پر یہ لازم ہے کہ سالبہ[۲] کلیہ پیش کرے اس لئے کہ موجبہ جزئیہ کی نقیض سالبہ کلیہ ہوتا ہے نہ موجبہ جزئیہ اور اگر جانب مخالف نے یہ سمجھا کہ اہل سنت و جماعت آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے لئے جمیع اشیاء کا علم ثابت کرتے ہین کہ اس صورت میں اُنکا دعوے موجبہ کلیہ[۳] ہوا تو بھی موجبہ جزئیہ[۴] پیش کرنا اسکو کیا مفید اور خصم کو کیا مضر۔ موجبہ جزئیہ کا صدق موجبہ کلیہ کے صدق کا منافی نہین بعض الانسان ناطق کا صدق کل انسان ناطق کے کذب کو مستلزم نہین۔ بہرحال تہذیب پڑھنے والا بچہ بھی ایسی غلطی نہ کرتا جیسی جانب مخالف نے کی۔ جانب مخالف کو ہنوز یہ خبر نہین کہ ثبوت شے نفی ماعدا کو مستلزم نہین رد المحتار ص۵ میں ہے و فی شرح التحریر عن شمس الائمۃ الکردری ان تخصیص الشیٔ بالذکر لا یدل علی نفی الحکم عما عداہ

قولہ اور تفسیر کبیر میں اس آیت کو دو وجہوں کے لئے محتمل کیا ہے ایک یہ کہ مراد اس سے

[۱] کہ ہم بعض معلومات اللہ تعالے معلوم لنبینا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کہتے ہین ۱۲

[۲] لاشئی من معلومات اللہ تعالے بمعلوم لنبینا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ۱۲

[۳] یعنی کل شئی معلوم لنبینا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ۱۲

[۴] بعض الاشیا معلوم لنبینا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ۱۲

مخالفین کا عذر کہ آیت سے علوم دینیہ مراد ہیں اور اس کا جواب

دین کے امور ہین یعنی کتاب اور حکمت اور اُن کے اسرار وحقائق اور دوسرے یہ کہ وعلمك ما لم تكن تعلم سے اولین کے اخبار مُراد ہین اور منافقین کے مکر اور حیلوں پر اطلاع

اقول آپ کی یہ تقریر آپ کے مدعا کو ثابت نہین کرتی اسی تفسیر کبیر اور اسکے سوا اور کتب کثیرہ میں علما اور زرقانی شرح مواہب وغیرہ میں تصریح بتایا ہو کہ قرآن عظیم ذی وجوہ ہی اور ہر وجہ پر محتج بہ ہی یہ دو وجہین کہ قفال نے اپنے دل سے نکالین یہ بھی محتمل ہین اور اسی محال اطلاق میں داخل ہین جیسے ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الاٰخرة حسنة وقنا عذاب النار کی تین سو تفسیریں کی گیئں اور وہ سب اسی اطلاق لفظ حسنہ میں داخل ہین ایک دوسرے کی منافی نہ استغراق زیادت کی نافی مگر لطف تو یہ ہی کہ آپ کا اس عبارت سے استدلال بے مصادرہ علے المطلوب کے پورا نہ ہوگا۔ تعجب تو کیجیے گا کہ یہ کیونکر۔ ہان ہم سے سنیے یہ اس لئے کہ آپ لفظ علم امور دینیہ سے علم ماکان ومایکون کی نفی چاہتے ہین اور یہ جبھی صحیح ہوگی کہ ماکان ومایکون کا علم نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو نہ دیا گیا ہو کہ اگر حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو یہ علم دیا گیا تو یہ حضور کے فضائل جلیلہ سے ایک فضیلت ہوئی اور حضور کے معجزات جمیلہ سے ایک معجزہ اور حضور کے فضائل ومعجزات قطعاً اعظم امور دینیہ سے ہین اور انکا علم بیشک امور دینیہ کا علم ہے اور امور دینیہ کا علم تم خود تسلیم کرتے ہو تو ضرور حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو یہ علم بھی دیا گیا کہ حضور کو ماکان ومایکون کا علم ہو ہان اگر یہ ثابت ہو لے کہ معاذ اللہ حضور کو علم ماکان ومایکون نہین تو البتہ اُس کا علم امور دینیہ سے نہ ہو تاکہ اس عبارت سے استناد صحیح ہونے کے لئے آپ کو اپنے اصل دعوے سے استمداد کی حاجت ہوگی اور یہی مصادرہ علے المطلوب ہی اور فضول ولغو کہ دعوے اگر خارج سے ثابت ہی تو اس عبارت کی کیا حاجت اور ثابت نہیں تو یہ عبارت بھی محض بیکار واجنبی تعجب خیز امر تو یہ ہے کہ آپ خود تحریر فرماتے ہین کہ مراد اس سے دین کے امور ہین اور پھر جا بجا انکار کرتے جاتے ہین کہ حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کا علم نہ تھا آپ نے جسطرح علم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کم سمجھ لیا ہی اسی طرح دین کے امور کو بھی چھوٹا سا فرض کر لیا ہی ابھی آپ کو اتنی تمیز بھی نہین کہ معجزہ دین کے امور ہین سے ہی تو آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ

واصحابہ وسلم کو جمیع معلومات غیبیہ ملکوتیہ کا علم عطا فرمانا بطریق معجزہ کے دین ہی کے امور مین سے ہے چنانچہ اس سے قبل مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف جلد پنجم سے نقل ہو چکا انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من المبداء والمعاش والمعاد وتیسیر ایراد ذلک کلہ فی مجلس واحد من خوارق العادۃ امر عظیم اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس مین مبداء اور معاش اور معاد یعنی دُنیا و آخرت سب کی خبر دی اور یہ خوارق عادۃ میں سے ایک امر عظیم ہے بخاری شریف کی ایک حدیث جو مشکوٰۃ شریف صـ ۱۸۵ میں بروایت ابوہریرہ مروی ہے جسکا یہ مضمون ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ ایک مرتبہ سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے مجکو صدقہ فطر کی نگہبانی پر مامور فرمایا میں اُس طعام صدقہ کی نگہبانی کرتا تھا کہ ایک شخص آکر اُس کھانے مین سے لب بھر کر لیجانے لگا مین نے اُسکو پکڑ لیا تو اُس نے مجھ سے کہا کہ مین محتاج اور عیالدار سخت حاجتمند ہون مَین نے اُسکو چھوڑ دیا اور صبح کو خدمت اقدس نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مین حاضر ہوا حضور نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ رات تمھارے قیدی نے کیا کیا مَین نے عرض کیا کہ حضور اُس نے کثرت عیال اور شدت احتیاج کی شکایت کی مجھے رحم آیا مَین نے اُسکو چھوڑ دیا حضور سراپا نور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اُس نے تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئیگا ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ مین نے سمجھ لیا کہ بیشک پھر آئے گا اس لئے کہ حضور نے فرمادیا ہو قصہ مختصر اسی حدیث کے تحت مین علامہ علی قاری رحمہ اللہ مرقاۃ میں تحریر فرماتے ہین فیہ اخبار النبی بالغیب معجزۃ لہ۔ اب ثابت ہوا کہ علم بالغیب نبی کریم علیہ وعلی آلہ واصحابہ الصلوٰۃ والتسلیم کا معجزہ ہو اب جانب مخالف اپنے دل مین انصاف کرین کہ معجزہ امور دین مین سے ہے اور امور دین کا علم جانب مخالف کو بھی تسلیم ہے۔ رہا آپ کا یہ فقرہ یعنی کتاب و حکمت اور اُنکے اسرار و حقائق اس مین بھی تمام علوم آگئے اس لئے کہ جناب حق سبحانہ تعالےٰ کلام اللہ کی شان مین ارشاد فرماتا ہو ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء یعنی اے محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہم نے تمپر کتاب کو نازل فرمایا کہ جو ہر چیز کا بیان واضح ہے پس جبکہ آپکے

سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا دنیا و آخرت کے تمام احوال کی ایک مجلس میں خبر دینا۔

علم بالغیب حضرت کا معجزہ ہے۔

نزدیک بھی سید عالم اعلم المخلوقات صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو کتاب اور حکمت اور اُن کے اسرار و حقائق تعلیم فرمائے گئے تو احاطۂ علم نبوی سے کونسی شے باہر رہگئی نہ معلوم کہ آپنے تفسیر کبیر کی عبارت کیون نقل فرمائی۔

قولہ اور اس تفسیر کے ضمن مین اور دو فائدے حاصل ہوئے ایک علم کی غایت درجہ کی فضیلت دوسرے یہ کہ حق تعالٰے نے کسی مخلوق کو سوائے قدر قلیل علم کے نہین عطا فرمایا۔

اقول تسلیم کہ کسی مخلوق کو حق تعالٰے نے قدر قلیل علم کے سوا نہین عنایت فرمایا جیسا کہ آیۂ کریمہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا اسپر دال ہے اور سب کا علم جناب باری تعالٰے کے علم کے سامنے قلیل ہے جیسا کہ ابتدائے رسالۂ ہذا مین مذکور ہوچکا لیکن علم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اگرچہ بمقابلہ علم الٰہی کے قلیل ہی مگر بجائے خود ایسا وسیع ہو کہ کوئی شے اُس کے احاطہ سے خارج نہین۔ چنانچہ اسی تفسیر کبیر کی اُس عبارت مین جو آپ نے نقل کی ہے اسطرف اشارہ ہے دسمی جمیع الدنیا قلیلا حیث قال قل متاع الدنیا قلیل اس سے ظاہر کہ نعیم آخرۃ کے سامنے تمام دُنیا کی متاع بھی قلیل ہے اسی طرح جناب حق سبحانہ کے علم کے سامنے تمام مخلوقات کا علم قلیل ہے لیکن جسطرح کہ ہم اپنے نزدیک تمام دُنیا کو قلیل نہیں پاتے اسی طرح تمام مخلوقات کا علم بھی ہمارے نزدیک قلیل نہین اگر ہم اُس کو فی نفسہ قلیل جانین تو بڑی حماقت ہو۔ اس کی مثال یون سمجھیے کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر کو خوش ہوکر ہزار گاؤں عطا کئے تو بادشاہ کی سلطنت اور دولت کے سامنے تو کچھ نہین یہ سب گاؤن نہایت ہی قلیل ہین مگر مفلس تہیدست سے پوچھیے جس نے پیسون کے سوا کبھی روپیہ دیکھا ہی نہین وہ تو ہزار گاؤں کو متاع سلطنت سمجھے گا اور تعجب سے کہیگا کہ بادشاہ نے ہرگز وزیر کو ہزار گاؤں نہ دیئے ہونگے ورنہ وزیر بادشاہ سے کس بات مین کم رہا اب اسی ہرچند سمجھا ئیے کہ بادشاہ کے سامنے ہزار گاؤن کیا چیز ہین اور وزیر کو ہزار گاؤن ملنے سے بادشاہ کی ہمسری نہین آخر اُسی نے تو دیئے ہین وہی تو معطی ہے نہ خیال کرنا چاہئے کہ اگر اللہ تعالیٰ اجل شانہ نے رسول اکرم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو جمیع اشیا کے علوم تعلیم فرمائے تو باقی کیا رہگیا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ جل شانہ برابر ہوگئے معاذ اللہ جملہ اشیا

تمام مخلوقات کا علم باری تعالیٰ کے علم کے سامنے قلیل ہے۔

کے علوم اور تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیوب اللہ جل شانہ کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ
ہین علامہ شہاب الدین خفاجی حواشی بیضاوی میں طیبی سے ناقل ہین ان معلوماتِ
اللہ تعالیٰ لا نہایۃ لہا وغیب السمٰوات والارض وما یبدونہ وما یکتمون قطرۃ منہا
یعنی اللہ جل شانہ کے معلومات کی کوئی نہایت نہین اور آسمانون اور زمینون کے غیب اور
جو ظاہر کرتے اور چھپاتے ہین یہ سب تو علم الٰہی کا ایک قطرہ ہین ہمارے مخالفین یہ سمجھتے
ہین کہ اگر اتنا اللہ تعالےٰ نے کسی کو تعلیم فرما دیا تو وہ اللہ تعالےٰ کی برابر ہوگیا۔ برابر کیا
معنے یہ تو اس کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ ہے ابھی تک علم الٰہی کی وسعت بھی معلوم نہ تھی اب

جملہ اشیاء کے علوم آسمانون زمینون کے غیوب بحور علم الٰہی کا ایک قطرہ ہین ۔

ذرا آنکھین کھلین گی پھر ان عقلمندون سے پوچھو کہ اگر اللہ جل شانہ حضرت محمد مصطفےٰ
صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو تمام آسمانوں اور زمینون کے غیوب تعلیم فرماوے تو یہ اُسکے علم کا
ایک قطرہ ہو اُس کے علم کے سامنے قلیل ہو یا نہین لیکن بجائے خود ہرگز قلیل نہین تفسیر
مدارک التنزیل میں ہو ان حی بن اخطب قال فی کتابکم ومن یؤت الحکمۃ فقد
اوتی خیرا کثیرا ثم تقرؤن وما اوتیتم من العلم الا قلیلا فنزلت قل لو
کان البحر مدادا لکلمٰت ربی الاٰیۃ یعنی ان ذلک خیر کثیر ولکنہ قطرۃ من بحر
کلمات اللہ تعالیٰ الخ یعنی ابن اخطب نے کہا کہ تمہاری کتاب یعنی قرآن پاک مین ہو کہ
جسکو حکمت دی گئی خیر کثیر دی گئی پھر تم یہ بھی پڑھتے ہو کہ تمہین علم نہ دیا گیا مگر تھوڑا تو یہ
آیت نازل ہوئی قل لو کان البحر مدادا لکلمٰت ربی لنفد البحر الاٰیۃ خلاصہ یہ کہ یہ خیر کثیر
تو بیشک ہو لیکن اللہ جل شانہ کے کلمات کے سمندر کا ایک قطرہ ہو اب خوب ظاہر ہوگیا کہ یہ علم
بیشک کثیر اور اللہ جل شانہ نے خود کثیر فرما دیا لیکن اللہ جل شانہ کے علم کا ایک قطرہ ہو اور
اُس کے سامنے قلیل تفسیر روح البیان صـ ۳۰۵ میں ہو قال شیخنا العلامۃ

تمام مخلوقات کے علم کا بمقابلہ انبیاء اور جملہ انبیاء کے علم کا بمقابلہ سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور سب کے علم بمقابلہ علم باری تعالےٰ کے قلیل ہونا ۔

ابقاہ اللہ بالسلامۃ فی الرسالۃ الرحمانیۃ فی بیان الکلمۃ العرفانیۃ علوم الاولیاء من علوم
الانبیاء بمنزلۃ قطرۃ من سبعۃ ابحر وعلوم الانبیاء من علوم نبینا محمد صلے اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم بھذہ المنزلۃ وعلم نبینا من علم الحق سبحانہ بھذہ المنزلۃ انتہی
ہمارے شیخ علامہ نے رسالہ رحمانیہ مین فرمایا کہ اولیا کا علم انبیاء کے علم سے وہ نسبت

رکھتا ہی جو ایک قطرہ کو سات سمندروں سے ہوتی ہی اور انبیاء کا علم ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم کے علم سے یہی نسبت رکھتا ہی الغرض تمام مخلوقات کے علوم کا بمقابلہ باری تعالیٰ قلیل
ہونا مسلم اور فریق مخالف کو اس سے کچھ فائدہ نہیں اس لئے کہ وہ قلیل بھی کثیر ہو کر اس کے
مدعائے باطل کا خون کرنے میں دریغ نہیں کرتا پس اگرچہ علم سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
علم الٰہی کے سامنے قلیل ہے مگر قطع نظر اس تقابل کے وہ علم عظیم ہے اور تمام ما کان وما یکون
الی یوم القیمۃ کو حاوی - جانب مخالف نے تفسیر کبیر کے بعض الفاظ کا خلاصہ نہ لکھا جو ان کو
مفر تھا دیانت سے بعید ہی اب اس آیت کی تفسیریں نقل کرتا ہوں تاکہ خوب واضح ہو جائے
کہ معترض کسقدر خلاف صواب ہیں تفسیر بیضاوی من خفیات الامور ومن امور
الدین والشرائع تفسیر مدارک (وعلمک ما لم تکن تعلم) من امور الدین والشرائع
ومن خفیات الامور وضمائر القلوب تفسیر خازن (وعلمک ما لم تکن تعلم)
یعنی من احکام الشرائع وامور الدین وقیل علمک من علم الغیب ما لم تکن
تعلم وقیل معناہ وعلمک من خفیات الامور واطلعک علی ضمائر القلوب و
علمک من احوال المنافقین وکیدھم ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک
عظیما یعنی ولم یزل فضل اللہ علیک یا محمد عظیما ان عبارات کا خلاصہ یہ ہی کہ
سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جناب حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے فیض عظیم سے احکام
شرع اور امور دین اور علوم غیب اور خفیات امور اور ضمائر قلوب وغیرہا جنکو ابتک حضرت محمد مصطفیٰ
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نہیں جانتے تھے تعلیم فرمائے اور یہ اسکا فضل
ہے اور ہمارے پیارے محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اس کا فضل ہمیشہ رہے گا۔

تفسیر حسینی میں ہی وعلمک ما لم تکن تعلم آنچہ نبودی کہ بخود بدانی از خفیات امور و مکنونات
ضمائر وجمہور گفتہ اند کہ آن علم است بربوبیت حق سبحانہ وجلال او و شناختن عبودیت نفس و قدر
حال او و در بحر الحقائق میفرماید کہ آن علم ما کان وما یکون است کہ حق سبحانہ تعالیٰ در شب اسری
بدان حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمودہ چنانچہ در احادیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش
قطرہ در حلق من ریختند فعلمت ما کان وما یکون پس دانستم آنچہ بود و آنچہ خواہد بود حاصل یہ کہ خفیات اور ا

اگرچہ حضور کا علم بمقابلہ علم باری تعالیٰ کے قلیل ہو مگر پھر بھی تمام ما کان وما یکون الی یوم القیمۃ کو حاوی ہے۔

تفسیر آیہ وعلمک ما لم تکن تعلم سے حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ما کان وما یکون کا ثبوت۔

مکنونات ضمائر جو تم نہ جانتے تھے ہمنے تعلیم فرمائے اور جمہور مفسرین نے کہا ہی کہ وہ ربوبیت
وجلال حق کا جاننا اور اپنے نفس کی عبودیت اور اس کی قدر حال کا پہچاننا ہے اور
بحر الحقائق مین فرماتے ہین کہ وہ علم ماکان اور مایکون کا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے شب
معراج مین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو عطا فرمایا۔ چنانچہ احادیث
معراجیہ میں آیا ہے کہ عرش کے نیچے ایک قطرہ میرے حلق میں ٹپکایا گیا کہ اس کے وفور
فیضان سے ماکان اور مایکون یعنی گذشتہ اور آئندہ کے سب امور کا عالم ہو گیا۔ اس کے
بعد جانب مخالف نے کریمہ وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس و

آیہ ویکون الرسول علیکم شہیدا پر جانب مخالف کا اعتراض اور اس کا جواب ۔

یکون الرسول علیکم شہیدا کہ جس سے اُمت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جناب
سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قیامت میں دوسری اُمتوں پر گواہ ہونا ثابت ہی اور مفسرین
نے وسعت علم نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے تحت مین بیان کی ہے اسکی نسبت یہ لکھا ہی
قولہ اگر اس آیہ کریمہ کا وہی مطلب ہی جو زید کا اجتہاد ہی تو لازم آتا ہی کہ زید جس نے آیت
کے ترجمہ میں ایک زمانہ خامہ فرسائی کی مگر نصیب نے یاوری نہ کی علام الغیوب ہو جائے **قول**
جانب مخالف کا یہ منشا ہی کہ اگر شہید کا لفظ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی وسعت
علمی پر دال ہو تو یہی لفظ لتکونوا شہداء میں تمام امتیان مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلی
آلہ واصحابہ وسلم کے لئے استعمال کیا گیا ہی۔ وہاں بھی اگر تمام اُمتیون کے وسعت علم پر دال ہی تو

آیہ ویکون الرسول علیکم شہیدا کی بحث ۔

لازم آئیگا کہ سب عالم ماکان ومایکون ہون۔ جانب مخالف کی اس شبہہ کا **جواب یہ ہی** کہ یہ
جانب مخالف کا قیاس ہی اور قیاس اس زمانے والون کا خود جانب مخالف کی نزدیک ناقابل
اعتبار۔ نہ آیت کا یہ مطلب نہ مفسر کا قول سب سے پہلے تفسیر قرآن ہاتھ میں لیجیے اور اُس سے دریافت
کر لیجیے کہ اس آیہ مین وسعت علم نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر دلالت ہی یا نہین ملاحظہ ہو تفسیر معالم
التنزیل کہ اُسمین محی السنہ امام بغوی رحمۃ اللہ نے اس آیت کے تحت مین یہ حدیث ابو سعید خدری
رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہی قال قام فینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوماً
بعد العصر فما ترک شیئاً الی یوم القیمۃ الا ذکرہ فی مقامہ ذلک حتی اذا کانت الشمس
علی رؤس النخل واطراف الحیطان قال اما انہ لم یبق من الدنیا فیما مضی منہا

الا کما بقے من یومکم ھذا الحدیث خلاصہ یہ ہی کہ ابو سعید رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ حضرت نے ایکبار روز عصر کے بعد ہم مین کھڑے ہو کر قیامت تک ہونیوالی چیزین سب ہی بیان کر دین اور کوئی چیز چھوڑ ندی یہانتک کہ جب دہوپ کھجورون کی چوٹیون اور دیوارون کے کنارون پر پہنچی تو فرمایا کہ دُنیا کے احوال مین سے صرف اسقدر باقی رہگیا جتنا دن باقی رہگیا ہی امام بغوی رحمہ اللہ کا اس حدیث شریف کو اس آیۂ شریفہ کے تحت میں لانا صاف بتا رہا ہے کہ آیۂ شریفہ میں نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی وسعت علمی مذکور ہے جب تفسیر سے یہ ثابت ہوا کہ یہ آیت علم نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم پر دال ہے تو ایک ایسے شخص کے قیاس پر کیا توجہ کیجائے جو آیت کی تفسیر سے غافل ہی۔ غرضکہ جب ہمارا مدعا آیت سے اور تفسیر و حدیث سے ثابت پھر کسی منکر کا اعتراض قابل سماعت نہین لیکن پھر بھی ہم اُسکی طرف توجہ کرتے ہین جاننا چاہئے کہ صحت شہادت کے لئے شاہد کو مشہود علیہ پر علم یقینی ہونا چاہئے اور یہ بواسطہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اُمّت کو حاصل اور اُس جناب کی بدولت انکا یقین کامل۔ یہی جواب جو جانب مخالف پر پیش کیا گیا انشاء اللہ العزیز روز شہادت اُن اُمتون پر پیش کیا جاویگا جو تبلیغ انبیا کا انکار کرینگی چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے تفسیر عزیزی مین تحریر فرمایا ہی۔ ولہذا

چون امم دیگر در مقام رد شہادت ایشان خواہند گفت کہ شما از چہ رو شہادت میدہید حال آنکہ در وقت ما نبودید و حاضر واقعہ نشدید ایشان جواب خواہند گفت کہ ما را خبر خدا بوساطت پیغمبر خود رسید و نزد ما در افادۂ یقین بہتر از دیدن و حاضر شدن گردید و در شہادت علم یقینی بمشہود علیہ می باید بہر طریق کہ حاصل شود

تعجب ہی کہ جناب مخالف نے آنحضرت سراپا رحمت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کو جملۂ امت محمدیہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی برابر سمجھ لیا اور کچھ فرق نہ کیا شہادت کا لفظ جب اُمّت کی طرف منسوب دیکھا اور پھر اسی کو صاحب اُمّت کی صفت پایا فوراً مرتبہ برابر سمجھ لیا اور یہ کچھ خیال نہ کیا کہ اُمّت کا علم تعلیم نبی کریم سے ہے اور نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا علم تعلیم الٰہی سے پھر منصب رسالت کے لائق کہ جس سے تمام عالم کا نظام متعلق اور یہ رتبہ عبدیت کے موافق جو فقط اپنی اصلاح کے لئے ہے اس شہادت پر پھر نبی کریم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی شہادت ضروری جیسا کہ ارشاد ہوا۔ ویکون الرسول علیکم شہیدا یہ شہادت

خود ہی کافی جو اور کسی دوسری شہادت کی محتاج نہین۔ ان سب سے قطع نظر کیجیے اور یہ غور فرمائیے
کہ ایک ہی لفظ کے معنی ہر شخص کی نسبت سے ایک ہی ہونے ضرور نہین بلکہ کبھی ایک لفظ کے معنے
ایک شخص کی نسبت سے کچھ ہوتے ہین اور دوسرے کی نسبت سے کچھ اور چنانچہ صلوٰۃ اور ہدایت
وغیرہا الفاظ مختلف ہو تو پر مختلف معانی ہین مستعمل ہوتے ہین اور اُنکی بھی کوئی تخصیص نہین بلکہ
تمام الفاظ مختلف مواقع پر مختلف معانی ہین مستعمل ہوتے ہین۔ کریمہ و مکر اللّٰہ مین ایک
ہی لفظ مکر ہے جو ایک جگہ کفار کے لئے اور دوسری جگہ حق تعالےٰ کے لئے استعمال کیا گیا
ہے اور ایک جگہ معنی کچھ ہین اور دوسری جگہ کچھ اور حضرت یونس علیہ السلام اور حضرت آدم
علیہ السلام کی نسبت کلام اللّٰہ مین لفظ ظلم وارد ہے فرمایا لا الٰہ الا انت سبحانک انی
کنت من الظالمین وقولہ تعالیٰ ربنا ظلمنا انفسنا ان دونون مقامون مین ظلم
بمعنی ترک اولیٰ ہو شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اپنی تفسیر مین فرماتی ہین۔ مذاق جمہور اہل تفسیر
آنست کہ ظلمی کہ این ہر دو بزرگ بخود نسبت فرمودہ اند ظلم حقیقی نبود بلکہ ترک اولیٰ۔ دوسری آیت
لاینال عہدی الظالمین مین ظلم کے معنی حقیقی جو فسق ہین مُراد ہین چنانچہ یہی شاہ صاحب
رحمہ اللّٰہ اسی تفسیر مین آیہ لاینال عہدی الظالمین کی نسبت فرماتی ہین در آیت مراد ظلم حقیقی
است کہ فسق است غرضکہ ایک جگہ ایک لفظ سے کچھ مراد ہوتی ہی اور دوسری جگہ کچھہ اور
اسی لفظ شہادت کو نہ دیکھہ لیجئے کہ یہان اُمّت کے لئے بمعنی گواہی مستعمل ہوا اور واللّٰہ
علی کل شیٔ شہید بمعنی علیم کے ہے۔ اگر جانب مخالف کے قاعدہ کے بموجب لفظ شہید بمعنی علیم
ہو ہی نہ سکے تو اس آیت سے اللّٰہ جل شانہ کا علیم ہونا بھی ثابت نہ ہوسکیگا معاذ اللّٰہ لعلیم
پس جانب مخالف کو یہ خیال کر لینا تھا کہ جائز ہے کہ اُمّت کی نسبت جو لفظ شہادت مستعمل ہو
وہ اور معنی مین ہوا اور سرور اکرم کی نسبت جو مستعمل ہو وہ علم کے معنی مین ہو جیسا کہ مفسرین نے
فرمایا ہی حضرت مولانا مولوی شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی جنکو جانب مخالف معتبر
اور بزرگ سمجھتے ہین اسی آیت کی تفسیر مین فرماتے ہین بلکہ میتوان گفت کہ شہادت در ینجا بمعنی
گواہی نیست بلکہ بمعنی اطلاع و نگہبانی است تا از جادۂ حق بیرون نرود چنانچہ واللّٰہ علی کل شیٔ
شہید و در مقولہ حضرت عیسیٰ کہ کنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب

علیهم وانت علی کل شیء شهید و چون این نگهبانی و اطلاع طریق تحمل شهادت است وتحمل
شهادت برائ اداۓ شهادت میباشد و در احادیث این شهادت را بگواہی روز قیامت
تفسیر فرموده اند بیانا لحاصل المعنے لا تفسیر اللفظ پس اب بخوبی ظاہر ہو گیا کہ لفظ
شہادت جو اُمت مرحومہ کے لئے استعمال فرمایا گیا ہے گواہی کے معنی مین ہے جیسا کہ اوپر تفسیر سے
نقل کیا گیا ہے اور اس موقع پر کہ جناب سالتمآب صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی نسبت ارشاد
ہوا ہے اطلاع اور نگہبانی کے معنی مین ہے چنانچہ واللہ علی کل شیٔ شہید اور کنت علیہم شہیدا
مین کلام اللہ مین بھی اسی معنی مین استعمال ہوا ہے چونکہ نگہبانی اور اطلاع طریق تحمل شہادت
کو روز قیامت کی گواہی سے تعبیر فرمایا اور یہ حاصل معنی کا بیان ہے اور نہ الفاظ کی تفسیر بس
زید کا مدعا بخوبی ثابت ہو گیا اور جانب مخالف کو کوئی محل اعتراض نہ رہا ۔

ثانیا ۔ جانب مخالف کو یہ بھی معلوم نہین کہ مفسرین نے آیۂ شریفہ وکذلک
جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم
شہیدا سے کیا مراد لی ہے اس لئے کہ اُن کا یہ خیال ہے کہ شہید دونون جگہ
ایک ہی معنی مین ہے اور جہان اُمت کے لئے ارشاد ہوا ہے اُس سے تمام اُمت مراد ہے
پس اگر ہم اس موقع پر جانب مخالف کے فرمانے کے بموجب فرض بھی کر لین کہ لفظ شہید
دونوں ایک ہی معنی کے لئے ہے تو بھی اُن کا مقصود ثابت نہ ہو سکیگا اس لئے کہ تمام
اُمت اول سے آخر تک سب کا گواہ ہونا مراد نہین ہے جو جانب مخالف یہ اعتراض کر سکے
کہ سب کے لئے علم غیب کا ثبوت لازم آئے گا بلکہ یہان اُمّت سے مہاجرین اولین
اور انصار سابقین یا علماء مجتہدین مُراد ہین کہ جن کا اجماع خطا پر ممکن نہین وہ حضور رب
العالمین مین شہادت کے لئے منظور فرمائے گئے ہین اللّٰھم ارزقنا اتباعھم واحشرنا
معھم چنانچہ شاہ صاحب موصوف اسی تفسیر میں فرماتے ہین ۔ و در اینجا تفسیرے
است بغایت دلچسپ کہ از بعضے قدماۓ مفسرین منقول شده و از اکثر اشکالات مذکوره
نجات میدہد حاصلش آنکہ در وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا
مخاطب کسانے اند کہ نماز بسوۓ قبلتین گذارده اند یعنی مہاجرین اولین و انصار سابقین کہ در جہ

اجماع امت خطا پر ممکن نہین -

جیسا کہ پیغمبر معصوم ہوتا ہے ویسا ہی اجماع امت کا حکم واجب القبول ہے -

لیکن اگر در اینجا تمام امت را از اول تا آخر اعتبار کنیم فائدہ تکلیف برہم میگردد۔ زیرا کہ بعد از انقضاے
تمام امت ہیچکس باقی نخواہد ماند کہ قول ایشان بر دیگرے حجت تواند شد پس معلوم شد کہ مراد
اہل ہر زمانہ اند و چون اہل ہر زمانہ مخلوط می باشند عالم و جاہل و صالح و فاسق ہمہ و رآنہا
موجود می شوند بقرائن عقلیہ معلوم شد کہ اعتبار بہ گفتہ علمائے مجتہدان متدین است نہ غیر ایشان
بہر حال اجماع ایشان بر خطا ممکن نیست و الا این امت خیار و عادول نباشد و درمیان ایشان
دائم دیگر فرقے نماند و این شرفے است عظیم کہ این امت را بہ تبعیت اجماعیہ حکم پیغمبر دادہ اند چنانچہ حکم
پیغمبر معصوم از خطا واجب القبول است ہمچنان حکم این امت باجماع معصوم از خطا واجب القبول
اس عبارت سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ تمام امت اول سے آخر تک مراد نہین بلکہ کبرائے امت مراد
ہین پس ہمکو تسلیم کہ کبرائے امت کو بھی امور غیب پر اطلاع فرمائی جاتی ہے اور یہی عقیدہ اہل
سنت کا ہے البتہ معتزلی انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ سوائے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے
کسی ولی کو علم حاصل نہین زرقانی شرح مواہب لدنیہ جلد ۷ صفحہ ۲۲۹ میں ہے قال فی لطائف المنن
اطلاع العبد علی غیب من غیوب اللہ تعالی بنور منہ بدلیل خبر اتقوا فراسۃ المومن
فانہ ینظر بنور اللہ لا یستغرب۔ وہو معنی کنت بصرہ الذی یبصر بہ فمن کان الحق
بصرہ فاطلاع علی غیب اللہ لا یستغرب واقعی امر یہ ہے کہ حسب مضمون حدیث شریف
پروردگار جس کی بینائی ہو اس کا غیب پر مطلع ہونا کیا بعید ہے شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ
زبدۃ الاسرار مین حضرت محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی رح کا ارشاد نقل فرماتے ہین قال
رضی اللہ عنہ۔ یا ابطال یا اطفال تعلموا وخذوا عن البحر الذی لا ساحل لہ
وعزۃ ربی ان السعداء والاشقیاء یعرضون علی وان بوبوۃ عینی فی اللوح المحفوظ
انا غائص فی بحار علم اللہ اب بمنہ تعالی وکرمہ اس عبارت سے ثابت ہوگیا کہ سعدا اور
اشقیا اولیا پر پیش کئے جاتے ہین اور ان کی آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں رہتی ہے اور وہ
اللہ تعالی کے علم کے دریا میں غوطہ زن رہتے ہین مولانا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس
مین حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ سے نقل فرماتے ہین۔

حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والرضوان گفتہ اند کہ زمین در نظر این طائفہ چون سفرہ ایست

[illegible]

وما میگوئیم چون روئے ناخنے است ہیچ چیز از نظر ایشان غائب نیست یعنی حضرت عزیزان رحمہ اللہ تعالےٰ یہ فرماتے ہین کہ زمین اولیاء کے گروہ کے سامنے ایک دسترخوان کی شکل ہے اور حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند فرماتے ہین کہ ہم کہتے ہین کہ روئے ناخن کی شکل ہے اور کوئی چیز انکی نظر سے غائب نہین امام انام حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فقہ اکبر مین اور شیخ جلال الدین سیوطی نے جامع صغیر کبیر مین حارث بن مالک اور حارثہ بن نعمان انصاری سے اور طبری اور ابو نعیلو نے حارث ابن مالک انصاری سے روایت کی ہے۔ قال مررت بالنبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال کیف اصبحت یا حارث قال اصبحت مومنا حقا فقال انظر ما تقول فان لکل شئ حقیقۃ فما حقیقۃ ایمانک قلت قد عرفت نفسی عن الدنیا واسہرت لذلک لیلی واظمأت نہاری وکانی انظر الی عرش ربی بارزا وکانی انظر الی اھل الجنۃ یتزاورون فیہا وکانی انظر الی اھل النار یتضاغون وفی روایۃ یتعاوون فیہا فقال یا حارث عرفت فالزم قالہا ثلثا وفی روایۃ ابن عساکر قال علیہ السلام امرأ نور اللہ قلبہ عرفت فالزم اور اسی قصہ کو مولانا **جلال الدین** رومی رحمۃ اللہ نے **مثنوی معنوی** مین نظم فرمایا ہے جو بطریق اختصار اس مختصر مین نقل کیا جاتا ہے۔ **وھو ھذا**۔

اولیاء کے سامنے زمین ایسی ہے جیسے ناخن۔

امام صاحب کی روایت کہ حضرت نے فرمایا کہ مین عرش الٰہی کو صاف دیکھتا ہون اور جنتی اور دوزخی میری نظر کے سامنے ہین۔

گفت پیغمبر صباحے زید را	کیف اصبحت اے رفیق باصفا
گفت عبداً مومنا باز وش گفت	کو نشان از باغ ایمان گر شگفت
گفت تشنہ بودہ ام من روزہا	شب نخفتم من ز عشق و سوزہا
تا ز روز و شب جدا گشتم چنان	کہ ز اسپر بگذرد نوک سنان
کہ ازان سو جملہ ملت یکیست	صد ہزاران سال و یکساعت یکیست
ہست ازل را و ابد را اتحاد	عقل را رہ نیست الا افتقاد
ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من	ہست پیدا ہمچو بت پیش شمن
یک بیک وا می شناسم خلق را	ہمچو گندم من ز جو در آسیا
کہ بہشتی کہ و بیگانہ کیست	پیش من پیدا چو مور و ماہی است
من بگویم یا فرو بندم نفس	لب گزیدش مصطفیٰ یعنی کہ بس

اب ثابت ہوا کہ اطلاع غیب سوائے انبیاء کے اکابر اُمت کو بھی عنایت الٰہی سے میسر ہوتی ہے چنانچہ جب سید کائنات سرور موجودات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے زید تمنے کس حال مین صبح کی۔ عرض کیا کہ اس حال مین کہ عبد مومن تھا فرمایا حقیقۃ ایمان کا کیا نشان رکھتے ہو عرض کیا کہ مین نے اپنے نفس کو دُنیا سے پھیر لیا راتوں عشق مین جاگا دنوں بھوکا پیاسا رہا اب گویا کہ مین اپنے رب کے عرش کو ظاہر دیکھتا ہون اور اہل جنت اور اہل دوزخ کو پہچانتا ہون اور یہی مولانائے رومیؒ اپنی مثنوی مین فرماتے ہین ؎

لوحِ محفوظ است پیشِ اولیاء   از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

اور امام شعرانی کبریت احمر مین فرماتے ہین۔ واما شیخنا السید علی الخواص رضی اللہ تعالےٰ عنہ فسمعتہ یقول لا یکمل الرجل عندنا حتے یعلم حرکات مریدہ فی انتقالہ فی الاصلاب وھو نطفۃ من یوم الست بربکم الی استقرارہ فی الجنۃ او فی النار یعنی ہمارے شیخ سید علی خواص رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک تو آدمی جب تک کامل نہین ہوتا جبتک اُسکو اپنے مرید کی حرکتین اس کے آبا کی پیٹھ مین نہ معلوم ہون یعنی جبتک یہ نہ معلوم نہ کرے کہ یوم الست سے کس کس کی پیٹھ مین ٹھہرا اور اُس نے کس کس وقت حرکت کی یہانتک کہ اُس کے جنت یا دوزخ مین قرار پکڑنے تک کے حالات جانے قصیدہ غوثیہ مین حضرت پیران پیر دستگیر حضرت محبوب سبحانی سیدنا الشیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہین۔ ؎

نظرت الی بلاد اللہ جمعا   کخردلۃ علی حکم اتصال

جب اللہ کے اولیا کو تمام بلاد اللہ مثل رائی کے دانے کے معلوم ہون تو اگر جانب مخالف کا قول تھوڑی دیر کے لئے تسلیم بھی کر لیا جائے اور لفظ شہادت کے دونون جگہ ایک ہی معنی مین لیا جائے تو بھی کچھہ مضائقہ نہین اس لئے کہ جب کبرائے اُمت گواہ ٹھہرے اور انکو یہ اطلاع غیب بعطائے عالم حقیقی میسر تو اگر شہادت کا لفظ ان حضرات کے لئے بھی مثبت علم ہوگا تو بیشک حق اور بجا ہی۔ اب جانب مخالف کو ذرا چون وچرا کا موقع نہین بتسلیم کرین یا خاموش رہین اس کے بعد جانب مخالف نے کریمہ وما ھو علی الغیب بضنین کی طرف توجہ

اولیا کا علم جو اپنے مریدون کے اصلاب آبا مین منتقل ہونیکو بالاحظہ فرماتے ہین۔

آیا وما ہو علی الغیب بضنین کی بحث۔

؎ یعنی یہ قول کہ اگر لفظ شہادت سرور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم کو ثابت کرتا ہو تو اُمت کے علم کو بھی ثابت کریگا۔ ۱۲۔

فرمائی ہے اور اسمیں اختلاف قرات اور اختلاف مرجع ضمیر ہو کو محض بے فائدہ نقل کیا ہی یہ ہم کو قطعاً
مضر نہین۔ نہ اس سے انکا مدعا ثابت نہ ہمارے مدعا کو نقصان بلکہ وہ ہمارے موئد ہے اس
لئے کہ اگر جانب مخالف کی مرضی کے موافق ظنین ظا سے مان لین تو جانب مخالف کے نزدیک
آیت کے یہ معنی ہونگے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم غیب کی بات بتانے پر
متہم نہین کہ بغیر علم کہدیں کہ مجھکو یہ علم ہے۔ یہ تہمت کسی کی آپ پر نہین لگ سکتی پس جانب
مخالف کی اس تقریر سے یہ ہرگز نہین ثابت ہو سکتا کہ آنحضرت کو امور غیب کا علم اللہ نے
مرحمت نہ فرمایا تھا۔ بلکہ اس سے یہی ظاہر ہے کہ آپ کو علم تھا اور اسی وجہ سے آپ پر بغیر علم
کہدینے کی تہمت نہین لگ سکتی اور اگر جانب مخالف کی رائے کے موافق ہو کا مرجع قرآن
ہو تو بھی کچھہ مضر نہین بلکہ ہمارا ہی مدعا ثابت ہی اس لئے کہ کلام اللہ میں جمیع اشیاء کا علم ہی
چنانچہ ارشاد فرمایا ونزلنا علیك الکتاب تبیانا لکل شیٔ یعنی اے محمد صلی اللہ تعالے
علیہ وسلم ہم نے تمپر کتاب نازل فرمائی جو ہر چیز کا بیان واضح ہے در یہ مسلم کہ حضرت اس کے
عالم تو بیشک جمیع اشیاء کے عالم ہوئے نہ معلوم کہ اس آیۃ کے متعلق جانب مخالف نے کیون
بحث کی جبکہ وہ اس سے اپنے مدعا کے موافق ایک حرف نہ ثابت کر سکے البتہ اپنے خلاف
مدعا کو تائید کی ہم انکی اس عنایت کے ممنون ہین۔ ایسے ہی جانب مخالف نے آیۃ شریف
وما کان اللہ لیطلعکم علے الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء کے
متعلق بھی وہ بیفائدہ تقریر کی ہے جس سے انکے مدعا کو کچھ ربط نہین بلکہ خلاف
مدعا ثابت ہوتا ہے۔ کسی مفسر کا یہ کہدینا کہ فیوحی الیہ ویخبرہ ببعض المغیبات
نقص علم آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم پر ہرگز دال نہین اس لئے کہ جائز ہے کہ ایام نزول
وحی بین وقتاً فوقتاً بعض بعض مغیبات پر مطلع فرمایا جاتا ہو اور جب تمام کلام اللہ نازل
ہو چکا تو تمام اشیاء پر اطلاع ہو گئی ہو چنانچہ تبیانا لکل شیٔ تمام کلام اللہ کی
صفت ہی نہ بعض کی پس جائز ہے کہ ایام نزول قرآن شریف میں بعض بعض مغیبات کا حکم
کلام اللہ اترتا تھا علم ہوتا ہو۔ اس سے یہ لازم نہین کہ تمام کلام اللہ کے نزول کے بعد بھی آنحضرت
صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کا علم نہ ہوا ایک۔ دوسرے یہ کہ تفسیر میں نفی کا کونسا لفظ

وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب کی بحث

یا جانب مخالف ثبوت شے کو نفی ما عدا جانتے ہین اہل علم کے نزدیک کسی طرح اس عبارت سے حضور کے عدم علم یا نقص علم پر استدلال ممکن نہین مگر جانب مخالف تو بحکم الغریق یتشبث بالحشیش تنکے کا سہارا ڈھونڈھتے ہین اور عبارات اثبات کو نفی کی برہان سمجھتے ہین ؎

کچھ ایسی سمائی ہے آنکھون مین اُن کی   جدہر دیکھتے ہین نفی ہی نفی ہے ع

آنچہ پیدا می شود از دور پندار و نفی است علاوہ برین جمیع اشیاء بے شبہہ غیوب کا بعض ہین توجکو حق تعالے جمیع اشیاء کا علم مرحمت فرمائے کہہ سکتے ہین کہ اُس کو بعض غیوب کا علم ہے سلیقہ بھی تو درکار ہے تاکہ یہ سمجھ مین آ سکے کہ بعض غیوب جمیع اشیاء کے منافی نہین ؎

ہنوز طفلی و از نوش و نیش بیخبری   ز علم غیر چہ از جہل خویش بے خبری

ہنوز جناب کو یہ خبر نہین کہ بعض غیوب جمیع اشیاء سے وسیع ہو سکتے ہین کیونکہ جمیع اشیاء متناہی اور غیوب غیر متناہی اور نیز ہم خوب اچھی طرح ثابت کر آئے ہین کہ مفسرین کا نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی نسبت بعض غیب یا اُس کی مثل اور کوئی لفظ لکھنا اس عظمت کے منافی نہین اس لئے کہ وہ بہ نسبت علم الٰہی کے لکھتے ہین اور بیشک تمام آسمانون اور زمینوں کے غیوب جناب باری عز اسمہ کے علم کا ایک قطرہ ہین اور تمام مخلوق کا علم اُس کے مقابلہ مین قلیل چنانچہ ارشاد ہوا وما اوتیتم من العلم الا قلیلا چونکہ ابتدا رسالہ ہذا میں اس مطلب پر کافی بحث کر چکا ہوں۔ اس لئے یہاں چھوڑتا ہون یہی صاحب روح البیان جن سے آپ نے بعض کا لفظ نقل کر کے اپنے مدعا کو جو اس سے کوسون دور ہے ثابت کرنا چاہا ہے اسی تفسیر روح البیان کی جلد سادس صفحہ ۳۴ میں فرماتے ہین وکذا صار علمہ محیطا بجمیع المعلومات الغیبیۃ الملکوتیۃ کما جاء فی حدیث اختصام الملائکۃ اس عبارت سے مصرح ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم جمیع معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہے پھر کیا انہی صاحب روح البیان نے اس علم سے انکار کیا ہے۔ نہین نہین۔ ہرگز نہین۔ آپ سے اُس عبارت کے سمجھنے مین خطا ہوئی۔ اب یہ بھی ملحوظ رہے کہ اسی آیۃ ماکان اللہ کے شان نزول میں محی السنۃ امام بغوی نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر میری اُمت کی صورتین پیش کی گیئن جیسے کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں۔ اور

صاحب روح البیان نے تصریح کر دی کہ حضور کا علم جمیع علوم غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہے

مجھے معلوم ہوگیا کہ کون مجھپر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا جب یہ خبر منافقین کو پہنچی تو وہ تمسخر سے کہنے لگے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو گمان ہے کہ وہ جانتے ہین کہ کون اُنپر ایمان لائیگا اور کون کفر کریگا اُن لوگوں مین سے جو ابھی نہین پیدا ہوئے اور آیندہ پیدا کئے جائینگے یہ تو بڑی بات ہے ہم تو اب موجود ہین وہ بتائین کہ ہم مین سے کون مومن اور کون کافر ہے یہ خبر سُنکر آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف لیگئے اور اللہ کی حمد و ثنا کرکے فرمانے لگے کہ اُن قوموں کا کیا حال ہے جنہون نے میرے علم مین طعن کیا آج سے قیامت تک کوئی شے ایسی نہین جسکو مجھ سے تم دریافت کرو اور مین تمہین نہ بتا سکون اب سے قیامت کی جس چیز کو چاہو مجھ سے دریافت کرو مین تمہین اس کی خبر دونگا پس عبداللہ بن حذافہ نے کھڑے ہوکر کہا کہ یارسول اللہ میرا باپ کون ہے فرمایا حذافہ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر عرض کیا یارسول اللہ ہم اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے قرآن کے امام ہونے آپ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے پس ہماری تقصیر معاف فرمائیے چنانچہ وہ حدیث یہ ہے[1] قال السدی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرضت علی امتی فی صورھا فی الطین کما عرضت علی ادم واعلمت من یومن بی ومن یکفر فبلغ ذلک المنافقین قالوا استھزاء زعم محمد صلے اللہ علیہ وسلم انہ یعلم من یومن بہ ومن یکفر ممن لم یخلق بعد ونحن معہ وما یعرفنا فبلغ ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ما بال اقوام طعنوا فی علمی لا تسألونی عن شیء فیما بینکم وبین الساعۃ الا انبأتکم بہ فقام عبد اللہ بن حذافۃ السھمی فقال من ابی یا رسول اللہ قال حذافۃ فقام عمر فقال یا رسول اللہ رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبالقرآن اماما وبک نبیا فاعف عنا عفا اللہ عنک فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فھل انتم منتھون ثم نزل عن المنبر جناب مخالف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۸ پر آیۂ شریفہ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب نقل کرکے آنحضرت سراپا برکت (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) سے علم غیب کی نفی کرنا چاہی ہے اور یہ محض اُنکا خیال ہے آیت سے اس مدعا پر استدلال محال ہے یہان جو نفی ہے وہ غیب ذاتی کی ہے یا تواضعاً نفی کی گئی تفسیر خازن مین ہے انما نفی عن نفسہ

[1] یہ حدیث تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۳۰۴ مین بھی موجود ہے ۱۲

حضور کو امتی اور امتی کے مومن و کافر کی اطلاع

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دعویٰ اور فرمانا کہ آج سے قیامت تک کا علم ہے سوال کرو

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن حذافہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنا

علم غیب کا ثبوت اور حضور کا جواب

مجموعۃ الفتاوی مطبوعہ لاہور اور رسالہ عقیدہ و تقویۃ الایمان وغیرہ تصانیف مخالفین میں بھی یہی شبہ پیش کیا گیا ہے یہان اسکا جواب کافی دیا گیا اب حضرات لغو ملاحظہ فرمالین ۱۲

آیۂ قل لا اقول لکم ... مخالفین کا استدلال اور اس کا جواب

الشریفۃ ھذہ کلا الاشیاء تواضعا للہ تعالیٰ واعترافا بالعبودیۃ تفسیر عرائس البیان میں ہی (ولا اعلم الغیب) وتواضع حین اقام نفسہ مقام الانسانیۃ بعد ان کان اشرف عن خلق اللہ من العرش الی الثریٰ واطھر من الکروبیین والروحانیین خضوعا لجبروتہ وخشوعا فی ابواب ملکوتہ ان عبارتون سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ آیت میں نفی بطریق تواضع ہے اس لئے استدلال کرنا اور اسکو حجت وسند بنا کر پیش کرنا نہایت عجیب وغریب ہے۔ تمام علماء کا دستور ہے کہ وہ اپنے لئے ہیچمیرز اور ہیچمدان اور اسی قسم کے انکسار کے الفاظ تحریر فرمایا کرتے ہین ان الفاظ سے استدلال کرکے جو شخص اُنکے علم کا انکار کرے لایعقل نہین تو کون ہے تفاسیر مین صاف فرمایا کہ حضور نے تواضعا نفی فرمائی اُسکو حضور کے عدم علم کی دلیل بنانا کیسی دون ہمتی اور فرومایگی ہے۔ علاوہ بریں آیت مین علم غیب کی نفی ہی کب ہے نفی ہے تو قول ودعوے کی۔ یہی تو فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرمادیجیو کہ مین تم سے یہ نہین کہتا اور دعوے نہین کرتا کہ میرے پاس خزائن الٰہیہ ہین اور مین غیب کا عالم ہون تفسیر علامہ ابوالسعود مین ہی ولا اعلم الغیب عطف علی محل عندی خزائن اللہ ای ولا ادعی ایضا انی اعلم الغیب الخ (کذا فی روح البیان) ان تفاسیر سے صاف معلوم ہوگیا کہ حضور نے دعوے کی نفی فرمائی دعوے کی نفی علم کی نفی کو کب مستلزم ہی مین دعوے نہین کرتا کہ مین غیب کا عالم ہون اس کے یہ معنی کس طرح ہوسکتے ہین کہ مجھے غیب کا علم ہی نہین۔ بلکہ مطلقاً دعوے کی بھی نفی نہین ہے جس کی طرف لکم مشیر ہے۔ خطاب کفار و مشرکین سے ہے تفسیر خازن مین ہے قل یا محمد لھولاء المشرکین لا اقول لکم تو مطلب آیہ کا یہ ہوا کہ فرمادیجئے اے حبیب مکرم علیہ الصلوٰۃ ان کفار ومشرکین سے کہ مین تم سے یہ دعوے نہین کرتا کہ میرے پاس خزائن الٰہیہ ہین اور نہ یہ کہ مین غیب جانتا ہون اور فی الواقع نااہل کب اس قابل ہین کہ اُنکے سامنے ایسے دعوے کئے جائین (کیا وہابیہ بھی اپنے آپ کو اُن ہی نااہلون مین سے سمجھتے ہین ؟) علامہ نیشاپوری تفسیر غرائب القرآن مین فرماتے ہین۔ (قل لا اقول لکم) فیقل لیس عندی خزائن

اللہ لیعلم ان خزائن اللہ وھی العلوم بحقائق الاشیاء وماھیاتھا عندہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولکنہ یکلم الناس علیٰ قدر عقولھم ولا اعلم الغیب ای لا اقول لکم ھذا مع انہ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علمت ما کان وما سیکون یعنی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب مکرم آپ کفار و مشرکین سے فرما دیجئے کہ اے کفار نابکار میں تم سے یہ دعوے نہیں کرتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں یہ نہیں فرمایا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں (بلکہ یہ فرمایا کہ مین تم سے نہیں کہتا) تاکہ معلوم ہوجائے کہ اللہ کے خزانے حضور کے پاس ہیں۔ لیکن حضور لوگون سے بقدر انکے عقل و فہم کے کلام فرماتے ہین اور وہ خزانے تمام چیزونکی حقیقت و ماہیت کا علم ہے اس کے بعد ارشاد ہوا، ولا اعلم الغیب یعنی مین تم سے یہ دعوے نہین کرتا کہ مجھے غیب کا علم ہے باوجودیکہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ خود فرماتے ہین کہ جو کچھ ہوچکا ہونیوالا ہے سب کا علم مجھے عطا ہوا۔ اب ان تفاسیر کی عبارات پر غور فرماکر انصاف فرمایئے کہ جانب مخالف نے ان آیات سے حضور کے علم کے انکار پر استدلال کرنے میں کیا ظلم صریح کیا ہے۔ توضیع کو عدم علم کی دلیل بنانا اور عدم دعوے سے عدم علم پر استدلال کرنا کس درجہ کی انتہائی جہالت ہے۔

قولہ علمت ما کان وما سیکون ہیں جو لفظ کان ماضی کا صیغہ ہے یہ باعتبار اپنے حدوثی معنی کے زمانۂ گذشتہ پر دلالت کرتا ہے اس سے گذشتہ زمانہ مین ان چیزونکا تحقق ثابت ہوتا ہے اگر علم انہی چیزونکے ساتھ متعلق ہوا ہے جیسا کہ علمت ما کان وما سیکون سے واضح ہے تو وہ علم ازلی نہیں کیونکہ نہ خود زمانہ ہے نہ زمانیات کا ظرف الخ

اقول

اس موقع پر جانب مخالف کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے علم سے جو زمانہ سے متعلق ہے۔ یعنی بدء الخلق سے قیامت تک جس کا زید کو دعوے ہے انکار نہیں اور نہ باوجود اس صراحت کے انکار ہوسکتا ہے مگر اسی رسالہ مین انہی حضرت کی تقاریر سے انکار بھی ملیگا۔ یہ ایک جیرتناک قصہ ہے رہا اس موقع پر جناب کا کان کے معنی مین جدت طبع کو صرف فرمانا اسکو

جانب مخالف کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بدء الخلق سے قیامت تک کے ماکان و مایکون کے علم کا اقرار ہے۔

لطیفہ ماکان اور مایکون کی بحث

بھی ملاحظہ فرمائیے کہ عجب سے خالی نہ ہوگا چونکہ اس موقع پر عربیت سے بحث کرنے میں طول ہوتا ہے اس لئے اس سے درگذر کرکے یہ عرض کرتا ہون کہ اگر جانب مخالف کے فرمانیکے بموجب تسلیم کرلیا جائے کہ لفظ کان زمانہ گذشتہ پر ہی دلالت کرتا ہے اور اُس سے گذشتہ زمانہ میں زمانی چیزونکا ثبوت ہوتا ہے تو آیہ شریفہ ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا مین کیون کر لفظ کان زمانہ گذشتہ پر دلالت کرے گا کہ یہان تو استقبال پر دال ہے اور آیہ کریمہ کیف نکلم من کان فی المھد صبیا مین اگر جانب مخالف کے فرمانے کے بموجب کان سے زمانہ گذشتہ مراد لیا جاوے تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا معجزہ ثابت ہوسکے اس لئے حضرت مریم نے حضرت عیسےٰ (علیہم السلام) کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ان سے دریافت کرلو تو یہودیون نے کہا کہ ہم کیون کر ایسے شخص سے دریافت کرین کہ جو ابھی ہنڈولے مین بچہ ہے یہان وہی لفظ کان ہے ذرا جانب مخالف صاحب اب ماضی کا صیغہ فرماکر مطلب تو کہین اور آیہ شریفہ وکان اللہ بکل شیٔ علیما مین بھی اگر حسب رائے جانب مخالف کے کان زمانہ ماضی مین زمانی چیزون کے ثبوت کے لئے ہو تو نعوذ باللہ خدائے کریم کے اوصاف علم وغیرہ بھی زمانی ہوجاوین گے بلکہ بعض مواضع مین کان کو اس معنی پر محمول کرنے سے وجود الٰہی کو بھی ایسا ہی کہنا پڑے گا چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کان اللہ ولم یکن معہ شیئا اب اس حقیر کا التماس ہی کہ مولف رسالہ اعلاء کلمۃ الحق تو بہ کرین کہ اُنھون نے اعتراض کرنیکے شوق مین ایک ایسی نازیبا تقریر کی جس سے ازلیت صفات الٰہی کا اور معجزہ نبی کا بلکہ خود وجود الٰہی کا انکار لازم آتا ہی۔ ایسی دقتین جب ہی پیش آتی ہین جبکہ آدمی باوجود علم نہ ہونے کے محض طباعی سے مسائل دینیہ مین دخل دیوے اور اسی لئے سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا ثانیا یہ کہ محدثین کے نزدیک یہی متقرر و مشہور ہے اور جمہور کا یہی مذہب ہے کہ لفظ کان دوام و استمرار کے معنی مین آتا ہی۔ چنانچہ یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۱۲۷ مین فرماتے ہین۔ در لفظ کان محدثان را سخن است متقرر و مشہور

لفظ کان کا کونو زمانی کے لئے جانب مخالف کا یہان تک کہ نفی سنی

محدثین کے نزدیک لفظ کان کا معنی دوام و استمرار کا ہے

جانب مخالف کی خوش فہمی۔

درمیان جمہور آنست کہ افادۂ دوام و استمرار میکند پس جناب نے کس طرح سے علم نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے موقع پر کان کا زمانی ہونا ضروری سمجھ لیا ہی حضرت محض ایجاد سے کام نہ لیجے کہ دین کے مسائل میں نہایت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ فقیر اس موقع پر اس بحث کو اختصار کے لئے چھوڑتا ہی کہ مقربان بارگاہ زمانہ میں فرق نہیں کرتے جیسا کہ احادیث سے ثابت اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح کی عبارت سے مصرح ہے رہا جانب مخالف کا سیکون کو سین کی وجہ سے استقبال قریب کے لئے بتانا تو یہ خود ظاہر ہے کہ جب یکون کو زمانہ سے تعلق کامل ضرور نہیں تو سین اُسپر داخل ہو کر اپنا پورا اثر کرے یہ بھی کچھ ضرور نہیں پھر نہ معلوم کہ جانب مخالف کے نزدیک سین کیا معنی دیتا ہے اور کس موقع پر کسطرح اپنے معنی بتاتا ہی۔ بہ تقدیر استقبال قریب مراد ہونے کے اس کے قرب کی کیا حد ہے۔ آیا ایک دن یا دو دن یا چھ مہینے قریب اور اُس سے زیادہ زمانہ بعید ہے یا کیا پہلے قرب اور بعد کی مقدار سمجھانی ضرور ہے تاکہ دریافت ہو جائے کہ اس سے بر تقدیر لحاظ معنی قرب کے کتنا زمانہ مفہوم ہوتا ہے۔ شاید آپ نے کبھی سُنا ہو کہ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا اقتربت الساعۃ و انشق القمر قریب آئی قیامت اور پھٹ گیا چاند اور فرمایا یرونہ بعیدا و نراہ قریبا کفار قیامت کو دور سمجھ رہے ہیں اور ہم قریب جان رہے ہیں بلکہ فرمایا اقترب للناس حسابھم وھم فی غفلۃ معرضون قریب آیا اُن کے لئے اُنکا حساب اور وہ غفلت میں روگرداں پڑے ہیں دیکھیے کہ رب العزۃ ساعۃ و حساب کو قریب بتا رہا ہی اور زید کا دعوے اسی قدر تھا کہ بدء الخلق سے یوم آخر تک کا کام تمام ما کان و ما یکون حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو عطا ہوا ہے پھر اس کے قرب سے اُس کے دعوے میں کیا بعد پیدا کیا۔ شاید جانب مخالف کہ نہایت ذہین ہیں اپنی کمال ذہانت سے یہ وہم تراش لیں کہ لفظ قرب جو خاص نزدیکی کے معنی کے لئے وضع کیا گیا ہی اتنی وسعت رکھتا ہے کہ قیامت و حساب تک کے لئے اطلاق کیا جائے مگر سین اسپر دلالت کرتا ہے کہ ہرگز قیامت تک کی وسعت نہیں بلکہ وہ زمانہ جس پر فعل مدخول سین دلالت کرتا ہے ایک دو دن سے زیادہ نہیں۔ اس لئے میں دو ایک مثالیں اس کی بھی پیش کروں کہ جس فعل پر سین داخل ہوا

سیکون کے قرب پر دلالت کرنیکی بحث۔

اُس میں بھی قیام قیامت تک تو داخل ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ چنانچہ پروردگار عالم نے
اُن لوگون کے بارے میں کہ جو ظلم سے یتیمون کا مال کھاتے ہین ارشاد فرمایا ان الذین
یاکلون اموال الیتٰمی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا وسیصلون سعیرا
یعنی بے شبہہ جو لوگ یتیمون کے مال ناحق کھاتے ہین جز این نیست کہ وہ کھاتے ہین اپنے پیٹون
مین آگ اور قریب ہی کہ وہ داخل ہونگے آگ مین **دوسری آیت** ساُرھقہ صعودا
یعنی اب چڑھاؤنگا اُسے بُری چڑھائی اور ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ صعود آگ کا ایک پہاڑ ہی اُسپر ستر برس چڑھایا جاتا ہے پھر گرایا جاتا ہے
تیسری آیت ساُصلیہ سقر یعنی قریب ہے کہ داخل کرونگا مین اُسکو سقر مین اور
سقر جہنم کا نام ہے اِن تینوں آیتوں میں جو وعید فرمائی ہی اُن مین مضارع کے صیغہ پر سین
داخل ہی جو جانب مخالف کے نزدیک قرب کے معنی کے لئے آتا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اُس
قرب میں بھی اتنا بُعد ہے کہ اُسکا تحقق بعد قیام قیامت کے ہوگا غرضکہ جب سین کی داخل
ہونے کے بعد بھی اُسمین اتنا قرب نہ پیدا ہوا کہ جس سے علم الی یوم القیمۃ کی نفی ہو سکتی تو
زید کے قول کا کیا رد ہوا۔ اس کے علاوہ اور بہت سی تحقیقات اس مسئلہ سین کے متعلق
بھی جو بنظر اختصار چھوڑ دی گئی۔

صیغہ مضارع پر سین کا آنا بعدیت دیتا ہے۔

قولہ علمت ما کان وما سیکون کے یہ معنی ہوئے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے فرمایا جان لیا مین نے جو کچھ زمانہ گذشتہ مین ہو گیا اور جو عنقریب زمانہ آئندہ مین
ہوگا۔ وہ حدیث ہی اور یہ معنی ہین۔ **اقول** ذرا تو انصاف فرمائیے جب زید کا بھی یہی مدعا ہی
کہ آنحضرت سراپا برکت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کو اللہ جل جلالہ نے دُنیا مین جو کچھ ہوا اُسکا یا جو کچھ
آئندہ ہوگا حتی کہ بدا الخلق یعنی ابتدای آفرینش یعنی مخلوق کے پیدا ہونیکے وقت سی لیکر جنت اور
دوزخ میں داخل ہونے تک تمام احوال اور اُمّت کا سب خیر وشر تعلیم فرمایا اور آپ بھی اس
وقت بھی تسلیم فرمارہے ہین۔ پھر کیا ضرورت رسالہ تحریر کرنے کی ہوئی کہ بیفائدہ کاغذ
سیاہ کئے اور چند مسئلہ غلط لکھکر اُن کا بار گردن پر لیا علماء کی جناب مین گستاخیاں کین
خیر اب تسلیم فرماتے ہو۔ اب ہی اپنی تمام گذشتہ حرکتون سے توبہ کرو۔

وہم جانب مخالف جانب مخالف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۴۸ پر جو وہم کیا ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ آیہ شریفہ وعلمک مالم تکن تعلم کے نزول کے بعد بھی وحی نازل ہوئی تو اگر اس آیہ شریفہ ہی سے جمیع اشیاء کا علم آن حضرت سراپا برکت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہو تو نزول وحی اس آیہ شریفہ کے نزول کے بعد کیون ہوا۔ اور اُس کا کیا فائدہ ہے؟ اللہ اللہ کیا عجب تقریر ہے بھلا ان حضرات کو ابھی تک خبر نہین کہ کلام اللہ مین احکام مکرر نازل ہوئے ہین آیتین مکرر آئین کئی سورتون کا نزول علماء نے مکرر بتایا ہے پھر کیا اور جو شبہ بیان کر کے علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار کیا ہے وہی شبہہ ان آیتون مین کر کے ان کے کلام اللہ ہونیکا انکار کرنا ممکن ہے خدا محفوظ رکھے ایسے تعصب سے کہ جو حق اور ناحق مین تمیز نہ ہونے دے ایسی خرافات کب اس قابل تھی جس کی طرف توجہ کی جاتی مگر صرف اس نظر سے کہ لوگ دھوکہ نہ کھائین ایک عبارت لکھی جاتی ہے جس سے معلوم ہو جائے گا کہ آیات کے نزول مین بھی تکرار ہوتی ہے اور کیون اور کس لئے مشکوٰۃ شریف کی حدیث معراج کے جملہ فاعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوٰۃ الخمس واعطی خواتیم سورۃ البقرۃ کی شرح مین ملا علی قاری رحمہ الباری اپنی کتاب مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح مین تحریر فرماتے ہین یشکل ھذا بکون سورۃ البقرۃ مدنیۃ وقصۃ المعراج بالاتفاق مکیۃ۔ یعنی معراج مین خواتیم سورہ بقر دیتے جانے پر یہ اشکال آتا ہے کہ سورہ بقر مدنی ہے مدینہ مین نازل ہوئی اور قصہ معراج بالاتفاق مکی ہے کہ معراج مکہ کی ہوئی تو جب خواتیم سورہ بقر معراج مین عطا ہو چکی تھی تو پھر مدینہ مین اُنکا نزول کیون ہوا اور اس کا کیا فائدہ یہ اعتراض بعینہ جانب مخالف کا سا اعتراض ہے۔ اس کے جواب مین مُلا علی قاری رح یہی فرماتے ہین کہ حاصلہ انہ ما وقع تکرار الوحی فیہ تعظیما لہ واعتناء الشانہ فاوحی اللہ الیہ فی تلک اللیلۃ بلا واسطۃ جبریل وھذا یدل ان جمیع القرآن نزل بواسطۃ جبریل اب ثابت ہوا کہ اول شب معراج مین بلا واسطہ وحی ہوئی پھر بواسطہ جبرئیل علیہ السلام کے تعظیم اور اہتمام شان حضور

تکریر وعلمک مالم تکن تعلم پر مخالفین کا اعتراض اور اُس کا جواب۔

مہم الغیب وازالۃ الخفا رسائل جو مخالفین کے ہین ان مین یہ شبہہ لکھا ہے یہان سب کا جواب دیا گیا ہے۔

نزول وحی کے لئے یہ ضرور نہین کہ اُس سے پہلے اُنکا علم نہ ہو۔

صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے لئے وحی نازل ہوئی۔ پس صاحب عقل دریافت کرسکتا ہی کہ ایسے اعتراض پر بنا تعصب و عناد ہین۔ تفسیر مدارک التنزیل مطبوعہ مصر کے صفحہ ۸ مین (وفاتحۃ الکتاب) مکیۃ وقیل مدنیۃ والاصح انہا مکیۃ ومدنیۃ نزلت بمکۃ حین فرضت الصلوٰۃ ثم نزلت بالمدینۃ حین حولت القبلۃ الی الکعبۃ۔ اب جانب مخالف سے استفسار ہی کہ سورۂ فاتحہ دوسری مرتبہ جب مدینہ مین نازل ہوئی تو اُس کے نزول سے کچھ فائدہ ہوا یا نہین فما ہو جوابکم فہو جوابنا مع ہذا قرآن عظیم وحی دایم مستمر اور الی یوم القیمۃ اُس کا ایک ایک لفظ اُمّتِ مرحومہ کے لئے قراءۃً وسماعۃً وکتابۃً وحفظاً ونظراً وفکراً بیشمار برکات کا مثمر اور ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کا استنباط احکام مین پہلا مرجع ومفزع اور جسقدر سے حضور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو علوم حاصل ہوئے مجتہدین واولیا وعلما کو بھی اُسی قدر کافی ہونا اور اپنی استعداد کے لایق قرآن عظیم سے اخذ علوم کے لئے زیادہ کی حاجت نہ پڑنا محض باطل وممنوع علاوہ برین یہ اُس تقدیر پر ہے کہ علم تمامی تعلیم کو زمانہ نزول آیہ سے پہلے منقضی ہوجانے پر دلالت کرے حالانکہ یہ ممنوع نہ خود قرآن پاک مین ارشاد ہوا۔ نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیٔ کیا اس کے معنی یہ ہین کہ جسوقت یہ آیت اُتری تمام کتاب نازل ہو چکی تھی اس کے بعد کچھ نہ اُترا ولکن النجدیۃ قوم یجہلون

مسئلۂ ظہار کے متعلق جانب مخالف کا اعتراض اور اسکے نزول کے علم کا جواب

جانب مخالف نے یہ بھی اعتراض کیا ہی کہ آن حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو ظہار کے مسئلہ مین بعد کفارہ کے عود کا جائز ہونا معلوم نہین تھا یہ اعتراض جانب مخالف ہی کے قول سے رد ہوتا ہی چنانچہ وہ اپنے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کے صفحہ ۳۶ مین تفسیر خازن سے یہ عبارت نقل کرکے فرماتے ہین (وعلمک ما لم تکن تعلم یعنی من احکام الشرع و امور الدین) تو ہمارے شرع کے احکام اور دین کے کام مراد ہوئے انتہٰے بلفظہٖ اب فرمائیے کہ جب آپکے نزدیک بھی اس آیہ شریفہ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے شرع کے احکام کا علم ثابت ہے تو پھر آن حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعد کفارہ کے عود کا جائز ہونا ایک شرعی حکم ہے کیوں معلوم نہ تھا۔ جانب مخالف اسی رسالہ کے صفحہ ۳۸ مین فرماتے ہین۔

علمك ما لم تكن تعلم میں ما سے وہی امور حقہ اور کلمات حکمیہ اور احکام شرعیہ
اور علوم کمالیہ جو شان مصطفوی کے شایان اور ختم رسالت کے سزاوار ہین مراد ہین
اِس سے بھی معلوم ہوا کہ آیۂ شریفہ (علمك ما لم تكن تعلم) سے ثابت ہی کہ آنحضرت
صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ کی تعلیم ہوئی اس لئے کوئی حکم شرعی ایسا
نہین ہی جو شان مصطفوی کے شایان[1] نہ ہو پس لامحالہ تمام احکام شرعی کا علم آنحضرت
صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو ہونا جانب مخالف کو بھی مسلم اور اُن کے نزدیک اس آیۂ شریفہ
سے ثابت لیکن تعجب ہی کہ پھر یہ کہدیا کہ بعض احکام شرعیہ کا علم آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم کو اس آیہ کے نزول تک نہ تھا اب صاحبان عقل انصاف فرمائین کہ ایک جگہ اس
آیت سے تمام احکام شرعیہ کا علم سرور اکرم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے لئے تسلیم کرلینا اور
پھر اُسی کا انکار کر جانا کسی ذی ہوش کا کام ہے اور لیجئے جانب مخالف کو یہ وہم ہوا کہ کوئی
عام ایسا نہیں ہی جو خاص نہ کرلیا گیا ہو اور امام شافعی رحمۃ اللہ کا مقولہ (ما من عام الا وقد
خص منہ البعض) استدلال میں پیش کیا اس سے معلوم ہوا کہ مستدل صاحب کو کتب دینیہ کے
دیکھنے کا کبھی اتفاق نہین ہوا۔ اور اگر ہوا بھی تو تعصب نے سمجھنے سے محروم رکھا اسلئے کہ کتب
اُصول فقہ میں جہان یہ قاعدہ مذکور ہی وہین اسکا رد بھی ہی اور یہ مصرح ہے کہ حنفیوں کے نزدیک
یہ قاعدہ معتبر نہین اور نہ شافعیون کے نزدیک اُس کی کلیت صحیح اسلئے کہ اگر ہر عام خاص
ہوجائے تو وضع کیا معتبر اور لغت کیا قابل اعتبار رہے جس صیغہ کو واضع نے عموم
کیلئے وضع کیا وہ اگر کبھی عموم کے لئے استعمال نہ کیا جائے تو واضع کی وضع کس کام آئے
تمام صحابہ اور تابعین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین عمومات قرآن سے استدلال کرتی آئے
ہین ذرا نور الانوار صفحہ ۶۸ ملاحظہ ہو (وقولہ قطعا رد علی الشافعیؒ حیث ذھب الی ان العام
ظنی لانہ ما من عام الا وقد خص منہ البعض فیحتمل ان یکون مخصوصا منہ البعض وان لم
نقف علیہ فیوجب العمل لا العلم کخبر الواحد والقیاس ونقول ھذا

شبہہ مولوی محمد علی الفیض کا یہ قول کہ ما من عام الا وقد خص منہ البعض ہی اور اُس کا جواب۔
... ادریس صاحب ... رسالہ تحقیق ... حق ہین اور ... مولوی عبدالحمید ... دہلوی نے سہم الغیب ... ہین اور دیگر ... حضرات نے بھی ... اپنی تصانیف ... ہین کیا ہے۔

---

[1] اگر معترض کج فہم سے کچھ بعید نہین جو یہ کہہ بیٹھے کہ بعض احکام شرعیہ شان مصطفوی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شایان نہین

احتمال ناش بلا دلیل وھو لا یعتبر واذا خص عنہ البعض کان احتمالا ناشیا
عن دلیل فیکون معتبرا فعندنا العام قطعی فیکون مساویا للخاص اور قمر الاقمار
میں مسطور ہے (قولہ وھذا الاحتمال الخ) توضیحہ ان دلالۃ صیغ العموم علی
العموم بحسب الوضع فانہ قد تواتر ان الصحابۃ رضوان اللہ علیھم یستدلون
بالعمومات ولا یحتاجون الی القرائن فلو لم یکن تلک الالفاظ موضوعۃ
للعموم لاحتیج فی فھم العموم الی القرائن ودلالۃ اللفظ علی المعنی بدون
ظھور القرینۃ الصارفۃ قطعی وما ھذا ای احتمال الانصراف عن
المعنی الموضوع لہ فھو ناش بلا دلیل فلا یعتبر والا فیلزم ان
لا یقطع بمطلوب فی جمیع العقود والفسوخ وان یرتفع الامان
عن اللغۃ والحس فیقال لا یجوز اکل ما فی بیتک لاحتمال ان یکون
غیر ملکک ولا یحکم علی شئ شئ لاحتمال ان یکون ھو غیرہ وما
ابصرناہ یحتمل ان یکون غیر مبصرنا وھذا کلہ سفہ فاحتمال التخصیص فی
کل خاص ثم اذا المریض ھذا فی قطعیۃ الخاص کما مر بعیر ذلک فی قطعیۃ
العام ایضا اور توضیح مطبوعہ مطبع نولکشور کے صـ۱۷ میں مسطور ہے وعندنا
ھو قطعی مساو للخاص وسیجئ معنی القطع فلا یجوز تخصیصہ بواحد
منھما مالم یخص بقطعی لان اللفظ متی وضع لمعنی کان ذلک المعنی
لازما لہ الا ان تدل القرینۃ علی خلافہ ولو جاز ارادۃ البعض بلا
قرینۃ لارتفع الامان عن اللغۃ والشرع بالکلیۃ لان خطابات الشرع
عامۃ والاحتمال الغیر الناشی عن دلیل لا یعتبر فاحتمال الخصوص
ھھنا کاحتمال المجاز فی الخاص فالتاکید یجعلہ محکما اور اس کے تحت تلویح
میں مسطور ہے ھذا جواب عما قال الواقفیۃ انہ لو اکد بکل واجمع وایضا
عما قال الشافعی انہ یحتمل التخصیص فنقول نحن لا ندعی ان العام لا احتمال
فیہ اصلا فاحتمال التخصیص فیہ کاحتمال المجاز فی الخاص فاذا اکد یصیر محکما

ای لا یبقی فیہ احتمال اصلا لا ناش عن دلیل ولا غیر ناش فان قیل احتمال
المجاز الذی فی الخاص ثابت فی العام مع احتمال اخر وهو احتمال التخصیص فیکون
الخاص کالنص والعام کالظاهر قلنا لما کان العام موضوعا للکل کان
ارادة البعض دون البعض بطریق المجاز وکثرة احتمالات المجاز لا اعتبار
بها الخ اور تلویح کے صفحہ میں موجود ہے قولہ لکن عند الشافعی قد سبق
ان القائلین بان العام یوجب الحکم فیما یتناوله منهم من ذهب الی ان
موجبه ظنی ومنهم من ذهب الی انہ قطعی بمعنی انہ لا یحتمل الخصوص احتمالا
ناشیا عن الدلیل تمسک الفریق الاول بان کل عام یحتمل التخصیص و
التخصیص شائع فیہ کثیرا یعنی ان العام لا یخص عنہ الا قلیلا بمعونة القرائن
کقولہ تعالی ان اللہ بکل شیئ علیم وللہ ما فی السموات والارض
حتی صار بمنزلة المثل انہ ما من عام الا وقد خص منہ البعض وکفی بهذا
دلیلا علی الاحتمال وهذا بخلاف احتمال الخاص المجاز فانہ لیس بشائع
فی الخاص شیوع التخصیص فی العام حتی ینشاء عنہ احتمال المجاز فی کل
خاص فان قیل بل لا معنی لاحتمال المجاز عند عدم القرینة لان وجود القرینة
المانعة عن ارادة الموضوع لہ ماخوذ فی تعریف المجاز قلنا احتمال القرینة کان
فی احتمال المجاز وهو قائم اذ لا سبیل للقطع بعدم القرینة الا نادرا ولما
کان المختار عند المص ان موجب العام قطعی استدل علی اثباتہ اولا وعلی
بطلان مذهب المخالف ثانیا واجاب عن تمسکہ ثالثا اما الاول فتقریرہ ان
اللفظ اذا وضع لمعنی کان ذلک المعنی لازما ثابتا بذلک اللفظ عند اطلاقہ حتی
یقوم الدلیل علی خلافہ والعموم مما وضع لہ اللفظ فکان لازما قطعا حتی
یقوم دلیل الخصوص کالخاص یثبت مسماہ قطعا حتی یقوم دلیل المجاز
واما الثانی فتقریرہ انہ لو جاز ارادة بعض مسمیات العام من غیر قرینة
لارتفع الامان عن اللغة لان کل ما وقع فی کلام العرب من الالفاظ

العامة يحتمل الخصوص فلا يستقيم ما يفهم السامعون من العموم
وعن الشرع لان عامة خطابات الشرع عامة فلو جوزنا ارادة البعض
من غير قرينة لما صح فهم الاحكام بصيغة العموم الخ اور تلویح کے حاشیہ صـ۴۲
میں مسطور ہے صـ۴۲ قوله ما من عام الا وقد خص منه البعض قيل هذا المثال
لا يخلو اما ان يكون مخصصا اولا فعلى الاول لا يكون حجة وعلى الثاني يكون مناقضا
واجيب عنه باختيار الشق الاول لانه مخصص بعدم التخصيص مع انه مخصص من
بين العموم بانه لا تخصيص بخلاف سائر الفاظ العموم وهو مردود بان هذا
المثال ايضا مخصص بالمخرج مثل قوله تعالى ان الله بكل شيء عليم
وقوله تعالى ولله ما في السموات والارض عن عمومه والحق في الجواب
ان يقال انه محمول على المبالغة والحاق القليل بالعدم فيصح موصلا للدليل
وان لم يصلح للاستدلال بالاستدلال اور مسلم الثبوت میں ہے قد اشتهر
ما من عام الا وقد خص منه البعض وقد خص بنحو والله بكل شيء عليم
اور اسی مسلم الثبوت میں قطعیت عام کی بحث میں مسطور ہے لنا انه موضوع للعموم
قطعا فهو مدلوله وثابت به قطعا كالخاص الا بدليل واستدل ولو جاز
ارادة البعض بلا دليل لارتفع الامان عن اللغة والشرع الخ اور شرح مسلم
الثبوت میں علامہ بحر العلوم عبارت اول کے متعلق یہ فرماتے ہیں قد اشتهر
ما من عام الا وقد خص منه البعض وقد خص هذا العام بنحو قوله عز اسمه والله
بكل شيء عليم حتى صار مثلا فالعموم مغلوب والخصوص غالب والمغلوب
هو المجاز فالعموم مجاز وقوله وقد خص فعلم ما يتوهم التشكيك بان هذه القضية
مبطلة لنفسها فانها ايضا مشتملة على العموم ووجه الدفع ان هذا عام مخصوص
فلا يبطل اور یہی علامہ عبد العلی بحر العلوم عبارت دوم کی شرح میں فرماتے ہیں لنا
انه موضوع للعموم قطعا للدلائل القطعية التي مرت فهو اي العموم مدلول
له وثابت به قطعا لان اللفظ لا يحتمل غير الموضوع له كالخاص الا بدليل

صادف عنہ وحلانزاع فی المخصوص اعتراض علیہ ان ثبوت المدلول للفظ
قطعاً مطلقاً مصروا نما یثبت لو لم یحتمل الانصراف عنہ بدلیل وھھنا قد دل
کثرۃ التخصیص حتے صار ما من عام الا وقد خص منہ البعض مثلاً علےان احتمال
التخصیص قائم فی کل عام عام ان ارید ان الدلالۃ علے العموم لازمۃ
قطعاً فلا کلام فیہ انما الکلام فی الارادۃ ولیست لازمۃ لقطع الکثرۃ المذکورۃ
والجواب عنہ ان من ضروریات العربیۃ اللفظ المجرد عن القرینۃ الصارفۃ انظاھر
یتبادر منہ للموضوع لہ ولا یحتمل غیرہ فی العرف والمحاورۃ ومن اراد منہ غیر
الموضوع لہ ینسب الی المکروہ واما کثرۃ وقوع التخصیص بالانواع المختلفۃ
حسب اقتضاء القرائن الصارفۃ لا یورث الاحتمال فی العام المجرد اصلاً والکلام
ھھنا فی العام المجرد عن القرائن فلا مجال للاحتمال کالخاص فان قلت کثرۃ
وقوع التخصیص قرینۃ علی احتمالہ قلنا انما یصح الکثرۃ لو کانت بحیث یکون
کثیر الاستعمال فی بعض معین بحیث یفھم مع عدم الصارف کما اذا صارت
الحقیقۃ مھجورۃ او المجاز متعارفاً ولیس الامر ھھنا کذلک فان کثرۃ
التخصیص فی العام لیست الا بان یراد فی استعمال بعض بالقرینۃ وفی بعض اخر
بقرینۃ اخری فلا یکون ھذہ الغلبۃ قرینۃ وھل ھذا الا ما یکون للفظ خاص
معان مجازیۃ یستعمل فی کل منھا مع قرینۃ ولا یصلح ھذہ الکثرۃ قرینۃ وایضاً
نقول لو کان الکثرۃ قرینۃ للتخصیص لما صح ارادۃ العموم اصلاً فی عام وھذا
خلاف رائکم ایضاً فاحفظ ھذا فانہ بالحفظ حقیق اور بعد ایک تقریر طویل کے
لکھتے ہیں وثالثاً ان غایۃ ما لزم منہ ان بقاء العموم مغلوب من المخصص والمغلوب
انما یحمل علے الاغلب اذا کان مشکوکاً ولیس العام الواقع فی الاستعمال المجرد
عن القرینۃ الصارفۃ مشکوکاً فی عمومہ کیف وقد دلت الادلۃ القاطعۃ علے
انہ موضوع للعموم والضرورۃ العربیۃ شھدت بان اللفظ المجرد عن القرینۃ
یتبادر منہ الموضوع لہ ولا یخطر بالبال معناہ المجازی البتۃ فتامل فانہ دقیق

لا یتجاوز الحق عنہ اور غایۃ التحقیق شرح حسامی کے صلا میں مسطور ہے ثم صیغۃ العموم موضوعۃ لہ وحقیقۃ فیہ فکان معنی العموم ثابتا بہا قطعا حتی یقوم الدلیل علی خلافہ۔ یہ تو حنفیون کی تقریرین تھیں جن سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ عام اپنے عموم پر رہیگا جب تک کہ دلیل اس کے خلاف پر قایم نہ ہو۔ اب شافعیوں سے سنیئے کہ وہ بھی اس امر کو تسلیم نہین کرتے کہ ہر عام مین تخصیص کا احتمال ہے بلکہ انھون نے اس بارہ میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ قاعدہ احکام فرعیہ کے بارہ میں ہے اور احکام فرعیہ کے سوا ہر جگہ یہ قاعدہ جاری نہین ہوتا چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رح نے اتقان کے صفحہ ۲۴۴ مین فرمایا العام علی ثلثۃ اقسام الاول الباقی علی عمومہ قال القاضی جلال الدین البلقینی ومثالہ عزیز اذ ما من عام الا ویتخیل فیہ التخصیص فقولہ ع یا ایہا الناس اتقوا ربکم قد یخص منہ غیر المکلف وحرمت علیکم المیتۃ خص منہ حالۃ الاضطرار ومیتۃ السمک والجراد وحرم الربا خص منہ العرایا وذکر الزرکشی فی البرہان انہ کثیر فی القرآن وارد منہ واللہ بکل شیء علیم وان اللہ لا یظلم الناس شیئا ولا یظلم ربک احدا واللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم اللہ الذی خلقکم من تراب ثم من نطفۃ اللہ الذی جعل لکم الارض قرارا قلت ہذہ الآیات کلہا فی غیر الاحکام الفرعیۃ فالظاہر ان مراد البلقینی انہ عزیز فی الاحکام الفرعیۃ وقد استخرجت من القرآن بعد تفکر آیۃ فیہا وہی قولہ حرمت علیکم امہاتکم الآیۃ فانہ لا خصوص فیہا اب روشن ہوگیا کہ قاعدہ وما من عام الا وقد خص منہ البعض جس سے جانب مخالف نے کریمہ وعلمک ما لم تکن تعلم کے ما کے عام مخصوص البعض ہونے پر تمسک کیا ہے نہ علمائے حنفیہ کے نزدیک درست ہے نہ شافعیہ کے نزدیک حتے کہ یہ قاعدہ احکام فرعیہ مین بھی کلیہ نہین جیسا کہ اوپر کی عبارت سے ظاہر ہے پس اس موقع پر کہ یہ آیۃ شریفہ علم نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی ثبت ہی اور اس

قاعدہ ما من عام الخ علمائے حنفیہ کے نزدیک درست ہے نہ شافعیہ کے نزدیک صحیح

آیہ سے وہ مسئلہ دریافت ہوتا ہے جو احکام فرعیہ کا غیر ہے تو یہاں اس میں شافعیوں کے نزدیک بھی احتمال تخصیص کا نہیں ہے بلکہ اوپر کی عبارت سے ثابت ہوا کہ عام افادہ عموم میں قطعی ہے اس لئے اس آیۂ شریفہ سے آنحضرت سراپا رحمت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے لئے جمیع اشیاء کا علم قطعی طور پر ثابت ہوا اب ضرور رہا کہ جانب مخالف اس آیت کا ناسخ لائے مگر نہ لاسکے گا اور ہرگز نہ لاسکے گا اس لئے کہ اخبار کا نسخ ناممکن ہے۔ اب ذرا غور فرمائیے کہ جانب مخالف اپنے اس قاعدہ و ما من عام الخ پر کہاں تک جمتا ہے جس سے آیت کو خاص کر کے تنقیص علم نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کرتا تھا۔ ہاں ذرا کوئی بنے تو مرد میدان قرآن شریف میں ہے لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ یعنی خدا ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے کیا جانب مخالف کو جرأت ہے کہ یہاں بھی ما کو اپنے قاعدہ ما من الخ سے خاص کر کے کہدے کہ بعض چیزیں اللہ کی ہیں بعض نہیں (نعوذ باللہ من ذلک) کیا ہمت ہے کہ ان اللہ بکل شیء علیم کو بھی اسی قاعدہ سے خاص کر کے لکھڈالے گہ اللہ کو بھی بعض چیزوں کا علم نہیں (معاذ اللہ) پس جب قرآن شریف میں وہی ما کا کلمہ اس قاعدہ سے خاص نہیں کیا جاسکتا تو آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم سے کیا دشمنی ہے کہ اُن کا علم گھٹانے کو وہی کلمۂ ما اسی قرآن شریف میں اسی مردود قاعدہ سے خاص کیا جاتا ہے جو بالکل نامعتبر ہے اور جس کی کلیت کسی طرح ٹھیک نہیں جو خود باطل ہے جس کو قرآن شریف ہی میں جاری نہیں کیا جاتا۔ رہا آیہ وما علمناہ الشعر الآیہ کو قرینۂ تخصیص بنانا یہ صحیح نہیں اس لئے کہ یہ آیت نافی علم نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نہیں ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہوچکا ہے۔ اب جانب مخالف کا یہ کہنا کہ آنحضرت علوم ضارہ کے ساتھ کیونکر متصف ہوسکتے ہیں۔ اس کا جواب بھی گذرچکا اور جانب مخالف نے اپنی کتاب کے صـ۳۹ پر لکھا ہے۔ **قولہ**

آنحضرت علی الصلوٰۃ والسلام نے خود زبان فیض ترجمان سے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دُنیا کے امور میں تم مجھ سے زیادہ جاننے والے ہو۔

اقول یہ کسی حدیث میں نہیں بلکہ جانب مخالف نے اپنی طبیعت کے زور سے

جانب مخالف کے قاعدے ما من عام الخ سے لازم آتا ہے کہ بعض چیزیں اللہ کی ہوں اور بعض غیر کی اور اللہ تعالے کو بعض اشیاء کا علم ہو بعض کا نہ ہو (معاذ اللہ)

ایجاد کر دیا غالباً حدیث تلقیح کے ترجمہ میں تصرف بیجا کیا۔ اب مین وضاحت کے لئے
اس حدیث کو مع شرح ملا علی قاری رحمہ اللہ کے نقل کرتا ہون شرح شفا قاضی
عیاض کے صفحہ ۲۰ جلد اول مین علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین کہ آنحضرت
صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے روشن معجزات مین سے یہ ہو کہ اللہ تعالے نے آپکے واسطے
معارف جزئیہ اور علوم کلیہ اور مدرکات ظنیہ اور یقینیہ اور اسرار باطنہ اور انوار ظاہرہ
جمع کئے اور آپ کو دُنیا و دین کی تمام مصلحتو نپر اطلاع دیکر خاص کیا اسپر یہ اشکال وارد
ہو سکتا ہو۔ ایک مرتبہ حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ انصار تلقیح نخل کر رہے تھے یعنی خرما کی نر کی
کلی کو مادہ کی کلی مین رکھتے تھے تاکہ وہ حاملہ ہو اور پھل زیادہ آئے آنحضرت صلی اللہ
تعالے علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر ایسا نہ کرتے تو شاید بہتر ہوتا
لوگون نے چھوڑ دیا پس پھل نہ آئے یا کم اور خراب آئے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ تم اپنے دنیوی کامون کو خوب جانتے ہو اس اشکال کے جواب مین کہا گیا
کہ آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے خود گمان فرمایا تھا اور کوئی وحی اس بارہ
مین نازل نہ ہوئی تھی شیخ سنوسی رح نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے اُنکو
خرق و خلاف عوائد پر برانگیختہ کرنے اور باب توکل کی طرف پہنچانے کا ارادہ کیا
تھا اُنہون نے اطاعت نہ کی اور جلدی کی تو حضرت نے فرما دیا کہ تم اپنے دُنیا کے کام
کو خود ہی جانو۔ اگر وہ سال دو سال اطاعت کرتے اور تلقیح نہ کرتے اور امر نبی صلے اللہ تعالے
علیہ وسلم کا امتثال کرتے تو انھیں تلقیح کی محنت نہ اُٹھانی پڑتی چنانچہ وہ عبارت یہ ہو (ومن
معجزاتہ الباہرۃ) ای ایاتہ الظاہرۃ (ما جمعہ اللہ لہ من المعارف) ای الجزئیۃ (والعلوم)
ای الکلیۃ والمدرکات الظنیۃ والیقینیۃ والاسرار الباطنۃ والانوار الظاہرۃ (وخصہ
من الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین) ای ما یتعلق باصلاح الامور
الدنیویۃ والاخرویۃ واستشکل بانہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم
وجد الانصار یلقحون النخل فقال لو ترکتموہ فترکوہ فلم یخرج
شیئا او خرج شیصا فقال انتم اعلم بامر دنیاکم واجیب بانہ کان ظنا منہ

حدیث تلقیح پر مخالفین کا شبہ اور اس کا جواب

حضور کو دنیا و دین کا علم عطا ہوا۔

لا وحیاد قال الشیخ سید ے محمد السنوسی اراد ان یحملھم علے خرق العوائد فی ذلک الی باب التوکل واما ھنالک فلم یمتثلوا فقال انتم اعرف بدنیاکم ولو امتثلوا وتحملوا فی سنۃ او سنتین لکفوا امر ھذہ المحنۃ اب علامہ سنوسی کی تقریر سے ظاہر ہوگیا کہ آں حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے جیسا فرمایا تھا وہ حق اور سچا تھا اگر اُس کے موافق عمل کیا جاتا تو بیشک تمام تکلیفین رفع ہوجاتیں جو تلقیح میں اُٹھانی پڑتی ہیں چنانچہ علامہ علی قاری رحمہ الباری اسی شرح شفا کی جلد ثانی میں صفحہ ۳۳۰ پر تحریر فرماتے ہیں وعندی انہ علیہ السلام ما اصاب فی ذلک الظن ولو ثبتوا علے کلامہ لفاقوا فی الفن ولارتفع عنھم کلفۃ المعالجۃ فانما وقع التغیر بحسب جریان العادۃ الا تری ان من تعود باکل شیٔ او شرب یتفقدہ فی وقتہ واذا لم یجدہ تغیر عن حالہ فلو صبروا علے نقصان سنۃ او سنتین لرجع النخیل الی حالہ الاول وربما کان یزید علے قدرہ المعمول وفی القصۃ اشارۃ الی التوکل وعدم المبالغۃ فی الاسباب وغفل عنہ انہا المبالغۃ من الاصحاب واللہ اعلم بالصواب شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے یہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وعلے آلہ واصحابہ وسلم کو اس طرف التفات نہ تھا یہ فرمایا کہ والا وے صلے اللہ تعالے علیہ وسلم دانا ترست از ہم در ہمہ کارہائے دُنیا وآخرت. فصل الخطاب میں علامہ قیصری سے نقل کیا ہو کہ آن حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم پر زمین وآسمان میں کچھ ذرّہ بھر بھی پوشیدہ نہیں اگرچہ بشریت کے اعتبار سے یہ فرمادیں کہ تم دُنیا کا کام خوب جانتے ہو۔ عبارت فصل الخطاب کی یہ ہو ولا یعزب عن علمہ صلے اللہ علیہ وسلم مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء من حیث مرتبتہ وان کان یقول انتم اعلم بامور دنیاکم پھر کسی سادہ لوح کا یہ کہنا کہ حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا کہ دُنیا کے امور میں تم مجھ سے زیادہ جاننے والے ہو بالکل ناانصافی ہے۔ بھلا (مجھ سے) کس لفظ کا ترجمہ ہو۔ جانب مخالف نے اسکو قرینہ تخصیص بنایا ہو کوئی پوچھے کہ کتاب کے عموم کی

تخصیص خبر واحد سے ہوسکتی ہے اور خبر واحد بھی ایسی جس سے وہ مراد حاصل نہیں جسکے لئے جانب مخالف نے اس کو نقل کیا۔

این گل دیگر شگفت - جانب مخالف کو تخصیص عام میں وہ جوش آیا کہ کریمۂ والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما جزاء بما کسبا نکالا من الله والله عزیز حکیم میں بھی ما کو خاص کر ڈالا اور یہ کہدیا **قولہ** اگر اس عام کو ظاہر سے نہ پھیریں اور خاص کسب سرقہ مراد نہ لیں تو لازم آتا ہے کہ جس سارق نے سرقہ کے ساتھ زنا بھی کیا اور شراب خمر وغیرہ مختلف منہیات شرعیہ کا مرتکب ہوا سب کی جزا میں فقط قطع ید کافی ہوجاوے انتہی ملخصا۔

اقول - کسی اسلامیہ مدرسہ کا ایک چھوٹا سا لڑکا جو اصول شاشی شروع کرچکا ہو سنتے ہی کہدیگا کہ اس آیہ میں ما کو اصولیوں نے عام کہا اور اس کے عموم سے استدلال کرکے مسائل دینیہ نکالے ہیں مجھے تعجب ہے کہ جانب مخالف کیسے عقلمند ہیں جنہوں نے ایسی لچریات لکھی سنو صاحب سارق کے معنے شاید آپکو معلوم نہیں ہیں۔ وہ اسم فاعل ہے اور اسم فاعل اس اسم مشتق کا نام ہے کہ جو من قام بہ الفعل کیلئے وضع کیا گیا ہو تو سارق کا مدلول مطابقی من قام بالسرقہ ہے اور اس کو سارق صرف سرقہ کے اسکے ساتھ قایم ہونے کی وجہ سے کہتے ہیں۔ پس سارق من حیث ہو سارق کا کسب بجز سرقہ یا اس کے متعلق کے اور کچھ ہو نہیں سکتا۔ زنا زانی کا فعل ہے نہ سارق من حیث ہو سارق کا وعلی ہذا القیاس پس سارق من حیث ہو سارق کا کسب جو کچھ بھی ہے وہ سرقہ یا متعلق سرقہ ہے اسپر بے شک حد سرقہ جاری ہوگی اسی واسطے جناب باری تعالیٰ نے الرجل والمرأة فاقطعوا ایدیهما بعد سرقتهما جزاء بما کسبا نہ فرمایا کہ ما کو خاص کرنا پڑتا۔ اصول فقہ میں مصرح ہے ان القطع جزاء جمیع ما اکتسبه السارق اس سے بھی ظاہر کہ سارق من حیث ہو سارق کا کسب بجز سرقہ اور اسکے متعلقات کے کچھ بھی نہیں اگر اسکا سمجھنا دشوار ہے تو کسی جاہل سے ہی دریافت کرلو کہ چور کا کیا کام ہے وہ فوراً کہدیگا کہ چوری۔ ابتو جانب مخالف کو بے قرینہ ہی عام کے خاص کر ڈالنے میں بڑی مشق ہوگئی ہے مجھے خوف ہے کہ کہیں

لله ما فی السموت وما فی الارض کے ما کے عموم پر ہاتھ نہ صاف کریں اللہ ہدایت
نصیب کرے۔ اس کے بعد جانب مخالف نے اور کچھ کاغذ بیفائدہ سیاہ کرکے یہ لکھا ہے

قولہ قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا اللہ ط وما یشعرون ایان یبعثون یعنی کہو اے محمد صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کہ نہیں جانتا جو کوئی کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ غیب کی بات کو مگر اللہ تعالے جانتا ہے اور وہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جاینگے

اقول اس آیہ شریفہ میں بھی نفی علم ذاتی ہی کی ہے اور یہی مطلب ہے کہ خود بخود نہیں جانتے یہ مطلب نہیں کہ بتانے سے بھی نہیں جان سکتے جیساکہ عجیب الفہم جانب مخالف نے سمجھا ہے چنانچہ روض النضیر شرح جامع صغیر میں امام مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اما قولہ لا یعلم فمسر بانہ لا یعلمہا احد بذاتہ ومن ذاتہ الا ھو امام نووی کے فتاوی میں ہے مسئلۃ ما معنی قول اللہ تعالی لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا اللہ واشباہ ذلک مع انہ قد علم ما فی غد من معجزات النبی علیہ الصلوۃ والسلام وفی کرامات الاولیاء رضی اللہ عنہم الجواب معناہ لا یعلم ذلک استقلالا و اما المعجزات والکرامات فحصلت باعلام اللہ لا استقلالا اور امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ کے فتاوے حدیثیہ میں ہے معناہا لا یعلم ذلک استقلالا وعلم احاطۃ بکل المعلومات الا اللہ تعالی واما المعجزات والکرامات فباعلام اللہ تعالے لھم علمت وکذا ما علم باجراء العادۃ شرح شفا خفاجی میں ہے ھذہ لاینافی الآیات الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ تعالی فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ و اما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ تعالی فامر متحقق بقولہ فلا یظھر علی غیبہ احدا ان عبارات سے خوب واضح ہو گیا کہ آیہ شریفہ مسطورہ بالا میں علم بذاتہ ومن ذاتہ کی نفی کی ہے اور جو تعلیم الہی سے ہو اس کی نفی نہیں بلکہ ایسا علم انبیاء و اولیا کو حاصل ہے اور پچھلی عبارت نے تو فیصلہ کر دیا کہ جتنی آیتوں میں غیب کی نفی ہے انکا یہی مطلب ہے کہ غیب بے واسطہ سوائے خداوند کریم کے اور کسی کے لئے نہیں لیکن بواسطہ تعلیم الہی بیشک انبیاء اور اولیاء کے لئے ثابت ہے چنانچہ کریمہ فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی

من رسول سے ظاہر ہے۔ حق تو بحمد اللہ تعالٰے واضح ہے مگر منکر منصب کی چشم بصیرت وا نہیں قولہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر۔ بیشک اللہ جو ہے اسی کے پاس ہے قیامت کی خبر اور برساتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے لڑکا لڑکی پورا ناقص اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کیا کمائی کریگا کل اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کس زمین میں مرے گا بیشک اللہ ہی سب جانتا ہے۔ خبردار۔

اقول۔ یہ آیہ شریفہ منکرین کی بڑی دستاویز ہے کہ اس کو ہمیشہ بے سمجھے پڑھ دیا کرتے ہیں اُن کے خیال میں یہ ہے کہ یہ آیت حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے عالم جمیع اشیاء ہونے پر نص ہے فقیر جیسا کہ بارہا کہہ چکا ہے کہ قرآن شریف میں اور نیز احادیث میں جہاں کہیں ایسے کلام ہیں اُن سے نفی اس علم کی مقصود ہے کہ جس پر دلیل نہیں اور جو حق سبحانہ تعالٰے نے خود تعلیم فرمائے ہیں اُن کی نفی کیونکر ہو سکتی ہے کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ ان آیات کا یہ مطلب ہو کہ کسی مخلوق کو غیب کا علم خداوندعالم جل شانہ کے بتانے پر بھی نہیں نعوذ باللہ یہ کوئی ہرگز نہیں کہہ سکتا۔ بیشک اس نے جس کو تعلیم فرمایا اُس کے سامنے جمیع اشیاء ظاہر ہیں ہاں اگر یہ مدعا ہے کہ ان اشیاء کا علم بے تعلیم الٰہی کسی کو نہیں تو مسلم اور اگر یہ مطلب ہو کہ اللہ تعالٰے جل شانہ کے بتانے سے بھی کسی کو معلوم نہیں ہوتا تو یہ سخت بیدینی ہے اور اگر یہ منشاء ہے کہ اللہ جل شانہ نے کسی کو ان اشیاء کا علم عطا ہی نہیں فرمایا تو بھی غلط چنانچہ مشکوٰۃ شریف۔ کی کتاب الایمان کی پہلی حدیث میں ہے کہ جب جبرئیل علیہ السلام نے سرور اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے وقت قیام قیامت دریافت کیا تو آنحضرت سراپا رحمت صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے ما المسئول عنہا باعلم من السائل فرما کر یہی آیہ شریفہ جو جانب مخالف نے نقل کی تلاوت فرمائی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اشعۃ اللمعات میں یہ تحریر فرمایا۔ مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل ہیچ کس اینہا را نداند آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا

کسے آنزاندانند مگر آنکہ وے تعالےٰ از نزد خود کسے را بوحی و الہام بدانانند۔ اب ایک فارسی داں بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس کو جناب حق سبحانہ تعالیٰ نے یہ علم تعلیم فرما دیا اس سے اس آیت میں علم کی نفی نہیں ہے بلکہ صرف اسی شخص سے ہے جو اٹکل سے اِن علوم کے جاننے کا مدعی ہو۔ علامہ ابراہیم بیجوری شرح قصیدہ بردہ صـ۲۲ میں فرماتے ہیں ولم یخرج صلے اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم من الدنیا الا بعد ان اعلمہ اللہ تعالےٰ بھذہ الامور الخمسۃ کتاب ابریز صفحہ ۱۵۰ میں ہے قلت للشیخ رضی اللہ عنہ فان علماء الظاھر من المحدثین وغیرھم اختلفوا فی النبی صلے اللہ علیہ وسلم ھل کان یعلم الخمس المذکورات فی قولہ تعالےٰ ان اللہ عندہ علم الساعۃ الایہ فقال کیف یخفےٰ امر الخمس علیہ صلے اللہ علیہ وسلم والواحد من اھل التصرف من امتہ الشریفۃ لا یمکنہ التصرف الا بمعرفۃ ھذہ الخمس یعنی میں نے اپنے شیخ عبدالعزیز عارف رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ علماء ظاہر یعنی محدثین وغیرہ کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو اُن پانچ چیزوں کا علم تھا کہ جن میں آیہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ وارد ہوئی تو شیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ ان پانچوں کا علم حضور پر کیسے مخفی رہ سکتا ہے جبکہ اک صاحب تصرف اُمتی کو بغیر اِن پانچوں کے علم کے تصرف ممکن نہیں۔ اِس عبارت نے واضح کر دیا کہ حضور اور حضور کے خدام ان پانچوں کے عالم ہیں خلاصہ یہ ہے کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اِس عالم سے تشریف لیجانے کے قبل اِن پانچوں چیزوں کا علم عطا ہو گیا تھا۔ چونکہ اب اختصار پر نظر ہے اِس لئے اس موقع پر صرف ان تین گواہوں پر کفایت کر کے مزید اطمینان کے لئے جدا جدا ثابت کیا جاتا ہے اِن پانچوں میں سے ہر اک کا علم سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے اور سوائے قیامت کے اور چیزوں کی خبریں لوگوں کو اکثر حضرت نے سنائی ہیں تفسیر روح البیان جلد ۲ کے صـ۳۶۹ پر آیہ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا کے تحت میں ہے قد ذھب بعض المشائخ الی ان النبی صلے اللہ

علیہ وسلم کان یعرف وقت الساعۃ باعلام اللہ تعالی وھو لا ینافی الحصر
فی الآیۃ کما لا یخفی فتوحات وہبیہ شرح اربعین نوویہ کے صفحہ ۶۴ میں ہے فان
قیل قولہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت انا والساعۃ کھاتین یدل علی ان
عندہ منھا علما والآیات تقتضی ان اللہ تعالی متفرد بعلمھا فالجواب کما قال
الحلیمی ان معناہ انا النبی الاخیر فلا یلینی نبی آخر وانما تلینی القیمۃ والحق
کما قال جمع ان اللہ سبحانہ وتعالی لم یقبض نبینا علیہ الصلوۃ والسلام
حتی اطلعہ علی کل ما ابھمہ عنہ الا انہ امرہ بکتم بعض والاعلام ببعض
ان عبارتوں سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو وقت قیامت
بتعلیم الٰہی معلوم تھا بلکہ آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے ان تمام چیزونکا
علم دیکر اس عالم سے اٹھایا کہ جن کو آپ سے مبہم رکھا تھا اور بعض علوم کے پوشیدہ
رکھنے اور بعض کے ظاہر کرنے کا حکم دیا اور مینہ کے بارہ میں بھی آیت کے یہ معنی ہیں
کہ تعلیم الٰہی بھی کوئی مینہ برسنے کا وقت نہیں جان سکتا مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۷۳ میں
ایک طویل حدیث ترمذی کی نواس بن سمعان کی روایت سے باب العلامات بین یدی
الساعۃ میں رسول اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں ثم
یرسل اللہ مطرا لا یکن منہ بیت مدر ولا وبر جس سے صاف ظاہر ہے کہ بعد
فتنہ یاجوج وماجوج کے اللہ تعالے ایک عالمگیر مینہ بھیجے گا جس سے کسی شہر یا
گاؤں کا کوئی مکان خالی نہ رہے گا الخ اور اسی مشکوٰۃ شریف کے صد۴۸۱ باب لا تقوم
الساعۃ الا علی شرار الناس میں عبد اللہ بن عمرو کی روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں ثم
یرسل اللہ مطرا کانہ الطل فینبت منہ اجساد الناس اس حدیث سے معلوم
ہوتا ہے کہ جب سب آدمی مرجائیں گے تو اللہ تبارک وتعالے امینہ کو بھیجے گا گویا کہ وہ
شبنم ہے پس اس مینہ سے آدمیوں کے جسم اُگیں گے - اب خوب ثابت ہوگیا کہ سرور
اکرم نے مینہ برسنے کی خبر قبل از وقت سنائی اور قبل از وقت بھی کیسی سینکڑوں سال
پہلے اب یہ بھی خیال رکھئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بدولت یہ دولت

مینہ کا بیان

آپ کے خادموں کو بھی میسر ہے چنانچہ تفسیر عرائس البیان میں اسی آیت شریفہ کے تحت
میں فرمایا ہے ولکن کثیرا ما سمعت من الاولیاء یقول یمطر السماء غدا او لیلا
فیمطر کما قال کما سمعنا ان یحیی بن معاذ کان علی راس قبر ولی وقت دفنہ
وقال لعامۃ من حضروا ان ھذا الرجل من اولیاء اللہ الٰھی انکنت صادقا
فانزل علینا المطر قال الراوی فنظرت الی السماء وما رائت فیھا راحۃ سحاب
فانشاء اللہ سبحانہ سحابہ مثل ترس فمطرت فرجعنا مبتلین خلاصہ یہ کہ
میں نے اولیا سے یہ بہت سنا ہے کہ کل کو مینہ برسے یا رات کو پس برستا ہے
یعنی اسی روز کہ جس روز کی انہوں نے خبر دی ہے اور ہم نے سنا ہے کہ یحیی بن معاذ ایک
ولی کے دفن کے وقت قبر پر موجود تھے اور انہوں نے عام حاضرین سے کہا یہ شخص یعنی جو
دفن کئے گئے ہیں ولی ہیں اور یا الہی اگر میں سچا ہوں تو مینہ برسا دے۔ راوی نے
کہا کہ میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو بادل کا پتہ نہ تھا پس اللہ نے بادل پیدا کرکے
مینہ برسایا کہ ہم لوٹ کر بھیگے ہوئے آئے۔

(۳) اور اسی طرح آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے ما فی الارحام کی بھی خبر
دی یعنی قبل پیدا ہونے کے بتا دیا کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی چنانچہ امام مہدی کے پیدا ہونیکی
خبر جو آنحضرت نے سنائی ہے اور صحیح حدیثوں میں مذکور اور عام لوگوں کی زبانوں پر
ہے صاف بتا رہی ہے کہ آپ کو لڑکا پیدا ہونے کی خبر اس وقت سے ہے کہ جب نطفہ بھی
باپ کی پیٹھ میں نہیں بلکہ اس سے بھی بہت پہلے۔ ایسے ہی حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے امام حسین علی جدہ وعلیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبر دی چنانچہ مشکوۃ شریف
کے ص۵۷۲ باب مناقب اہل بیت میں بروایت ام فضل وارد ہے کہ ام فضل نے حضرت
کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے آج شب ایک نہایت ناپسند خواب دیکھا
ہے فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا عرض کیا کہ وہ بہت سخت ہے فرمایا کیا ہے
عرض کیا میں نے دیکھا ہے کہ گویا ایک ٹکڑا حضور کے جسم کا کاٹا گیا اور میری گود میں
رکھا گیا حضرت نے فرمایا کہ یہ خواب تو اچھا ہے انشاء اللہ تعالےٰ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا، کے لڑکا ہوگا اور وہ تیری گود میں ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ الفاظ حدیث کے یہ ہیں
تلد فاطمۃ انشاء اللہ غلاما یکون فی حجرک ذرا تفسیر عرائس البیان میں و یعلم ما فی
الارحام کے تحت صفحہ ۱۴۸ میں ملاحظہ کیجئے فرماتے ہیں و سمعت ایضا من بعض اولیاء اللہ
انہ اخبر ما فی الرحم من ذکر و انثی و رایت بعینی ما اخبر حاصل یہ کہ میں نے بعض
اولیاء اللہ سے یہ بھی سنا کہ انہوں نے ما فی الرحم کی خبر دی کہ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی
اور میں نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ انہوں نے جیسی خبر دی ویسا ہی وقوع میں آیا۔
ذرا بستان المحدثین حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ
کی ملاحظہ ہو کہ وہ صـ۱۴۲ میں فرماتے ہیں نقل می کنند کہ والد شیخ ابن حجر را فرزند نمی زیست
کشیدہ خاطر بحضور شیخ رسید شیخ فرمود از پشت تو فرزندے خواہد بر آمد کہ بعلم خود دنیا را پر کند
یعنی شیخ ابن حجر عسقلانی کے والد ماجد کی اولاد زندہ نہیں رہا کرتی تھی ایک روز
رنجیدہ ہوکر اپنے شیخ کے حضور میں پہنچے شیخ نے فرمایا کہ تیری پشت سے ایسا فرزند ارجمند
پیدا ہوگا کہ جس کے علم سے دنیا بھر جائیگی۔ چنانچہ ابن حجر پیدا ہوئے۔ اب ذرا انصاف فرمایئے
کہ ایک ولی کو تو خبر ہے کہ بیٹا ہوگا اور اسکا عالم ہونا بھی معلوم مگر رسول اللہ صلے اللہ تعالے
علیہ وسلم ہی کو خبر نہ ہوگی کہ پیٹ میں کیا ہے صاحبو للہ انصاف اور اسی طرح کل کی بات کا
جاننا۔ اس کے متعلق بھی تفسیر عرائس البیان صـ۱۴۹ جلد ۲ میں یوں مسطور ہے بما سمعت
واقعۃ عنہم قبل المجی یعنی میں نے اولیا سے اکثر اگلے روز کا واقعہ قبل اس کے ہونے کے
سنا ہے اور رسول اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے تو قیامت تک کی خبریں دیدیں چنانچہ
مشکوٰۃ شریف صـ۵۴۳ باب معجزات میں بروایت عمرو بن اخطب انصاری مروی ہے کہ انہوں
نے کہا کہ ہم کو ایک روز رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے امام ہوکر نماز
فجر پڑھائی پھر منبر پر چڑھکر ظہر تک خطبہ کیا پھر اُتر کر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھکر عصر تک خطبہ کیا
پھر اُتر کر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھکر غروب تک خطبہ کیا اور جو کچھ قیامت
تک ہونے والا ہے اُس کی خبر دیدی۔ پس ہم میں وہی سب سے
زیادہ عالم ہے جو سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہے الفاظ حدیث کے

یہ ہیں صلی بنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوماً الفجر وصعد علی
المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلے ثم صعد المنبر حتی غربت
الشمس فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیمۃ قال فاعلمنا احفظنا رواہ مسلم
دو چار باتیں ہوں تو گن لیں کہ حضرت نے فلاں کی خبر دی جب انہوں نے قیامت تک کے
احوال بتا دیئے تو کہاں تک گنے جاویں لیکن مخالفین کی سختی دیکھ کر اس موقع پر ایک
اور حدیث جس میں صاف لفظ غد موجود ہے نقل کیجاتی ہے تاکہ پھر کسی طور پر انکار
کی مجال نہو وہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے یوم خیبر
میں فرمایا کہ میں کل کو ضرور یہ جھنڈا ایسے شخص کو دونگا کہ اللہ اس کے ہاتھ پر فتح
کرائے[۱] گا اور وہ شخص اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا
رسول اس شخص کو دوست رکھتے ہیں چنانچہ الفاظ اس حدیث کے کہ بروایت سہل ابن سعد
سرکار اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں اور مشکوٰۃ شریف کے صـ۵۶۳ باب مناقب علی بن
ابی طالب میں موجود ہیں یہ ہیں قال یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایۃ غدا رجلا یفتح
اللہ علی یدیہ یحب اللہ و رسولہ ویحبہ اللہ و رسولہ اور یہیں مخالفین کے
اس شبہہ کا بھی جواب سن لینا چاہیئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو جنہوں
نے اپنے آبا مقتولین یوم بعاث کا مرثیہ گانے میں وفینا نبی یعلم ما فی غد کہدیا تھا
یہ فرمایا کہ اس قول کو چھوڑ دے اور جو کچھ کہہ رہی تھی وہی کہے جاؤ۔ یہ بھی وہابیوں کا ایک
بڑا اعتراض ہے اس کو انکے مرشد نے تقویۃ الایمان میں بھی لکھا ہے۔ اور مولوی
غلام محمد اندھیری نے غیبی رسالہ میں اور مخالفین نے اپنی اپنی تحریروں میں لکھا ہے ہر چند
کہ اوپر کی منقولہ عبارات سے منصف مزاج آدمی دریافت کر سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ما فی غد بتا دیا اور آپ کو اس کا علم تھا پھر یہ اعتراض قابل جواب نہیں مگر توفیق
کے لیئے مرقاۃ المفاتیح سے اس کی شرح بھی نقل کیجاتی ہے و انما منع القائلۃ بقولھا وفینا
نبی الخ لکراھۃ نسبۃ علم الغیب الیہ لانہ لا یعلم الغیب الا اللہ و انما یعلم الرسول

۱؎ چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ حدیث میں موجود ہے۔ ۱۲

من الغیب ما اعلمہ او لکراھۃ ان یذکر فی اثناء ضرب الدف واثناء مرثیۃ لقتلی لعلو منصبہ لحن ذلك اس سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو اسواسطے منع کر دیا کہ انہوں نے غیب کی نسبت مطلقاً آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی طرف کردی تھی در آنحالیکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام بتعلیم الٰہی جانتے ہیں یا اس واسطے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے اس بات کو مکروہ جانا کہ دف بجانیمیں آپکا ذکر کیا جائے یا مقتولین کا مرثیہ گانیمیں آپ کی ثنا کیجائے اس لیئے کہ یہ آپکے علوئے منصب کے خلاف ہے رہی یہ بات کہ کوئی نہیں جانتا کہ کہاں مریگا۔ اس کے متعلق بھی تفسیر عرائس البیان میں ملاحظہ کیجئے۔ وربما قالوا انی امرت بموضع کذا ومنھم ابو غریب الاصفہانی قدس اللہ روحہ مرض فی شیراز فی زمان الشیخ ابی عبد اللہ بن حنیف قدس روحہ وقال اذا مت فی شیراز فلا تدفنونی الا فی مقابر الیھود فانی سالت اللہ ان اموت فی طرطوس فبرأ ومضی الی طرطوس ومات بھا رحمۃ اللہ علیہ حاصل یہ کہ اولیاء اللہ نے اکثر کہا ہے کہ میں فلاں جگہ مروں گا اور انہی میں سے ابو غریب اصفہانی رحمۃ اللہ بھی ہیں کہ وہ بھی شیراز میں ابو عبداللہ بن حنیف رحمۃ اللہ کے زمانہ میں مریض ہو کر کہنے لگے کہ اگر میں شیراز میں مروں تو مجھ کو مقابر یہود میں دفن کرنا میں نے اللہ سے سوال کیا ہے کہ میں طرطوس میں مروں پس وہ اچھے ہو گئے اور طرطوس جاکر وفات پائی کیا اب بھی کسی مسلمان کو شک ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو یہ علم بعطائے الٰہی حاصل نہ تھا ابو آپکے امتیوں کے لیئے بھی ثابت ہو گیا۔ خود ہمارے حضرت نے اپنی وفات کی جگہ بتادی چنانچہ معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجتے وقت حضور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم خود انکے ساتھ وصیت فرماتے ہوئے تشریف لائے اور جب وصیت فرما چکے تو فرمایا اے معاذ قریب ہے کہ اس سال کے بعد ہماری تمہاری ملاقات نہو اور شاید کہ تم میری اس مسجد اور قبر پر گزرو۔ یہ کلمہ جانگزا سنکر معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فراق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال

لہ یعنی انہیں یقین تھا کہ مجھیں طرطوس جاکر موت آئے گی جبھی تو دعوے سے فرمایا کہ اگر میں شیراز میں مر جاؤں تو مجھے یہودیوں کے گورستان میں دفن کرنا یعنی مجھے شیراز میں ہرگز موت نہ آئے گی منہ سلمہ اللہ تعالے۔

سے بیقرار ہو کر رونے لگے مشکوٰۃ شریف میں ہے وعن معاذ بن جبل قال لما بعثہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی الیمن خرج معہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوصیہ ومعاذ راکب ورسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یمشی تحت راحلتہ فلما فرغ قال یا معاذ انك عسی ان لا تلقانی بعد عامی ھذا او لعلك ان تمر بمسجدی ھذا وقبری فبکی معاذ جشعا لفراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے علاوہ اور بہت سی حدیثیں ان مضامین کو ثابت کرتی ہیں جنکے نقل کی اس مختصر میں گنجائش نہیں اولیائے احوال بھی بکثرت ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے انکو یہ علوم عطا فرمائے ہیں شیخ ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی الکمال فی اسماء الرجال صـ۲۴ میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حال میں لکھتے ہیں قال المزنی دخلت علی الشافعی فی علتہ التی مات فیہا فقلت کیف اصبحت قال اصبحت من الدنیا راحلا وللاخوانی مفارقا ولکاس المنیۃ شاربا ولسوء اعمالی ملاقیا وعلی اللہ وارد الخ یعنی مزنی نے کہا کہ جس مرض میں امام شافعی رحمہ اللہ نے وفات پائی اسمیں میں انکے پاس گیا اور میں نے کہا کہ آپنے کس حال میں صبح کی فرمایا اس حال کہ میں دنیا سے سفر کرنیوالا ہوں۔ اپنے بھائیوں سے جدا ہونیوالا ہوں موت کا جام پینے والا ہوں اپنے سوء اعمال سے ملنے والا ہوں۔ اللہ پر وارد ہونیوالا ہوں۔ کہئے صاحب یہاں تو امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی وفات کی خبر دی اور آپ کو ابھی سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم میں بھی شبہ ہو اب بخوبی ثابت ہوگیا کہ اس آیت سے نفی علم عطائی کی سمجھنا مخالفین ہی کا کام ہے اور اسی مضمون کے قریب قریب ایک دوسری آیت جو ہردم مخالفین کی زبانوں پر رہتی ہے اور جس سے بے محل استشہاد کیا جاتا ہے یہ ہے وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو یعنی اللہ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں نہیں جانتا ہے کوئی اس کو مگر وہی اس آیت سے بھی نفی علم عطائی کی ثابت کرنا ظلم ہے۔ تفسیر عرائس البیان میں اسی آیہ کے تحت میں مسطور ہے قال الجریری لا یعلمھا الا ھو ومن یطلعہ علیھا من صفی وخلیل وحبیب وولی یعنی جریری نے کہا کہ مفاتح غیب کو کوئی نہیں جانتا مگر اللہ اور وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ انپر اطلاع دے خواہ وہ صفی ہو یا خلیل یا حبیب یا ولی

اور اس سے چند سطر اوپر اسی تفسیر میں لکھا ہے وقولہ لا یعلمہا الا ھو ای لا یعلم الاولون والاخرون قبل اظہارہ تعالی ذلک لہم یعنی اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ظاہر کرنے کے پہلے کوئی نہیں جان سکتا۔ اب خیال فرمائیے کہ کیا اس آیت سے ثابت ہو گیا کہ اللہ کی تعلیم سے بھی ان علوم کا کوئی عالم نہیں ہو سکتا نہیں ہرگز نہیں بلکہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکے اظہار کے بعد اسکے اولیاء و اصفیاء تک کو ان مفاتیح غیب کا علم حاصل ہو جاتا ہے چہ جائیکہ سید الانبیاء صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو۔

الباب الثانی

ہر چند کہ گزشتہ تحریر علم نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت ثابت کرنے میں کافی ہے اور غور کرنے والے کو اسمیں محل انکار نہیں لیکن وہابیہ کی عادت ہے کہ وہ لوگوں کو چھوٹے چھوٹے نئے نئے شبہے بتلاتے رہتے ہیں اس لئے اس باب میں انکے شبہات کے مختصر جوابات لکھے جاتے ہیں تاکہ مسلمانوں کو آگاہی ہو اور وہابیہ کے اعتقادات سے بچیں **شبہہ اول** قرآن شریف کی بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب نہ تھا چنانچہ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب[1] دوسری آیۃ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر[2] اسپر دال ہے **جواب** ان آیتوں سے حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم نہ ہونے کی دلیل لانا خود قرآن سے جاہل ہونیکی دلیل ہے یہاں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں غیب جاننے کا مدعی نہیں تواضع ہے جمل حاشیہ جلالین جلد ۲ صفحہ ۲۳۵ میں تفسیر خازن سے نقل کیا ہے فان قلت قد اخبر صلی اللہ علیہ وسلم عن المغیبات وقد جاءت احادیث فی الصحیح بذالک وھو من اعظم معجزاتہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم فکیف الجمع بینہ وبین قولہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر قلت یحتمل ان یکون قالہ علی سبیل التواضع والادب والمعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ علیہ ویقدرہ لی ویحتمل ان یکون قال

[1] کہدو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ میں تمسے یہ نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں [2] اگر میں غیب جانتا ہوتا تو خیر زیادہ کر لیتا۔

ایک غیبی رسالہ ... نعمتہ ... ۵۵ ... المسلمین ... ۲۸ ... التوحید ... اہل حدیث کا مذہب ... میں ہے

ذالک قبل ان یطلعہ اللہ عزوجل علی علم الغیب اس عبارت کا حاصل مضمون یہ ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بکثرت مغیبات کی خبریں دیں اور یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے اور غیب کا علم حضور کے اعظم معجزات میں سے ہے پھر آیہ ولو کنت اعلم الغیب الخ کے کیا معنی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے اپنی ذات جامع کمالات سے علم کی نفی تواضعاً فرمائی اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ میں غیب نہیں جانتا مگر اللہ تعالے کے مطلع فرمانے سے اور اس کے مقدر کرنے سے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ علم غیب عطا ہونے سے پہلے لو کنت الآیۃ فرمایا ہو اور علم اس کے بعد عطا ہوا۔ غرضکہ یہ آیات حضرت محمد مصطفے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے غیب نہ جاننے پر دلیل نہیں یا آیات مذکورہ کا یہ مطلب ہے کہ بالذات اور بالاستقلال غیب کا علم کسی کو نہیں ہمارے حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے تو تعلیم الٰہی ہے چنانچہ تفسیر نیشاپوری میں ہے ای قل لا اعلم الغیب فیکون فیہ دلالۃ علی ان الغیب بالاستقلال لا یعلمہ الا اللہ خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت اس امر کی دلیل ہے کہ بالاستقلال کوئی غیب کا عالم نہیں سوائے خدائے تعالےٰ کے۔ علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں وقولہ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ تعالے فامر محقق قال اللہ تعالی عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول یعنی آیہ لو کنت الخ میں اس علم کی نفی ہے جو بے واسطہ ہو لیکن بواسطہ تعلیم الٰہی کے پس بیشک ہمارے حضرت کے لئے ثابت ہے جیسا کہ باری تعالےٰ نے فرمایا عالم الغیب فلا یظھر الآیہ یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ آیہ شریفہ میں لفظ لو کنت اعلم اور لاستکثرت اور ما مسنی سب صیغے ماضی کے ہیں جو زمانہ گزشتہ پر دلالت کرتے ہیں، آیت شریفہ کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر میں زمانہ گزشتہ میں غیب کو جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور مجھ کو برائی نہ پہنچتی۔ اگر جملہ عبارات مسطورہ بالا سے قطع نظر کر کے حسب زعم مخالف یہ فرض کر لیا جائے کہ اس آیہ شریفہ سے انکار غیب معلوم ہوتا ہے تو بھی ہمیں کچھ مضر نہیں اس لئے کہ اگر بالفرض آیت میں انکار ہے تو زمانہ گزشتہ میں حاصل ہونے کا انکار ہے کہ اگر میں پہلے غیب جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور برائی مجھے نہ پہنچتی۔ اس آیت میں اس

امر پر دلالت نہیں کہ میں اب بھی غیب نہیں جانتا یا آئندہ بھی مجھے اسکا علم نہو گا پس اگر آیت میں بیان ہے تو اُسوقت کا بیان ہے کہ جسوقت حضرت محمد مصطفی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو غیب پر اطلاع نہ دی گئی تھی نہ اُسکے بعد کا جیسا کہ اوپر حاشیہ جمل کی عبارت سے واضح ہو چکا۔

شبہہ دوم قرآن شریف میں ہے ومنہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے ہمارے حضرت محمد مصطفے صلے اللہ تعالے علیہ وسلم سے بعض انبیاء کا قصہ نہیں کیا پھر وہ تمام چیزوں کے عالم کیونکر ہوئے؟

جواب آیہ شریفہ کی یہ مراد ہے کہ ہمنے بواسطہ وحی جلی کے قصہ نہیں کیا یہ علم نہونیکی دلیل نہیں اس لئے کہ حق سبحانہ تعالے نے حضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو بواسطہ وحی خفی کے اسپر مطلع فرمایا ہے چنانچہ ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد ۵ صفحہ ۵ میں فرماتے ہیں ھذا لاینافی قولہ تعالے ولقد ارسلنا رسلا من قبلک منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک لان المنفی ھو التفصیل والثابت ھو الاجمال والنفی مقید بالوحی الجلی والثبوت متحقق بالوحی الخفی ہمارے حضرت سید نا مولانا محمد مصطفے صلے اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم نے فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہیں اور انمیں سے تین سو پندرہ رسول ہیں پس ہمارے حضرت کا انبیاء کی تعداد بتانا آیت کے منافی نہیں اس لئے کہ آیت میں نفی تفصیل کی ہے اور اجمال ثابت ہے۔ یا آیت کی نفی وحی جلی کے ساتھ مقید ہے اور ثبوت وحی خفی سے متعلق ہے۔

شبہہ سوم کلام اللہ میں ہے لا تعلمھم نحن نعلمھم اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو منافقین کے حال کی خبر نہیں۔

جواب اول تو اس آیت سے یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ سرور اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو بتعلیم الٰہی بھی منافقین کے حال کا علم نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ تعالے علیہ وسلم تم منافقین کے حال کو اپنی فراست اور دانائی سے نہیں جانتے چنانچہ بیضاوی میں ہے خفی علیک حالھم مع کمال فطنتک وصدق فراستک مگر حضرت بتعلیم الٰہی ضرور جانتے ہیں چنانچہ جمل جلد ۴ صفحہ ۱۰۳ میں ہے معنے الآیۃ وانک یا محمد لتعرفن المنافقین فیما یعرضون بہ من القول من تھجین امرک وامر المسلمین وتقبیحہ والاستھزاء بہ فکان بعد ھذا لایتکلم منافق عند النبی

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا عرفہ بقولہ ولیستدل بفحوی کلامہ علی فساد باطنہ ونفاقہ دوم یہ کہ یہ آیت پہلے نازل ہوئی اس کے بعد علم عطا فرمایا گیا چنانچہ اسی جمل میں تحت آیہ لاتعلمہم کے مسطور ہے فان قلت کیف نفی عنہ علمہ بحال المنافقین واثبتہ فی قولہ تعالے ولتعرفنہم فی لحن القول فالجواب ان ایۃ النفی نزلت قبل ایۃ الاثبات فلا تنافی کذا فی کرخی پس اب ثابت ہوگیا کہ آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم منافقین کے حال کے بھی عالم ہیں۔

شبہہ چہارم ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی الخ

مخالفین کی خوش فہمیوں نے انھیں اس امر پر آمادہ کر دیا کہ وہ یہ کہتے پھرتے ہیں کہ حضرت سراپا رحمت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو روح کا علم نہ تھا۔

جواب سبحان اللہ جانب مخالف کس درجہ عقیل ہیں بھلا یہ آیت کے کس لفظ کا ترجمہ کہ رسول اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو روح کا علم نہ تھا۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سے روح کی نسبت سوال کرتے ہیں تم کہدو کہ روح میرے رب کے امر سے ہے اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت کو اسکا علم نہ تھا اب محققین کا فیصلہ اس امر میں کیا ہے وہ ملاحظہ فرمائیے امام محمد غزالی رحمۃ اللہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں ولا تظن ان ذلک لم یکن مکشوفا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان من لم یعرف نفسہ فکیف یعرف اللہ سبحانہ ولا یبعد ان یکون ذلک مشکوفا لبعض الاولیاء والعلماء یعنی گمان نہ کر کہ رسول خدا صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو یہ ظاہر نہ تھا اس لئے کہ جو شخص روح کو نہیں جانتا وہ اپنے نفس کو نہیں پہچانتا اور جو اپنے نفس کو نہیں پہچانتا وہ اللہ سبحٰنہ تعالیٰ کو کیونکر پہچان سکتا ہے اور بعید نہیں ہے کہ بعض اولیاء اور علماء کو بھی اسکا علم ہو شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ جلد دوم ص۳ میں فرماتے ہیں چہ گونہ جرأت کند

مومن عارف کہ نفی علم بحقیقت روح از سید المرسلین وامام العارفین صلی اللہ علیہ وسلم کند داوہ است
او را حق سبحانہ تعالیٰ علم ذات وصفات خود وفتح کردہ بروے فتح مبین از علوم اولین وآخرین
روح انسانی چہ باشد کہ در جنب جامعیت وے قطرہ ایست از دریا و ذرہ ایست از بیدار

اس سے صاف ظاہر ہے کہ روح کا علم حضرت کے دریائے علم کا ایک قطرہ ہے اور حق تعالےٰ نے حضرت کو رحمت فرمایا

شبہہ پنجم کافروں نے حضرت عائشہ پر تہمت باندھی تھی حضرت کو نہایت رنج ہوا تھا جب بہت روزوں کے بعد خدا نے قرآن میں فرمایا کہ عائشہ پاک ہے کافر جھوٹے ہیں تب حضرت کو خبر ہوئی اگر آگے سے معلوم ہوتا تو کیوں غم ہوتا (از نصیحۃ المسلمین خرم علی بلہوری)

جواب سرمایۂ ناز مخالفین کا یہی شبہہ ہے جو ہر چھوٹے بڑے کو یاد کرا دیا گیا ہے اور اس بیباکی سے زبان پر آتا ہے کہ خدا کی پناہ۔ پھر اگر انصاف سے غور فرمایئے تو کھلجائے کہ بجز ابلہ فریبی کے اور کچھ نہیں اللہ ہوش درست نصیب فرمائے تو سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں ہے کہ بدنامی ہر شخص کو غم کا باعث ہوتی ہے اور پھر جھوٹی بدنامی اگر اپنی بدنامی ہوتے دیکھیں اور لوگوں کے طعن سنیں اور یقینا جانیں کہ جو ہم کو کہا جاتا ہے بالکل غلط اور سراسر بہتان ہے تو کیا حیاداروں کو رنج نہ ہوگا اور جو ہوگا تو وہ انکی بدگمانی کی دلیل ہو جائیگا ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ حضرت سراپا رحمت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی نسبت کسی قسم کی بدگمانی نہ تھی۔ پھر غم کیوں تھا۔ صرف اس وجہ سے کہ کافروں کی یہ حرکت یعنی تہمت اور اسکی شہرت پریشانی کا باعث ہو گئی تھی یہ وجہ غم کی تھی نہ اصل واقعہ کی ناواقفیت جیسا کہ سفہاء زمانہ کا خیال ہے **تفسیر کبیر جلد ۶** مطبوعہ مصر میں ہے فان[ف] قیل کیف جاز ان تکون امرأۃ النبی کافرۃ کامراۃ نوح ولوط ولم یجز ان تکون فاجرۃ وایضا فلو لم یجز ذلک لکان الرسول اعرف الناس بامتناعہ ولو عرف ذلک لماضاق قلبہ ولما سال عائشۃ کیفیۃ الواقعۃ قلنا الجواب عن الاول ان الکفر لیس من المنفرات

[ف] پس اگر کہا جاوے کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ انبیا علیہم السلام کی بیبیاں کافر تو ہوں جیسے کہ حضرت لوط اور نوح علیہم السلام کی ہوگئی تھیں اور بدکار نہوں اور اگر یہ ممکن نہوتا کہ انبیاء علیہم السلام کی بیبیاں فاجرہ ہوں تو رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ضرور معلوم ہوتا اور جب حضرت کو یہ معلوم ہوتا کہ نبیوں کی بیبیاں فاجرہ ہو ہی نہیں سکتیں تو حضور تنگدل نہوتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے واقعہ کی کیفیت دریافت نفرماتے تو پہلے بات کا جواب تو یہ ہے کہ کفر نفرت دینے والی چیز نہیں ہے مگر بی بی کا فاجرہ (بدکار) ہونا نفرت دلانیوالی چیز ہے لہذا ممکن نہیں کہ انبیا علیہم السلام کی بیبیاں فاجرہ (بدکار) ہوں دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کافروں کے اقوال سے تنگدل اور مغموم ہو جایا کرتے تھے باوجودیکہ حضور کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کفار کے یہ اقوال بالکل فاسد ہیں چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون یعنی ہم جانتے ہیں کہ آپ انکی بیہودہ باتوں سے تنگدل ہوتے ہیں تو یہ واقعہ بھی ایسا ہے یعنی حضور کا تنگدل ہونا محض کفار کی بیہودہ گوئی پر تھا باوجودیکہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ان کی بیہودہ بکواس کا باطل اور جھوٹا ہونا معلوم تھا ۱۲ منہ

اما کونہا فاجرۃ فمن المنفرات والجواب عن الثانی انہ علیہ السلام کثیرا ما کان یضیق قلبہ من اقوال الکفار مع علمہ بفساد تلک الاقوال قال اللہ تعالی ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون فکان ھذا من ھذا الباب جب رسول اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کافروں کے مفسدانہ اقوال سے تنگ ہوتے تھے جسکو خود حق سبحانہ تعالی فرماتا ہے ولقد نعلم انک یضیق الآیۃ اور ان مفسدوں کے اقوال کے فساد کو جانتے بھی تھے اسی طرح اس موقع پر بھی کفار کی جھوٹی تہمت سے مغموم تھے اور یہ جانتے تھے کہ کافر جھوٹے ہیں صاحب تفسیر کبیر کی یہ تقریر نہایت معقول ہے ہر شخص جس کو زنا وغیرہ کی تہمت سے متہم کریں اور ہر جگہ اسی کا چرچا اسی کا ذکر ہو تو وہ شخص اور نیز اسکے اقارب باوجود اسکی پاکی کے اعتقاد کے بھی سخت مغموم و پریشان ہونگے یہی وجہ تھی کہ حضرت کو غم ہو اگر مخالف عنید یا بدبخت پلید نہیں مانیگا جبتک دو الزام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی نہ لگائے ایک عدم علم کا اور ایک یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا پر بدگمانی کی جو شرعا ناجائز ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تقوے اور تہمین کے منافق ہونے کیطرف کچھ توجہ نہ فرمائی۔ چاہیے تو تھا گمان نیک اور کی بدگمانی معاذ اللہ تفسیر کبیر جلد ۶ میں ہے

وثانیہا[1] ان المعروف من حال عائشۃ قبل تلک الواقعۃ انما ھو الصون والبعد عن مقدمات الفجور ومن کان کذالک کان اللائق احسان الظن بہ وثالثہا ان القاذفین کانوا من المنافقین واتباعہم وقد عرف ان الکلام العدو المفتری ضرب من الھذیان فلمجموع ھذہ القرائن کان ذلک القول معلوم الفساد قبل نزول الوحی۔

اگرچہ تفسیر کبیر کی عبارتوں سے یہ بات یقینی ہو چکی ہے کہ اس قصہ افک سے عدم علم نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم پر استدلال کرنا سخت بیحیائی ہے اور حضرت کو قبل از نزول وحی علم تھا کہ صدیقہ پاک ہیں پھر حضرت کا ظاہر نہ فرمانا بالکل عقل کے موافق ہے کوئی اپنے قضیہ اور معاملہ کا خود فیصلہ نہیں کر لیتا

---

[1] یعنی دوم یہ کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے پیشتر کے حالات سے ظاہر تھا کہ عائشہ مقدمات فجور سے بہت دور اور پاک ہیں اور جو ایسا ہو اسکے ساتھ نیک گمان کرنا چاہیے سوم یہ کہ تہمت لگانیوالے منافق اور انکے اتباع تھے اور یہ ظاہر ہے کہ مفتری دشمن کی بات ایک ہذیان ہے پس بنابراں جمیع قرائن کے یہ قول بدتر از بول جس سے مخالفوں نے مدد چاہی ہے نزول وحی سے قبل معلوم الفساد تھا۔ ۱۲ منہ

دوسرے وحی کا انتظار کہ فضیلت اور براءۃ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قرآن پاک سے
ثابت ہو تاکہ اس تہمت کا جتنا رنج ہوا ہے وہ سب کالعدم ہو کر مسرت تازہ حاصل ہو
مگر اب ہم ایک ایسی مضبوط دلیل لائیں جسکے بعد مجالِ گفتگو نہو حدیث افک جو بخاری
کی کتاب الشہادات باب تعدیل النساء بعضھن عن بعض میں ہے اسمیں ہے فقال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من یعذرنی من رجل بلغنی اذاہ فی اھلی فواللہ ما
علمت علیٰ اھلی الا خیرا و قد ذکروا رجلا ما علمت علیہ الا خیرا اس سے صاف ظاہر ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکی پر یقین تھا اور کفار
کی تہمت سے شبہہ تک نہیں ہوا اسی واسطے آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے اپنی اہل پر خیر کا یقین ہے
اب بھی اگر کوئی انکار کرے اور کہے کہ نہیں حضرت کو علم نہ تھا تو اس منکر متعصب کا دنیا میں تو کیا علاج
مگر میدان حشر میں انشاء اللہ اس بیباک کو ضرور اپنی اس بیباکی کی سزا ملیگی کہ سرور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے جس چیز پر قسم کھا کر فرمادیا کہ میں خیر جانتا ہوں۔ یہ دشمن دین اسی کو کہے کہ وہ نہیں
جانتے تھے معاذ اللہ۔ مومن کامل کے لیے تو اتنا ہی کافی تھا کہ جب بدگمانی شرعًا جائز نہیں تو
سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہرگز شبہہ بھی نہ تھا اس لیے کہ آپ معصوم ہیں یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ
حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر یا کسی پر بدگمانی کریں مگر اتمام معاند کے لیے بھی بحمد اللہ تعالیٰ
حدیث و تفسیر سے ثابت ہوا کہ حضرت کو اس واقعہ سے ناواقفیت نہ تھی نہ حضرت صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت کوئی بدگمانی اور آپکے پرتو فیض سے جو صحابہ کرام رضوان اللہ
تعالیٰ علیہم اجمعین کے سینوں میں جلوے نظر آئے اور انھوں نے بوقت مشاورت بیان فرمائے
اس مختصر میں گنجائش نہیں کہ مذکور ہو سکیں اور حضرت سرور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف ایک مدت تک توجہ فرمانا بھی انکی طرف بدگمانی کی دلیل نہیں ہو سکتا
بلکہ حالت غم کا منشائے التفاتی ہے اور اگر خدا حق بین آنکھ عطا فرمائے تو حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا کی طرف چند روز توجہ نہ فرمانے میں وہ بھید نظر آئیں جو مومن کی روح کے لیے
راحت بے نہایت ہوں۔ انتظار وحی میں محبوبہ کی طرف توجہ نہ فرمانا وحی دیر میں آئی
اگر فورًا آجاتی تو کافروں کی اتنی شورش نہوتی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صبر پر

حضرت صدیقہ کی پاکی کا حضور کو یقین تھا

ثواب زیادہ ہوتا رہا اور امتحان بھی ہو گیا کہ کیسی صابرہ ہیں۔ ادھر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتحان کہ علم سے سینہ بھر دیا۔ واقعہ سامنے کر دیا۔ جملہ حالات حق سبحانہ تعالیٰ نے پیش نظر فرما دیے۔ اُدھر کافروں نے جھوٹی تہمت لگائی۔ اب دیکھنا ہے کہ محبوبہ یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی تہمت پر باوجود علم کے صبر کرکے اللہ جل شانہ پر معاملہ سونپ کرتے ہیں جو لائق شان کامل کے ہے یا کفار کے طعن سے بیقرار ہو کر سینہ کا خزانہ کھول دیتے ہیں شاید تھوڑی دیر صبر ہونا ممکن ہوا اور زیادہ دیر تک صبر نہ کر سکیں اسواسطے وحی نہیں آئی کہ اسمیں ایک دوسرا یہ امتحان تھا کہ انکی محبوبہ پریشان ہیں اُنکی تسکین فرماتے کلام محبوب حقیقی میں دیر ہونے سے بیقرار ہوئے جاتے ہیں۔ اگر حضرت کے معاملات ظاہری اور وحی دیر میں آنے کی حکمتوں پر غور کرکے لکھا جائے تو بڑے بڑے دفتر ناکافی ہیں اسلئے اسی پر اکتفا کیا گیا۔ سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو برأت صدیقہ کا یقین ہونا ثابت ہوا مگر اب کا مرتبہ دریافت کیجیے جنہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر دو بدگمانیاں کیں ایک یہ کہ انکو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بدگمانی تھی اور ایک یہ کہ آپکو واقعہ کا علم نہ تھا عینی شرح بخاری جلد پنجم ص۲۴۴ فی التلویح ظن السوء بالانبیاء کفر یعنے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بدگمانی کرنا کفر ہے تو جس نے دو بدگمانیاں کیں اسکا کیا حال ہوگا۔ چاہیے کہ وہ توبہ کرے۔

تنبیہ ششم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جو کوئی یہ کہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے یا کسی علم کو چھپایا یا اُن پانچ چیزوں کو جانتے تھے جو آیت میں ہیں ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ تو وہ شخص بڑا جھوٹا ہے چنانچہ وہ حدیث یہ ہے عن مسروق قال قالت عائشۃ من اخبرک ان محمدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأی ربہ اوکتم شیئا مما امر بہ او یعلم الخمس التی قال اللہ تعالیٰ ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث فقد اعظم الفریۃ رواہ الترمذی **جواب** اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تین باتیں فرمائیں۔ ایک تو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا یہ بات ہرگز قابل قبول نہیں۔ یہ صرف رائے تھی حضرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نہیں مانی نہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کوئی

دو بدگمانیاں حضور پر دو بدگمانیاں

تنبیہ ششم یعنی رسالہ ص۱۹ اور مجموعہ فتاوی مطبوعہ لاہور ص۹۰ اور کشف الغطاء اور فتوی علماء دیوبند ص۲ اور ... رسالہ اہل حدیث ... ص۱۴۰ میں ہے

حدیث مرفوع ذکر کی بلکہ صحابہ کرام نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مخالف وقوعِ
رویت کا اثبات کیا اور ابتک جمہور علمائے اسلام اس کو مانتے چلے آتے ہیں چونکہ مبحث سے
خارج ہے اس لیے اسکی بحث نہیں کیجاتی۔ دوم یہ کہ آپ نے کسی علم کو نہیں چھپایا۔ اس سے یہ مراد ہے
کہ جنکی تبلیغ کا حکم تھا اُنمیں سے کچھ نہیں چھپایا اور جنکے چھپانے کا حکم تھا وہ بیشک چھپائے۔
انوار التنزیل میں ہے قولہ تعالیٰ بلغ ما انزل الیک المراد تبلیغ ما یتعلق بمصالح
العباد وقصد بانزالہ اطلاعہم علیہ فان من الاسرار الالٰھیۃ ما یحرم افشائہ
روح البیان جلد ۳ میں ہے وفی الحدیث سألنی ربی ای لیلۃ المعراج فلم
استطع ان اجیبہ فوضع یدہ بین کتفی بلا تکئیف ولا تحدید ای ید قدرتہ
لانہ سبحانہ منزہ عن الجارحۃ فوجدت بردھا فاورثنی علم الاولین والآخرین
وعلمنی علوما شتی فعلم اخذ عھدی علی کتمہ اذ ھو علم لا یقدر علی حملہ غیری
وعلم خیرنی فیہ وعلم امرنی بتبلیغہ الی الخاص والعام من امتی وھی الانس
والجن والملک کما فی انسان العیون خلاصہ یہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے میرے رب نے شب معراج میں کچھ پوچھا میں جواب
نہ دے سکا پس اُس نے اپنا دست رحمت وقدرت بے تکئیف وتحدید میرے دونوں شانوں
کے درمیان رکھا میں نے اُسکی سردی پائی پس مجھے علم اولین وآخرین کے دیے اور کئی قسم کی علوم تعلیم
فرمائے ایک علم تو ایسا ہے جسکے چھپانے پر مجھ سے عہد لے لیا کہ میں کسی سے نہ کہوں اور میرے
سوا کوئی اسکے برداشت کرنیکی طاقت نہیں ہے اور ایک ایسا علم جسکے چھپانے اور سکھانے کا
مجھے اختیار دیا۔ اور ایک ایسا علم جسکے سکھانے کا ہر خاص وعام اُمتی کی نسبت حکم فرمایا اور
انسان اور جن اور فرشتے یہ سب حضرت کے امتی ہیں ھکذا فی مدارج النبوۃ اب احمدی
تفسیر سے ثابت ہوا کہ امر محقق یہی ہے کہ اسرار آلٰہی کا علم جو حضرت کو مرحمت ہوا ہے اُسکا افشا
حرام ہے سوم یہ کہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری
نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت میں جن پانچ چیزوں کا ذکر ہے
انہیں حضرت نہیں جانتے اس سے یہی مراد ہے کہ خود بخود نہیں جانتے مگر بتعلیم الٰہی جانتے ہیں

چنانچہ اسکا بیان گزرچکا مگر یہاں بھی کچھ ذکر کرتے ہیں تفسیر عرائس البیان میں ہے وقولہ
ولا یعلمها الا هو ای لا یعلم الاولون والآخرون قبل اظهاره تعالی ذلک لهم ولم
یعلم حقائق اقدارها الا هو لانه تعالی عرف قدره بالحقیقة لا غیر وایضا لا یعرف
طریق وجدانها والوسیلة الیها الا هو بذا انه تعالی عرف طرقها لاهلها قال تعالی
عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول اس سے ظاہر ہے
کہ مفاتیح غیب کو نہ جاننا قبل اظہار اللہ جل شانہ کے ہے پس روشن ہوگیا کہ نفی علم ذاتی کی
علم قیامت شرح مقاصد ص۲۵ جلد ثانی ان الغیب ههنا لیس علی العموم بل
مطلق او معین هو وقت وقوع القیامة بقرینة السیاق ولا یبعد ان یطلع علیه
بعض الرسول من الملئکة والبشر اس سے ظاہر کہ علم قیامت کی اطلاع
نہیں نہ آیت میں اسکی تعلیم کا انکار بلکہ علم ذاتی کا انکار ہے هکذا فی التفسیر
للامام الرازی تحت قولہ تعالی عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا
من رسول ۔ رہا مینہ برسنے کا علم کہ کب برسیگا تو اسکا ذکر بالتفصیل ماسبق
کتاب الابریز میں اس شبہ کے جواب میں لکھتے ہیں وکیف یخفی علیه ذلک
والاقطاب السبعة من امته الشریفة یعلمونها وهم دون الغوث فکیف بالغوث
فکیف بسید الاولین والآخرین الذی هو سبب کل شئ ومنه کل شئ
یعنی علم قیامت سرور اکرم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم پر کیونکر مخفی رہ سکتا ہے
شریفہ کے ساتوں قطب اس کے عالم ہیں اور غوثوں کا مرتبہ قطبوں سے بھی با
پھر وہ کسطرح اس کے عالم نہ ہونگے اور سید الاولین والآخرین محمد مصطفے صلے
علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین کے تو نیاز مند بھی اس کے عالم ہیں تو حضور صلی اللہ
مخفی رہ سکتا ہے کہ حضور صلے اللہ تعالی علیہ وسلم تو ہر چیز کا سبب ہیں اور عالم کی
وجود حضور ہی کی بدولت اور حضور ہی سے ہے علم مافی الارحام اگر یہ معنی ہیں کہ بے تعلیم
الٰہی کسی کو معلوم نہیں کہ پیٹ میں کیا ہے لڑکا یا لڑکی جب تو کچھ کلام ہی نہیں اور واقعی آیت
شریفہ کا اور حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا یہی مطلب ہے لیکن اگر حسب فہم منکرین علم نبی

یہ مراد ہو کہ بتعلیم الٰہی بھی کسی کو علم نہیں یا اللہ جل شانہ کسی کو اسپر اطلاع نہیں دیتا تو قطعاً غلط
کثرت سے احادیث میں آیا ہے کہ ہر شخص کا مادۂ پیدائش اُسکی ماں کے پیٹ میں بصورت
نطفہ جمع ہوتا ہے پھر وہ علقہ یعنی خون بستہ ہو جاتا ہے پھر مضغہ یعنی پارۂ گوشت کی شکل میں
ہو جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ جل جلالہ فرشتہ کو بھیجتا ہے وہ فرشتہ لکھتا ہے کہ کیا عمل کریگا اور اسکی
کتنی عمر ہے رزق کتنا ہے شقی ہے یا سعید۔ چنانچہ الفاظ حدیث کے جو مشکوٰۃ شریف باب ایمان بالقدر
میں بروایت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفحہ ۲۰ پر موجود ہیں یہ ہیں ثم یبعث اللہ ملکا
باربع کلمات فیکتب عملہ واجلہ ورزقہ وشقی او سعید اس سے ثابت کہ فرشتہ
کو معلوم ہوتا ہے کہ کب تک زندہ رہے گا اور عمل کیا کریگا کل تو درکنار تمام عمر کے
احوال سے خبردار ہوتا ہے طرفہ تر یہ کہ خود حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی
ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات کے وقت انہیں بتادیا کہ
بنت خارجہ حاملہ ہیں اور میں اُن کے پیٹ میں لڑکی دیکھتا ہوں چنانچہ تاریخ الخلفاء کے
ص۶۷ میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں واخرج[۱] مالک عن عائشۃ
ان ابا بکر نحلہا جاد عشرین وسقا من مالہ بالغابۃ فلما حضرتہ الوفاۃ قال
یا بنیۃ واللہ ما من الناس احد احب الیّ غنی منک ولا اعز علی فقرا بعدی
منک وانی کنت نحلتک جاد عشرین وسقا فلو کنت جددتہ واحتزتہ کان
لک وانما هو الیوم مال وارث وانما هو اخواک واختاک فاقتسموہ علی کتاب
اللہ فقالت یا ابت لو کان کذا وکذا لترکتہ انما هی اسماء فمن الاخری قال
ذو بطن بنت خارجۃ اراها جاریۃ واخرجہ ابن سعد وقال فی آخرہ قال

---

۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے انکو ایک درخت کھجور کا دیدیا تھا جس
میں بیس وسق کھجوریں حاصل ہوتی تھیں جب اُن کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت صدیقہ رضی اللہ
عنہا سے فرمایا کہ اے بیٹی خدا کی قسم مجھے تیرا غنی ہونا بہت پسند ہے اور غریب ہونا بہت ناگوار اس درخت سے ابتک
جو کچھ تمنے نفع اُٹھایا ہے وہ تمہارا تھا لیکن میرے بعد یہ مال وارثوں کا ہے اور وارث تمہارے صرف دونوں بھائی
اور دونوں بہنیں ہیں اس ترکہ کو موافق حکم شرع کے تقسیم کرلینا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایسا ہو سکتا ہے لیکن میری
تو صرف ایک بہن اسماء ہی ہیں آپ نے دوسری کونسی بتادی فرمایا حضرت صدیق اکبر نے کہ ایک تو اسماء ہیں دوسری
بہن اپنی ماں کے پیٹ میں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ لڑکی ہے۔ پس ام کلثوم پیدا ہوئیں ۱۲

ذات بطن ابنۃ خارجۃ قد القی فی روعی انہا جاریۃ فاستوصی بہا خیرا فولدت

ام کلثوم علامہ کمال الدین دمیری حیوٰۃ الحیوان میں بیان فرماتے ہیں

وعن ابی لہیعۃ عن ابی الاسود عن عروۃ قال لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم رجلا من اہل البادیۃ وھو متوجہ الی بدر لقیہ بالروحاء فسأله

القوم عن الناس فلم یجد واعندہ خبرا فقالوا له سلم علی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم فقال افیکم رسول اللہ فقالوا نعم فجاء وسلم علیہ ثم قال ان کنت

رسول اللہ فاخبرنی عما فی بطن ناقتی ھذہ فقال له سلمۃ بن سلامۃ بن

وقش وکان غلاما حدثا لاتسئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقبل

علی فانا اخبرک عن ذلک نزوت علیہا ففی بطنہا سخلۃ منک فقال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم افحشت الرجل ثم اعرض عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

سلم فلم یکلم بکلمۃ واحدۃ حتی قفلوا واستقبلہم المسلمون بالروحاء

فقال سلمۃ یا رسول اللہ ما الذی یہنؤنک واللہ ان رأینا الا عجائز صلعا کالبدن

المعقلۃ فنحرنہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل قوم فراسۃ

وانما یعرفہا الاشراف رواہ الحاکم فی المستدرک وقال ھذا صحیح مرسل

حکاہ ابن ھشام فی سیرتہ اس سے ثابت ہوا کہ حضور کے صحابہ کرام میں سے

نوعمر صحابی نے پیٹ کا حال بتا دیا۔ اب جو کوئی کہے کہ مافی الارحام کا علم کسی کو تعلیم الٰہی

سے بھی نہیں تو وہ بیچارہ ان عبارات مذکورہ کا کیا جواب دیگا علم مافی غد رسالہ ہذا میں

بہت سی ایسی عبارتیں گزر چکی ہیں جن سے واقعات مافی غد یعنی کل ہونیوالی باتیں انبیاء

علیہم السلام اور صحابہ کرام کو معلوم ہونا ثابت ہوتا ہے مگر پھر ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف ص۵۴۳ میں

قال (عمر) ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرینا مصارع اہل بدر بالامس یقول

ھذا مصرع فلان غدا انشاء اللہ وھذا مصرع فلان غدا انشاء اللہ قال عمر والذی

بعثہ بالحق ما اخطؤا الحدود التی حدھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث

علم واقعات غد

ملہ خلاصہ یہ کہ ایک اعرابی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے سلمہ نے کہا کہ ایسی بات رسول اللہ سے نہ پوچھو میری طرف متوجہ ہو میں تجھ کو خبر دیتا ہوں کہ اسکے پیٹ میں تیری حرکت نالائق کا نتیجہ ہے رسول اللہ نے فرمایا خاموش

خلاصہ یہ کہ اس میں حضرت نے دست مبارک سے بتا دیا کہ کل کو یہاں فلاں شخص مرا پڑا ہوگا اور یہاں فلاں

شخص اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ حضرت کو معلوم تھا کہ کل کو کیا ہوگا دوسرے

یہ کہ حضور کو یہ بھی معلوم تھا کہ کون کہاں مریگا یعنی مافی غد اور بای ارض تموت کا

علم اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمایا تھا۔ یہ شبہ کہ اُن جواری کو جو دف بجا کر گاتے میں یہ کہتی تھیں

کہ ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں حضرت نے منع فرما دیا اور کہدیا کہ پہلے جو کہتی

تھیں کہے جاؤ چنانچہ صاحب تقویۃ الایمان نے اس سے استدلال کیا ہے مگر اس سے یہ کسی طرح

ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت کو مافی غد کا علم نہ تھا یا حسب مزعوم مخالف عنید رسول اکرم صلے اللہ

علیہ وسلم کے لئے یہ علم مافی غد ثابت کرنا شرک ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ضرور سرور اکرم صلی اللہ علیہ و

سلم ان جواری سے توبہ بلکہ تجدید اسلام کراتے پس جب حضرت نے تجدید اسلام نہ کرائی تو

اس سے خود ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد ہرگز شرک نہیں اور اسکا جواب ماسبق میں بوضاحت

گذر چکا۔ مدارج النبوۃ جلد ۶ صفحہ ۲۲۹ میں حضرت حسان کا ارشاد موجود ہے ؎

نبی یری ما لا یری الناس حولہ — ویتلو کتاب اللہ فی کل مشھد

فان قال فی یوم مقالۃ غائب — فتصدیقھا فی ضحوۃ الیوم او غد

اس کو حضرت حسان سے سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ فرمانا اور جسطرح لڑکیوں کو

منع فرمایا تھا منع نہ فرمانا صحت مضمون پر دال ہے علم مافی غد کا تو اسمیں بھی اثبات ہے جیسا کہ جواری

کے کلام میں تھا کہ صاف فرما رہے ہیں فان قال فی یوم الخ یعنی وہ اگر کوئی غیب کی بات

فرمائیں تو اس کی تصدیق کل ہو جائیگی یعنی حضور آج اور کل کے آنیوالے واقعات قبل از وقت

بتا دیتے ہیں پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سے

منع نہ فرمایا اگر یہ مضمون صحیح نہ ہوتا یا حسب مزعوم مخالف شرک ہوتا تو حضور کیوں سنتے اور منع

نہ فرماتے۔ اسکا علم کہ کہاں مریگا اور کب مریگا ماثبت بالسنۃ میں ہے کہ حضرت صلے اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسین میری ہجرت کے ساٹھویں سال قتل کیے جائیں گے عن

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقتل الحسین

علی رأس ستین سنۃ من مھاجری۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر رسول اکرم صلے اللہ علیہ

وسلم سے خواب سُنکر صدیق اکبر نے عرض کیا کہ میں حضور کے بعد ڈھائی برس زندہ رہونگا واخرج
ابن سعد عن ابن شہاب قال رای رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رؤیا فقصہا علی
ابی بکر فقال رایت کانی استبقت انا وانت درجۃ فسبقتک بمرقاتین و
قال یارسول اللہ یقبضک اللہ الی مغفرۃ ورحمۃ واعیش بعدک سنتین ونصفا
از تاریخ الخلفاء صفحہ ۷۶ حضرت نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام اُتریں گے زمین پر پھر نکاح کریں گے اولاد
ہوگی پینتالیس برس ٹھہر کر انتقال کریں گے اور میرے ساتھ قبر میں دفن کیے جائیں گے
وہ ایک قبر سے اُٹھیں گے ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کے درمیان ہیں۔ چنانچہ مشکوٰۃ
عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ینزل عیسے بن مریم
الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت
معی فی قبری فاقوم انا وعیسے بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا نے خواب دیکھا کہ میرے گھر میں تین چاند گر پڑے ہیں یہ خواب حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ فرمایا کہ آپ کے گھر میں ایسے تین شخص دفن ہونگے جو تمام زمین
والوں سے بہتر ہیں جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو کہا کہ اے عائشہ یہ تیرے
سب چاندوں میں بہتر ہیں۔ یہ حدیث تاریخ الخلفا صفحہ ۷۶ میں ہے اخرج سعید بن منصور عن
سعید بن المسیب قال رأت عائشۃ رضی اللہ عنہا کانہ وقع فی بیتہا ثلاثۃ اقمار
فقصتہا علے ابی بکر وکان من اعبر الناس فقال ان صدقت رؤیاک لیدفنن فی بیتک
خیر اہل الارض ثلاثا فلما قبض النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال یاعائشۃ ہذا خیر اقمارک
اب جو یہ بات یقینی اور بدیہی ہوگئی کہ امور خمسہ مذکورہ آیت ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ کا علم
بتعلیم الٰہی انبیاء اور صحابہ اور اولیاء کو حاصل ہے تو یہ کہنے والا کہ حضرت کو بتعلیم الٰہی بھی امور خمسہ کا علم
نہ تھا یا کسی کو مخلوقات میں سے ان امور خمسہ کا علم نہیں دیا جاتا۔ جاہل اور مخبوط الحواس اور
دین سے بے بہرہ اور بدنصیب ہے کہ اپنی من گھڑت کے آگے خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان
کو بھول گیا پس اس آیت سے یہ مراد لینے والا کہ امور خمسہ کا علم کسی کو حاصل نہیں نہ ذاتاً نہ بواسطہ
تعلیم الٰہی آیت کی تفسیر بداہتہ کے خلاف کرتا ہے اور یہ ضلالت ہے چنانچہ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر

جلد ۸ مطبوعہ مصریہ (میریہ) صفحہ ۳ پر ہے واذا کان کذلک مشاھد المحسوسا فالقول بان القراٰن تدل علی خلافہ مما یجر الطعن الی القراٰن وذلک باطل۔ پس یہ کہدینا کہ خدا کے سوا کوئی غیب کی بات نہیں جانتا نہ خود بخود نہ تعلیم الہٰی سے اور اس کو قرآن سے ثابت کہنا کفر ہے جیسا کہ امام فخر الدین رازی کے کلام سے ثابت ہوا پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے قول سے باوجود ٹھیک معنی بننے کے یہ مراد لینا کور باطنی ہے مگر مولوی رشید احمد گنگوہی نے بید ھڑک لکھدیا کہ علم غیب خاصہ حق تعالےٰ ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں فقط والسلام مورخہ ۳ ذی الحجہ بروز جمعہ

رشید احمد ۱۳۰۱

از فتاوی رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۱۲۳

اور مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات انکو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے قطع نظر اس سے کہ ان صاحبوں کے اس حکم شرک سے اسلام کا کوئی بزرگ اور اُمت کا کوئی عالم نہیں بچتا اور تمام دُنیائے اسلام اسمٰعیلی و رشیدی شرک میں مبتلا نظر آتی ہے **لطف کی بات** یہ ہے کہ اس شرک کے پھندے سے اپنوں کی گردنیں بھی نہ بچ سکیں مولوی اشرف علی تھانوی اور مرتضیٰ حسن چاندپوری بھی پھنس گئے کیونکہ وہ علم غیب کو نبی کے لئے لازم بتاتے ہیں چنانچہ توضیح البیان صفحہ ۳۱ میں ہے حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو علم غیب باعطائے الٰہی حاصل ہے چنانچہ اس عبارت سے کہ نبوۃ کے لیے جو علوم لازم اور ضروری ہیں وہ آپ کو تمامہا حاصل ہو گئے تھے الخ اب مولوی مرتضیٰ حسن اور مولوی اشرف علی تھانوی دونوں مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کے فتوے سے مشرک ثابت ہوئے اور ممکن نہیں کہ وہ اس شرک کو اُٹھا سکیں۔ الحاصل اگر ان غیوب خمسہ کے باب میں بسط کیا جاوے تو غالباً دس گیارہ جزو کا ایک اور رسالہ خاص اسی بحث میں مرتب ہو جائے اسی لئے تطویل سے اعراض کیا۔ اللہ جل شانہ اسی مختصر کو باعث ہدایت مخالفین فرما دے۔

شبہہ ہفتم سفر میں حضرت فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں

مولوی اسمٰعیل دہلوی کے فتوے سے مولوی اشرف علی اور مولوی مرتضیٰ حسن چاندپوری سب مشرک

اُنکا ہار گم ہو گیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہاں ٹھہر گئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہار ڈھونڈا اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتلاتے ؟

جواب مخالفین کے دلائل کا دارومدار باطل و غلط قیاسوں پر رہ گیا ہے کسی آیت و حدیث سے وہ اپنا دعوےٰ کسی طرح ثابت نہیں کر سکتے تو مجبوری و ناچاری اپنی غلط رائیوں کو بجائے دلیل کے پیش کر دیتے ہیں نہ معلوم اُنہوں نے اپنی رائے کو دلائل شرعیہ میں سے کونسی دلیل قرار دے رکھا ہے دینی مسائل اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف زید و عمر اور ہر ما و شما کے منتشر خیالات پر موقوف نہیں ہیں جب آیات و احادیث اور کتب معتبرہ سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کا عالم جمیع اشیاء ہونا ثابت ہوا تو مخالفین کا وہم کس شمار و قطار میں ہے اپنے خیالات واہیہ کو آیات و احادیث کے مقابلہ میں اُنکار رد کرنے کے لئے پیش کرنا مخالفین ہی کی جرأت ہے اس سوال کا دار و مدار صرف اس بات پر ہے کہ حضرت نے نہ بتایا اول تو اس میں کلام ہے مخالف کو اس پر دلیل لانا تھی، کوئی عبارت پیش کرنا تھی مگر وہاں اسکی ضرورت ہی نہیں جو بات منہ میں آئی کہدی حضور کی جس فضیلت کا چاہا محض بزور زبان انکار کر دیا بخاری و مسلم کی حدیث ہے فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا فوجدھا امام نووی فرماتے ہیں یحتمل ان یکون فاعل وجدھا النبی صلے اللہ علیہ وسلم اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور خود اس کے واجد ہیں وہ ہار خود حضور نے پایا پھر نہ بتایا کیا معنے اور فرض کیجئے کہ نہ بتایا تو نہ بتانا کسی عالم کا نہ جاننے کو کب مستلزم یہ کہاں کی منطق ہے اگر یہی قیاس ہے تو خدا خیر کرے۔ کہیں آپ علم الٰہی کا اسی قیاس سے انکار نہ کر بیٹھیں کفار نے وقت قیامت کا بہتیرا سوال کیا اور ایان یوم القیمۃ کہا کئے مگر اللہ سبحنہٗ نے نہ بتایا معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتاتا معاذ اللہ۔ نہ بتانا کسی حکمت سے ہوتا ہے نہ کہ اُس کے لئے عدم علم ضروری ہو اس نہ بتانے میں جو حکمتیں ہیں اُنکو تو کیا نظر آئینگی آنکھ والوں سے پوچھئے شیخ المشائخ قاضی القضاۃ احد الحفاظ والرواۃ شہاب الدین ابو الفضل ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۵ پر فرماتے ہیں، واستدل بذلک علی جواز الاقامۃ فی المکان الذی لا ماء فیھا یعنی اس اقامت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جس جگہ پانی نہ ہو وہاں

ٹھیرنے کا جواز معلوم ہوا اگر حضور فوراً ہی بتا دیتے تو یہ مسائل کیونکر معلوم ہو سکتے معہذا یہ بھی معلوم ہوا کہ امام گو سفر میں ہو مگر اُس کو مسلمانوں کے حفظ حقوق کا خیال کرنا چاہئے۔ فتح الباری میں ہے وفیہ اعتناء الامام لحفظ حقوق المسلمین وان قلت اس سے علمانے کتنے مسائل نکالے کہ دفن میت کے لیئے اور اس کے مثل رعیت کی ضرورتوں اور مصلحتوں کے لحاظ سے امام کو قیام کرنا چاہیئے فتح الباری میں ہے ویلتحق بتحصیل الضائع الاقامۃ للحوق المنقطع ودفن المیت ونحو ذلک من مصالح الرعیۃ اس میں یہ بھی اشارہ فرمایا کہ مال کو ضائع کرنا نہ چاہیئے وفیہ اشارۃ الی ترک اضاعۃ المال (فتح الباری) اور یہ کیا فرنگی بات معلوم ہوتی کہ اس اقامت کی وجہ سے جب پانی نہ ملا اور صحابہ کو نماز کی فکر ہوئی کہ کہاں سے وضو کیا جائے گا کسطرح وضو کیا جائے گا تو وہ حیین ہوئے لا محالہ اُن کو سوال کرنا پڑا تو حضرت صدیق اکبر سے سوال کیا اور حضور اقدس علیہ الصلوۃ والتسلیمات کو ایسے ضروری سوال کے لئے بھی بیدا کرنے کی کسی کو جراٗت نہوئی اور کسی نے گوارا نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو خواب سے بیدار کرنیکا کسی کو حق نہیں ہے انما شکوا الی ابی بکر لکون النبی صلے اللہ علیہ وسلم کان نائما وکانوا لا یوقظونہ (فتح الباری) حضرت صدیق اکبر نے اسی فکر میں کہ نماز کسطرح پڑہیں گے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کوکھ میں (کمر میں) اُنگلیاں ماریں یہ ضرب ایسی ہے کہ انسان بے اختیار اُچھل پڑتا ہے مگر حضور اُنکے زانو پر آرام فرما رہے تھے اسوجہ سے انھیں جنبش نہونے پائی اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا ادب اس درجہ ہونا چاہیئے کہ ایسی طبعی حرکات کبھی نہ ہونے پائیں جن سے خواب ناز میں فرق آنیکا اندیشہ ہو وفیہ استحباب الصبر لمن نالہ ما یوجب الحرکۃ ویحصل بہ تشویش لنائم (فتح الباری) فضیلت حضرت صدیقہ کا اظہار وفیہ دلیل علی فضل عائشۃ وابیہا وتکرار البرکۃ منہا حضرت صدیقہ کی کیسی فضیلت و برکت ظاہر ہوئی۔ عمر بن حارث کی روایت میں وارد ہوا لقد بارک اللہ للناس فیکم ابن ابی ملیکہ کی روایت میں خود جناب سید عالم علیہ السلام نے فرمایا ما کان اعظم برکۃ قلادتک کہ اے صدیقہ تمہارے ہار کی کیسی عظیم الشان برکت ہے قیامت تک کے مسلمان اُنکے صدقہ میں سفر اور بیماری اور مجبوری کی حالت میں تیمم سے طہارت

حاصل کرتے رہیں گے بخاری میں بروایت عروہ وارد ہے فواللہ ما نزل بک مر امر تکرھینہ الا جعل اللہ ذلک لک وللمسلمین فیہ خیرا اسید ابن حضیر نے فرمایا کہ اے صدیقہ بخدا آپ پر کوئی امر پیش آتا ہے اور آپ پر گراں گزرے تاہم تو اللہ تعالےٰ اُس میں آپ کے اور مسلمانوں کے لیئے بہتری فرماتا ہے اور عبدالرحمن ابن قاسم والی روایت میں ہے ما ھی باول برکتکم یا ال ابی بکر کہ اے آل ابوبکر یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے حضرت صدیق اکبر نے آیت تیمم نازل ہونے کے بعد تین مرتبہ فرمایا انک لمبارکۃ اے صدیقہ تم یقیناً بیشک بڑی برکت والی ہو اہل ایمان کو تو نظر آتا ہے کہ حضرت صدیقہ کے ہار کی وجہ سے لشکر اسلام کو اقامت کرنا پڑے اور پانی نہ ملے تو اُن کی برکت سے اللہ تبارک وتعالےٰ تیمم کو جائز فرمائے اور مٹی کو مطہر کر دے لیکن جہاں آنکھیں بند ہوں اور بصیرت کا نور جاتا رہا ہو وہاں سوائے اس کے کچھ نہ معلوم ہو کہ حضرت کو علم نہ تھا۔

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد　　عیب نماید ہنرش در نظر

خلاصہ یہ کہ مخالفین کا یہ قیاس فاسد باطل محض اور سراپا لغو ہے اور اُن کے مدعائے باطل کو اس سے کوئی تائید نہیں پہنچ سکتی۔

شبہ ہشتم۔ قاضی خاں میں ہے رجل تزوج امرأۃ بغیر شھود فقال الرجل والمرأۃ خدائے را وپیغمبر را گواہ کردیم قالوا یکون کفرا لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب وھو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت ترجمہ ایک مرد نے ایک عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا پس مرد اور عورت نے کہا خدا اور رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کو ہم نے گواہ کیا کہتے ہیں کہ یہ کفر ہوگا اس لیئے کہ اُس نے یہ اعتقاد کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غیب کو جانتے ہیں اور حال یہ کہ وہ زندگی میں بھی غیب کو نہیں جانتے تھے پس بعد وفات کے کیونکر جان سکتے ہیں؟

جواب۔ معترض کا منشا یہ ہے کہ معتقد علم غیب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تکفیر فقہ سے ثابت کرے مگر ابھی اس کو یہ خبر نہیں کہ اُس نے یہ کفر اپنے ذمے لیا ہے کہ قاضی خان کی عبارت سے اگر کفر ثابت ہوتا ہے تو معتقد علم غیب نبی بھی (معاذ اللہ) کافر اور تمام مخالفین یعنے وہابی

بھی کیونکہ وہ قائل ہیں کہ اللہ جل شانہ نے حضرت کو بعض غیوب کا علم عطا فرمایا ہے پس بموجب عبارت قاضی خان کے انکے کفر میں انکی فہم کے موجب شبہ نہیں۔ آپ یہ کہیں گے وہابیوں نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے بعض غیوب کے علم کا بھی کب اقرار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو اعلاء کلمۃ الحق صلا اور بہت چیزیں اور امور غیبیہ کے حق تعالے نے آپکو تعلیم فرمائے کہ انکی مقدار حق تعالے ہی کو معلوم ہو اور فیصلہ علم غیب صـ۱۳ میں مولوی ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری کے یہ لفظ مسطور ہیں بھلا کوئی مسلمان کلمہ گو اس بات کا قائل ہو سکتا ہے کہ حضرات انبیا علیہم السلام کو امور غیبیہ پر اطلاع نہیں ہوتی ہے۔ مسلمان کہلا کر اس بات کے قائل ہونیوالے پر خدا اور فرشتوں اور انبیاء اور جنوں بلکہ تمام مخلوق کی لعنت ہو اور منکرین کے اقرار ابتدائے رسالہ میں مذکور ہو چکے ہیں۔ الحاصل ہمارے مخالفین بھی بعض غیوب کا اقرار کر رہے ہیں اور ہم بھی بعض غیوب ہی کا اثبات کر رہے ہیں[1] (کیونکہ جمیع اشیاء بھی بعض مغیبات ہیں) تو اگر معاذ اللہ قاضی خان کی عبارت سے ہم پر الزام آئیگا تو ہمارے مخالفین ضرور کافر ٹھہریں گے ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را　　چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

اور اگر وہ کافر نہ ٹھہریں تو کیا ہمنے ہی خطا کی ہے **اب** عبارت قاضی خاں پر غور فرمایئے کہ اسمیں لفظ قالوا موجود ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور قاضی خان وغیرہ فقہا کی عادت ہے کہ وہ لفظ قالوا اس مسئلہ پر لاتے ہیں جو خود انکے نزدیک غیر مستحسن ہو اور ائمہ سے مروی نہو چنانچہ شامی جلد ۵ صـ۴۳۵ میں ہے لفظۃ قالوا تذکر فیما فیہ خلاف کما صرحوا بہ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی بحث قنوت میں ہے وکلام قاضی خان یشیر الی عدم اختیارہ لہ حیث قال واذا صلی علی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی القنوت قالوا لا یصلی علیہ فی القعدۃ الاخیرۃ ففی قولہ قالوا اشارۃ الی عدم استحسانہ لہ والی انہ غیر مروی عن الائمۃ کما قلناہ فان ذلک من المتعارف فی عبارتہم لمن استقرأھا واللہ تعالی اعلم اب معلوم ہو گیا کہ قاضی خاں کی عبارت خود قاضی خانکے

[1] فرق اتنا ہے کہ ہم ان بعض کو اتنا وسیع جانتے ہیں کہ جمیع اشیاء کے علوم انہیں داخل ہیں اور مخالفین گنتی کے دو ایک چیز کر لیتے ہیں کہ حضور کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں معاذ اللہ اور بعض گستاخ تو یہاں تک بکہ گئے ہیں کہ انہیں اپنے خاتمہ کا حال بھی معلوم نہیں نستغفر اللہ

نزدیک غیر مستحسن اور غیر مروی اور ضعیف و مرجوح ہے حتے کہ اس کے ساتھ حکم کرنا سخت ممنوع اور جہل ہے در المختار میں ہے ان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق للاجماع در المختار میں بھی یہی قاضی خان والا مسئلہ ہے وہاں بھی لفظ قیل ضعف کی دلیل موجود ہے در المختار کتاب النکاح میں ہے تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یجز بل قیل یکفر شامی میں ہے (قولہ یکفر) لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب قال فی التاتارخانیۃ وفی الحجۃ ذکر فی الملتقط انہ لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال اللہ تعالی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول خلاصہ یہ کہ جس نے کفر بتایا ہے اس کے نزدیک اعتقاد علم غیب سبب ہے تاتارخانیہ اور حجۃ میں ملتقط سے نقل کیا ہے کہ اس اعتقاد سے آدمی کافر نہیں ہوتا اس لئے کہ روح پاک نبی اکرم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم پر اشیاء پیش کیجاتی ہیں اور رسول بعض غیب کو جانتے ہیں فرمایا اللہ جل شانہ نے عالم الغیب فلا یظہر الخ **معدن الحقائق** شرح کنز الدقائق اور خزانۃ الروایات میں ہے وفی المضمرات والصحیح انہ لا یکفر لان الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام یعلمون الغیب ویعرض علیہم الاشیاء فلا یکون کفرا یعنی مضمرات میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ کافر نہیں ہوتا اس لئے کہ انبیا علیہم الصلوۃ والسلام غیب کے عالم ہیں اور ان پر اشیاء پیش کیجاتی ہیں۔ پس کفر نہ ہوگا شامی باب المرتدین مسئلہ بزازیہ ذکر کرکے فرماتے ہیں حاصلہ ان دعوی الغیب معارضۃ لنص القرآن فیکفر بہا الا اذا اسند ذلک صریحا او دلالۃ الی سبب من اللہ کوحی او الہام یعنی غیب کا دعوے نص قرآن کے معارض ہے پس اس کا مدعی کافر ہو جائے گا۔ لیکن اگر اس نے صریحا یا دلالۃ کسی سبب کیطرف نسبت کرلی ہے جو اللہ کیجانب سے ہو مثل وحی و الہام وغیرہ کے تو کافر نہیں در المختار میں ہے وفیہا کل انسان غیر الانبیاء لا یعلم ما اراد اللہ تعالی لہ وبہ لان ارادتہ تعالی غیب الا الفقہاء فانہم علموا ارادتہ تعالی بہم لحدیث الصادق المصدوق من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین غایۃ الاوطار میں اس عبارت کے تحت مسطور ہے اور اشباہ میں ہے کہ ہر آدمی سوائے انبیا علیہم السلام کے جانتا نہیں ہے کہ اللہ تعالی کا کیا ارادہ

اس کے ساتھ دارین میں اس واسطے کہ حق تعالیٰ کا ارادہ غیب ہے مگر فقیہ اس کو جانتے ہیں اس واسطے کہ وہ جان گئے ہیں حق تعالیٰ کے ارادے کو جو اُن کے ساتھ ہے رسول صادق مصدوق کی اس حدیث کی دلیل سے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے خیر کا ارادہ کرتا ہے اُسکو دین میں فقیہ کرتا ہے یعنی امر دین میں فہم سلیم عطا کرتا ہے۔ اب خوب ظاہر ہوگیا کہ فقہ میں بھی جہاں انکار ہے اسکے یہی معنی ہیں کہ بے تعلیم الٰہی کے کسی کو عالم غیب بتانا کفر ہے اور تعلیم الٰہی سے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت

خلاصہ تحریر مولوی اشرفعلی تھانوی حکیم بجنوری

شبہہ نہم جمیع اشیاء غیر متناہی ہیں پھر حضرت کو غیر متناہی کا علم کیونکر ہو سکتا ہے۔

جواب یہ اعتراض سخت جہالت سے ناشی ہے اس لئے کہ جمیع اشیاء کو غیر متناہی کہیگا مگر دیہاتی امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں تحت آیہ واحاط بما لدیھم واحصی کل شئی عددا کے فرماتے ہیں قلنا لا شک ان احصاء العدد انما یکون فی المتناهی فاما لفظة کل شئ فانها لا تدل علی کونه غیر متناه لان الشئ عندنا هو الموجودات والموجودات متناهية فی العدد۔ اس عبارت سے موجودات کا متناہی ہونا روشن پھر خواہ مخواہ اپنی طرف سے بے وجہ علم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کے لئے موجودات کو غیر متناہی کہنا کونسی عقلمندی ہے۔ اب بعض شبہات عقلیہ کا رد کرنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اشرفعلی تھانوی کی تقریظ ہی نقل کیجائے

مولوی اشرف علی صاحب کی تقریظ کا رد

قولہ بعد الحمد والصلوٰۃ احقر الوریٰ اشرفعلی عفی عنہ بتائید مضمون رسالہ اعلاء کلمۃ الحق عرض کرتا ہے کہ علم نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے باب میں جو آیات واحادیث وارد ہیں وہ تین قسم کی ہیں ایک وہ جو یقیناً ایجاب جزئی کو مفید ہیں دوسری وہ جو یقیناً سلب جزئی کو مفید ہیں اور ان دونوں قسموں میں کسی کو کوئی کلام نہیں **اقول** سبحان اللہ یہ فقرہ کہ ان دونوں قسموں میں کسی کو کوئی کلام نہیں کیسی جرأت ہے مثبتین کا دعویٰ کل شئ معلوم لنبینا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور یہ موجبہ کلیہ ہے اسکی نقیض سالبہ جزئیہ ہے یعنی بعض الاشیاء لیس بمعلوم لنبینا جو شخص ایجاب کلی کا مدعی ہے اس کو کسطرح سلب جزئی میں کلام نہ ہوگا۔ کیا مولوی صاحب کے نزدیک مدعی کو اپنے دعوے کی نقیض مسلم ہوتی ہے اور اس میں کوئی کلام نہیں ہوتا یہ بھی خوش فہمی ہے

ایک دوسرے خصم خود کہتا ہے کہ بھلا کوئی ایک آیت یا حدیث تو ایسی سناؤ کہ جسکا یہ مضمون ہو کہ فلاں
چیز کا علم سرورِ اکرم کو دیا ہی نہیں گیا چنانچہ زبدۃ المحققین امام المناظرین جناب الحاج حضرت
مولنا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام فیضہم نے ابناء المصطفےٰ کے صفحہ ۴ پر فرمایا
ہاں ہاں تمام نجدیہ دہلوی گنگوہی جنگلی کوہی سب کو دعوت عام ہے اجمعوا شرکاء کم
چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی الدلالۃ یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ
چھانٹ لائیں جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ تمامی نزول قرآن عظیم کے بعد بھی
اشیاء مذکورہ ماکان وما یکون سے فلاں امر حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم پر مخفی رہا
جسکا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا فان لم تفعلوا فاعلموا ان اللہ لا یھدی کید الخائنین اب
یہ کہدینا کہ ان دونوں قسموں میں کسی کو کلام نہیں کس درجہ کی دیانت اور کیسا سچ ہے۔

قولہ۔ تیسری وہ جو محتمل ایجاب کلی اور ایجاب جزئی دونوں کو ہے **اقول** مناسب تھا کہ
ان اقسام کی مثالیں لکھی جاتیں نہ معلوم کس مصلحت سے لکھی نہ گئیں یہ حصر جو تھانوی صاحب نے تین قسموں
میں کیا ہے غلط ہے اس لیے کہ جو مفید ایجاب کلی ہے رفتالہ فتجلی لی کل شئ، **الحدیث**
وہ ایک چوتھی قسم ہے تو ان آیات واحادیث کا حصر تین قسموں میں باطل ٹھہرا **قولہ** اور اسی قسم
میں کلام ہے **اقول**۔ چہ خوش جو مدعی ایجاب کلی کا ہے وہ چوتھی قسم سے کیوں نہ استدلال کریگا؟ **قولہ**
جو لوگ جناب رسول مقبول صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے لئے جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات کرتے
ہیں **اقول**۔ جی ہاں یہ ضرور بتایئے کہ وہ کون لوگ ہیں جو حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے لیے
جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات کرتے ہیں مثبتین علم نبی کریم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم حضرت
کے لئے ہرگز جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات نہیں کرتے یہ زبردستی آپنے اپنی چپکائی وہ تو
جمیع اشیاء کے علم کا دعوی کرتے ہیں اور جمیع اشیاء متناہی ہیں جیسا کہ جواب شبہ ہشتم میں مذکور ہوا **قولہ** اس
قسم ثالث کو ایجاب کلی پر محمول کرتے ہیں اور اسی ایجاب کلی کو اپنا متمسک ٹھہراتے ہیں۔
اقول۔ غلط انھیں ضرورت ہی کیا ہے کہ قسم ثالث کو اپنا متمسک ٹھہرائیں جبکہ قسم رابع موجود
مؤید اور چیز ہے **قولہ** اور جو باوجود تسلیم آپ کے اعلم الخلق ہونے کے اس علم محیط کی نفی کرتے ہیں
وہ ایجاب جزئی پر محمول کرتے ہیں **اقول** بڑا کرتے ہیں اگر بے قرینہ ایجاب جزئی پر محمول

کرتے ہیں اور جو باوجود تسلیم آپ کے اعلم الخلق ہونے کے ایسا کرتے ہیں تو بہت برا کرتے ہیں

قولہ - اب بتوفیقہ تعالےٰ یہ احقر اولاً سائلانہ کہتا ہے کہ جب ایجاب کلی بوجہ احد المحتملین ہونے کے قطعی الدلالۃ نہیں ہے تو مقام اثبات عقائد میں[1] جو کہ دلیل قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ پر موقوف ہے اس سے کب استدلال صحیح ہوگا - **اقول** کیا خوب ! بناء فاسد علی الفاسد حضرت آپ کی قسم ثالث سے مثبتین کو احتجاج کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے جو ایجاب کلی احد المحتملین ٹھہرے مثبتین قسم رابع سے استدلال کرتے ہیں جس میں مجال احتمال مخالف اصلا نہیں - اب آپ کی یہ سب تار و پود نسیج عنکبوت ٹوٹ گئی لہذا اس قسم ثالث کو تھانوی صاحب ایجاب کلی پر حمل کریں یا ایجاب جزئی پر مبحث سے خارج ہے کہ خصم کا احتجاج اس سے نہیں - البتہ اگر بے قرینہ حمل کریں گے تو لیاقت علمی کی داد پائیں گے **قولہ** بعض روایات مفیدہ سلب جزئی کہ اس میں احتمال عقلی بھی نہیں ہو سکتا کہ زمانہ حکم ایجاب کلی کو اس سے تاخر ہو مثلاً یہ حدیث صحاح کہ قیامت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلا دیں گے ملائکہ عرض کریں گے انک لا تدری ما احدثوا بعدک اس میں جملہ لا تدری الخ مفید ہو رہا ہے سلب جزئی کو اور چونکہ یہ واقعہ قیامت کا ہے اس میں احتمال عقلی بھی نہیں کہ زمانہ ورود روایات محتملہ ایجاب کلی کو اس سلب جزئی سے تاخر ہو - **اقول** - تقدم تاخر کیسا سلب جزئی ہی کہاں ہے - جب فخر عالم علیہ الصلوٰۃ دنیا میں خود ہی خبر دے رہے ہیں کہ ہم بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلائیں گے اور ملائکہ یہ عرض کریں گے انک الخ تو حضور کو اس کا علم ہونا تو اسی حدیث سے ظاہر واقعہ تو قیامت کو پیش آئے گا اور خبر آج دیدی لیکن تھانوی صاحب کے نزدیک علم ہی نہیں بغیر علم ہی کے اخبار ہو گیا - اللہ عقل سلیم عنایت فرمائے تو انسان کو یہ سمجھنا کیا دشوار ہے کہ علم نہ ہوتا تو خبر دینا کیونکر ممکن تھا - پھر حضور کو دنیا ہی میں معلوم ہونا اور اس واقعہ کا نظر انور سے گزر جانا بخاری شریف کی حدیث میں بھی مروی بینا انا نائم فاذا زمرۃ حتی اذا عرفتھم خرج رجل من بینی و بینھم فقال ھلم فقلت این قال الی النار واللہ قلت

[1] یہ مقام عقائد ہے یا بحث فضائل تھانوی صاحب کو ابھی تک اتنا بھی معلوم نہیں جو وہ دلیل قطعی ہونے کو کہتے ہیں

[illegible]

وما شانهم قال انهم ارتدوا بعدك على ادبارهم القهقرےحضور فرماتے ہیں اس اثنار میں کہ میں خواب میں تھا اچانک ایک جماعت گزری حتے کہ جب میں نے انکو پہچانا تو ایک شخص نے میرے اُنکے درمیان سے نکلکر کہا آؤ میں نے کہا کہاں اُس نے عرض کیا بخدا دوزخ کی طرف میں نے کہا اُن کا کیا حال ہے اُس نے عرض کیا کہ یہ حضور کے بعد اُلٹے پاؤں پیچھے پلٹ گئے۔ یہ بخاری شریف کی حدیث ہے۔ مولوی اشرفعلی صاحب کو اب تو معلوم ہوا ہوگا کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن لوگوں کو دنیا میں پہچانتے اور انکا مآل جانتے تھے پھر سلب کہاں علاوہ بریں جائز ہے کہ انک لا تدری میں ہمزہ استفہام مقدر ہو جیسا کہ وتلك نعمة تمنها الآیة اور ھذا ربی میں مقدر ہے اور اس تقدیر پر صحیح مسلم شریف کی حدیث جو اسی مضمون میں بدیں الفاظ وارد ہے قرینہ قویہ ہے فاقول یارب منی ومن امتی فیقال اما شعرت ما عملوا بعدك یعنی پس میں کہونگا اے پروردگار میرے یہ میرے ہیں اور میرے امتی پس فرمایا جائیگا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔ اب تھانوی صاحب فرمائیں کہ وہ سلب کیا ہوا کیا تھانوی صاحب اتنا بھی نہیں جانتے تھے کہ متعدد احادیث سے حضور پر اعمال امت کا پیش ہونا ثابت ہے صحیح مسلم وابن ماجہ میں ہے عرضت علی امتی باعمالها حسنها وقبیحها یعنی مجھ پر میری امت مع اپنے نیک بد اعمال کے پیش کی گئی۔ دوسری حدیث ابوداؤد وترمذی میں ہے عرضت علی اجور امتی حتی القذاة یخرجها الرجل من المسجد وعرضت علی ذنوب امتی فلم ار ذنبا اعظم من سورة القرآن وآیة اوتیها الرجل ثم نسیها یعنی مجھ پر میری اُمت کی نیکیاں پیش کی گئیں یہاں تک کہ تنکا جس کو آدمی مسجد سے دور کرے اور مجھ پر میری امت کے گناہ پیش کئے گئے۔ پس میں نے اس سے بڑھکر کوئی گناہ نہ دیکھا کہ آدمی کو قرآن پاک کی کوئی سورت یا آیت دی گئی پھر وہ اُس کو بھول گیا جب حضور اقدس پر اُمت کے تمام نیک بد صغیر کبیر اعمال پیش کئے گئے اور پیش ہوتے ہیں پھر کسطرح حضور کو اُن لوگوں کے اعمال معلوم نہیں۔ تھانوی صاحب نے کسطرح سلب جزئی بنھا کہیں اس کی رمق بھی ہے ابھی ذرا توقف فرمائیے کس کس چیز سے آنکھیں بند کر کے انکار پر اڑے

رہیں گے بخاری و مسلم کی حدیث شریف ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان امتی یدعون یوم القیمۃ غرا محجلین من اثار الوضوء
فمن استطاع منکم ان یطیل غرتہ فلیفعل یعنی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا کہ میری
امت روز قیامت غرّ و محجل یعنی اس شان سے بلائی جائے گی کہ انکا سر اور ہاتھ پاؤں
آثار وضو سے چمکتے ہوں گے پس تم میں سے جس سے ہو سکے اپنی چمک زیادہ کرے۔ مسلم شریف
کی دوسری حدیث میں ہے کہ صحابہ نے عرض کیا کہ حضور کے جو امتی ابھی تک پیدا ہی نہیں
ہوئے ہیں انھیں حضور روز قیامت کس علامت سے پہچانیں گے فرمایا کہ اگر کسی کے پنج
کلیان گھوڑے سیاہ گھوڑوں میں ہوں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو پہچان لیگا عرض کیا بیشک
پہچان لیگا فرمایا کہ میرے امتی اس شان سے محشر میں آئیں گے کہ انکے پانچوں اعضا چمکتے جگمگاتے
ہونگے اور میں حوض پر انکا پیشوا ہونگا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں قالوا کیف تعلم من لم یاتی
بعد من امتک یا رسول اللہ فقال ارایت لو ان رجلا لہ خیل غر محجلۃ بین ظہری خیل دھم
بھم الا یعرف خیلہ قالوا بلی یا رسول اللہ قال فانھم یاتون غرا محجلین من
الوضوء وانا فرطھم علی الحوض کیا مولوی اشرف علی صاحب کے خیال میں ان مرتدین
کے پنج اعضا بھی چمکینگے جس سے حضور کو انکے مومن ہونے کا خیال ہو سکے لاحول ولا
قوۃ الا باللہ کس بنیاد پر تھانوی صاحب سلب ثابت کرنے بیٹھے ہیں؟ بالفرض اگر حضور کو
پہلے سے علم نہ ہوتا تو بھی اس علامت سے حضور پہچان سکتے تھے چہ جائیکہ پہلے سے معلوم
ہو معرفت ہو چکی ہو جیسا کہ مسلم شریف کی روایت سے معلوم ہو چکا مگر تھانوی صاحب نے سلب کا
لفظ سیکھ لیا ہے کتنی ہی حدیثوں کے خلاف ہو انھیں کسی کی پرواہ نہیں ایک حدیث اور
سنتے چلئے حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ نے ارشاد فرمایا روز قیامت پہلے مجھی کو سجدہ کی اجازت
ملے گی اور پہلے سر اٹھانے کا بھی مجھی کو اذن دیا جائیگا پھر میں اپنے سامنے تمام امتوں میں سے
اپنی امت کو پہچان لونگا اور اسی طرح اپنے پس پشت اور داہنے اور بائیں بھی۔ ایک شخص
نے عرض کیا نوح علیہ السلام کی امت سے حضور کی امت تک بہت امتیں ہونگی ان سب میں
سے حضور اپنی امت کو کسطرح پہچان لیں گے فرمایا انکے ہاتھ پاؤں چہرے آثار وضو سے چمکتے

اور روشن ہونگے اور کوئی دوسرا اس شان پر نہوگا کیوں تھانوی صاحب پھر بھی آپکے نزدیک حضور کو اُن مرتدین کا پہچاننا ناممکن ہی رہیگا اب فرمائیے آپکے سلب کا کیا مزاج ہے؟) اور میں انھیں یوں پہچانونگا کہ اُنکے نامۂ اعمال اُنکے داہنے ہاتھ میں ہونگے اور اُنکی ذریت اُنکے سامنے دوڑتی ہوگی (کیوں تھانوی صاحب کیا مرتدین کے اعمال نامے بھی کیا اُنکے داہنے ہی ہاتھ میں ہونگے؟ ذرا اپنے سلب کی نبض تو دکھائیے اسمیں کوئی رمق باقی تو نہیں ہے) حدیث کے الفاظ ملاحظہ ہوں انا اول من یوذن لہ بالسجود یوم القیمۃ وانا اول من یوذن لہ ان یرفع راسہ فانظر الی مابین یدی فاعرف امتی من بین الامم ومن خلفی مثل ذلک وعن یمینی مثل ذلک وعن شمالی مثل ذلک فقال رجل یا رسول اللہ کیف تعرف امتک من بین الامم فیما بین نوح الی امتک قال ھم غر محجلون من اثر الوضوء لیس احد کذلک غیرھم واعرفھم انھم یؤتون کتبھم بایمانھم واعرفھم تسعی بین ایدیھم ذریتھم رواہ احمد اب فرمائیے استفہام مقدر مانیے گا یا نہیں اتنی حدیثیں آپکی تسکین کے لئے کافی ہیں یا وہی کہے جا سکا۔ کاش ذہول ہی پر حمل کیا ہوتا مگر مجبوری تو یہ تھی کہ آپکو شوق تھا سلب ثابت کرینگا۔ بہرحال اتو آپکا سلب مسلوب ہوا۔ والحمد للہ فرمائیے تھانوی صاحب اب سالبہ جزئیہ کس کے گھر سے آئیگا؟ قولہ دوسرا محتمل یعنی ایجاب جزئی متعین اور حق ٹھہرا اور یہی مذہب ہے نفاۃ کا۔ اقول یہ لیاقت علمی سے بیگانگی اور ذہانت کی بانگی ہے کہ نفاۃ کا مذہب ایجاب جزئی ہے خدا جانے کیا سوچکر لکھا ہے جسکا مذہب ایجاب ہے وہ کیونکر نفاۃ میں شمار کیا گیا؟

ایک عنایت فرما کا شبہہ جب فقیر کو تحریر بالا سے فراغت ملی تو ایک عنایت فرمانے ایک شبہہ اور پیش کر کے فرمایا کہ یہ شبہہ اور اسکا جواب جو تیرے خیال میں آئے اس رسالہ میں شامل کر چنانچہ وہ شبہہ مع جواب حوالہ قلم ہوتا ہے شبہہ بعد معراج کے جب حضرت رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم سے کافروں نے بیت المقدس کا حال دریافت کیا تو حضور متردد ہوئے جب اللہ جل شانہ نے بیت المقدس حضور کے سامنے کیا تب حضور نے کافروں کو اسکا حال بتایا۔ اگر حضور کو پہلے سے معلوم ہوتا تو آپ تردد نکرتے اور فوراً بتا دیتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکو ہر چیز کا علم نہیں جواب مسلمان کو صرف

اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے لئے جمیع اشیاء کا علم قرآن وحدیث سے ثابت ہے (جیسا کہ ابتدائے رسالہ ہذا میں مفصل گزرا) تو پھر اپنی طرف سے شبہہ نکالنا اور ہمیشہ اس فکر میں رہنا کہ کوئی اعتراض علم نبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم پر گھڑیں گویا اُس چیز کا انکار ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور یہ سخت مذموم وقبیح ہے۔ لہذا جب ہم رسول اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا علم جمیع اشیاء پر ثابت کر چکے تو اب کسی کو اعتراض نہیں پہنچتا اور جو کوئی اعتراض کرے وہ آیت یا حدیث کا مقابلہ کرتا ہے۔ اس سے میری یہ مراد ہے کہ ہر شخص جاہل ہو یا عالم قرآن شریف وحدیث سے جو چیز ثابت ہے اسپر اپنی عقل ناقص سے اعتراض کر کے اس کی مخالفت نہ کرے بلکہ بسر وچشم تسلیم کرے۔ اب اصل شبہہ کے دفع کیطرف توجہ فرمایئے ہر ذی عقل اگر علم بھی نہ رکھتا ہو تاہم اتنا تو ضرور جان سکتا ہے کہ کفار نے جو باتیں بیت المقدس کے متعلق حضور سراپا نور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم سے دریافت کی تھیں وہ ضرور حضور کو معلوم تھیں اس لئے کہ اگر کفار ایسے امر کا سوال کرتے جسکے جاننے کا اقرار حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے نہ کیا ہوتا تو حضور ہرگز متردد وغمگین ہوتے بلکہ یہ صاف ارشاد فرما دیتے کہ ہمنے اس کے جاننے کا دعویٰ نہیں کیا پھر تم ہم سے کیوں اسکو دریافت کرتے ہو مگر حسب بیان سائل حضور نے یہ نہ فرمایا بلکہ متردد ہوئے اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور نے صراحۃً یا اشارۃً ان باتوں کے جاننے کا اقرار فرمایا تھا جو کافروں نے دریافت کیں اور حضور کا فرمان سراسر حق وبجا ہے تو ضرور حضور کو بیت المقدس کے متعلق ان باتوں کا علم تھا جو کفار نے دریافت کی تھیں پھر انکا نہ بتانا یا متردد ہونا کسی حکمت پر مبنی یا اسطرف التفات نہ ہونے سے ناشی دوم یہ کہ خود حدیث شریف میں موجود ہے حضور بیت المقدس تشریف لے گئے اور یوں نہیں کہ سواری چلے جاتے تھے راستہ میں بیت المقدس پر گزرے اسکو پورے طور پر دیکھا بھی نہیں بلکہ وہاں سواری یعنی براق سے اتر کر مسجد کے اندر تشریف لائے پھر وہاں دو رکعتیں تحیۃ المسجد پڑھیں پھر باہر تشریف لائے پھر جبرئیل علیہ السلام ایک برتن شراب کا ایک دودھ کا لائے حضور نے دودھ پسند فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپنے فطرۃ کو اختیار فرمایا الفاظ اس حدیث کے جو بروایت انس مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۲۶ میں مروی ہیں یہ ہیں عن ثابت البنانی عن انس ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال اتیت بالبراق وھو دابۃ

ابیض طویل فوق الحمار و دون البغل یقع حافرہ عند منتہی طرفہ فرکبتہ حتے اتیت بیت المقدس فربطتہ بالحلقۃ التی تربط بہا الانبیاء قال ثم دخلت المسجد فصلیت فیہ رکعتین ثم خرجت فجاءنی جبرئیل باناء من خمر و اناء من لبن فاخترت اللبن فقال جبرئیل اخترت الفطرۃ انتہی بقدر الحاجۃ اب کہ حضرت کی سیر اور بیت المقدس کا دیکھنا، وہاں ٹھہرنا سواری سے اُتر آنا، سواری یعنی براق کو باندھ دینا بیت المقدس میں داخل ہو کر دو رکعتیں ادا فرمانا پھر شراب چھوڑنا دودھ اختیار کرنا صاف بتا رہا ہے کہ حضرت صلے اللہ تعالے علیہ و آلہ وصحبہ وسلم کو وہاں کے حالات پر آگاہی تھی پھر اگر حضور متردد ہوئے ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس وقت اسطرف التفات نہ تھا چنانچہ الفاظ حدیث کے اسپر دلالت کرتے ہیں کہ جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد رایتنی فی الحجر و قریش تسئلنی عن مسرای فسالتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتہا فکربت کربا الحدیث از مشکوٰۃ اور اس حدیث کے حاشیہ پر ہے لم اثبتہا ای لم اضبطہا ولم احفظہا ۱۲- از لمعات بلکہ ایک روایت میں تو یہ وارد ہے کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ تعالے علیہ وسلم سے بیت المقدس کے اوصاف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ نے دریافت کئے اور حضرت نے سب بتا دیئے اس حدیث میں تردد و فکر کا نام تک نہیں چنانچہ مدارج النبوۃ جلد اوّل میں ہے در آمد ابو بکر رضی اللہ عنہ در حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و گفت یا رسول اللہ وصف کن آنرا من کہ من رفتہ ام آنجا و دیدہ ام آنرا پس وصف کرد آنرا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پس گفت ابو بکر اشہد انک رسول اللہ الخ **شبہہ** حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم یعنی خدا کی قسم میں نہیں جانتا در آں حالیکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور نہ یہ کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائیگا اور یہ مضمون آیت میں بھی ہے قل ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم جواب آیت و حدیث دونوں میں ادری ہے جو درایۃ سے

مشتق ہے اور درایت اٹکل اور قیاس سے کسی بات کے جان لینے کو کہتے ہیں رد المحتار ص۹
میں ہے (والمراد الدرایة) بالرفع عطفا عن الاشبه ای الراجح من جهة الدرایة
ای ادراك العقل بالقیاس علی غیره تو صاف یہ معنے ہوئے کہ میں اپنی
عقل سے نہیں جانتا اور تعلیم الٰہی جاننے کا انکار کسی لفظ سے آیت و حدیث کے نہیں نکلتا
مگر تعجب ہے کہ معترض نے شبہہ کیا اور یہ نتیجہ نکالا کہ حضرت کو نہیں معلوم تھا کہ اللہ جل شانہ
حضرت کے ساتھ کیا کریگا اور اس سادہ لوح نے اتنا نہ سمجھ لیا کہ اللہ جل شانہ خود فرماتا ہے
وللاخرة خیر لك من الاولیٰ ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ جب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ
تعالے علیہ وسلم کو آخرت کی بہتری اور اللہ جل جلالہ کی رضامندی دنیا میں ہی معلوم ہونا آیت
قرآنی سے ثابت ہے اور حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا اس پر یقین فرما کر یہ فرمانا لما نزلت
هذه الآیة قال اذا لا ارضیٰ و واحد من امتی فی النار از تفسیر کبیر جلد ۶ ص۵۶۷
کہ میری امت کا ایک شخص بھی دوزخ میں ہوگا تو میں راضی نہ ہونگا۔ صاف بتا رہا ہے کہ
حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو خوب معلوم تھا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائیگا۔
الغرض معترض کا شبہہ یا تعصب کی بنا پر ہے یا جہالت سے اس بیچارہ کو ابتک خبر نہیں کہ
یہ آیت جس سے وہ حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا علم ہونا اس معاملہ کی نسبت جو آپکے اور آپکی
امت کے ساتھ کیا جائیگا ثابت کرتا ہے وہ آیت منسوخ ہے ملا عبد الرحمٰن بن محمد دمشقی رحمۃ اللہ
رسالہ ناسخ و منسوخ میں لکھتے ہیں قوله تعالیٰ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم الآیة نسخ
بقوله تعالیٰ انا فتحنا لك فتحا مبینا لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وتاخر
الآیہ اور اسی صفحہ میں اس سے کچھ آگے چلکر لکھتے ہیں سورة الفتح وفیها ناسخ ولیس فیها
منسوخ فالناسخ قوله تعالے لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر والمنسوخ
قوله تعالیٰ وما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان دونوں عبارتوں سے ثابت ہوگیا کہ آیہ کریمہ
ما ادری ما یفعل بی ولا بکم منسوخ ہے اور اسکا ناسخ انا فتحنا لك فتحا مبینا الآیہ ہے
جس میں دنیا میں فتح مبین کا اور آخرت میں غفران کا مژدہ دیا گیا اور یہ بتا دیا گیا ہے کہ سید عالم
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیساتھ آنکا رب جل وعلا دنیا و آخرت میں کیا کریگا۔ اب مولوی عبد العزیز

کا یہ قول بالکل باطل ہو گیا کہ اس آیت کے اگر یہ معنی لیئے جاویں کہ اپنے خاتمہ اور عاقبت کی آپ کو خبر نہ تھی تو یہ منسوخ ہے اور معاذ اللہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں اور دوسرے معنے کر یعنی آپ اُن واقعات اور معاملات سے جو دُنیا میں آپ کو پیش آنے والے تھے بے خبر تھے کسی کے نزدیک منسوخ نہیں (غیبی رسالہ صفحہ) ثانیاً دوسرے معنے جو معترض نے نکالے بہت ضعیف ہیں صحیح معنے وہی ہیں جن پر وہ خود آیت کو منسوخ مانتا ہے بخاری میں ہے عن خارجۃ بن زید بن ہشام ان ام العلاء امراۃ من الانصار وکانت بایعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبرتہ انہ اقتسم المہاجرون قرعۃ قالت فطار لنا عثمان بن مظعون فانزلناہ فی ابیاتنا فوجع وجعہ الذی توفی فیہ فلما توفی وغسل کفن فی اثوابہ دخل علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت رحمۃ اللہ علیک ابا السائب فشہادتی علیک لقد اکرمک اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما یدریک ان اللہ اکرمہ فقلت بابی انت یا رسول اللہ فمن یکرمہ اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ھو فقد جاءہ الیقین واللہ انی لارجو لہ الخیر واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی قالت فواللہ ما ازکی بعدہ احدا یا رسول اللہ اور کمالین حاشیہ تفسیر جلالین مطبوعہ مطبع فاروقی صفحہ میں اسی کریمہ وما ادری الآیہ کی تفسیر کے متعلق لکھتے ہیں قال ابن الجوزی الصحیح فی معنے الآیۃ قول الحسن وعن ابن عباس وانس وعکرمۃ وقتادۃ معناہ لا ادری حالی ولا حالکم فی الآخرۃ ثم نزل بعدہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر فقالوا ھنالک قد علمنا ما یفعل اللہ تعالیٰ بک ثم نزل لیدخل المومنین والمومنات جنات انتہی معلوم ہو گیا کہ ابن جوزی (غیر مقلدوں کے مسلم محدث) کے نزدیک بھی آیت کے وہی معنے صحیح نکلے جنکے مراد ہونے پر مولوی عبد العزیز صاحب نے بھی آیت کے منسوخ ہونے کا اقرار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں اب کیا مجال گفتگو رہی ثالثاً اگر مولوی عبد العزیز صاحب کے وہ ثانی معنے فرض بھی کر لیئے جاویں تو بھی انکا یہ کہنا سراسر باطل ہے کہ کسی کے نزدیک بھی منسوخ نہیں۔ کیونکہ اول تو اس آیت کو جہاں منسوخ لکھا ہے یہ نہیں لکھا کہ اس معنے کے لیئے تو منسوخ ہے

مگر دوسرے معنی کے لئے منسوخ نہیں دوسرے جو آیت اس کی ناسخ ہے وہ خود بتا رہی ہے کہ
دوسرے معنی میں بھی آیت منسوخ ہے اس لئے کہ اس میں اس کی بھی صاف بشارت ہے کہ
دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا جاویگا اور اس کی بھی کہ آخرت میں کیا تفسیر
لباب التاویل (خازن) جلد رابع ص۱۳۳ ملاحظہ کیجیے اس میں ہے وقیل لا ادری الی ماذا
یصیر امری وامرکم فی الدنیا اما انا فلا ادری اخرج کما اخرجت
الانبیاء من قبلی ام اقتل کما قتل بعض الانبیاء من قبلی واما
انتم ایھا المصدقون فلا ادری اتخرجون معی ام تترکون ام ماذا یفعل
بکم ولا ادری ما یفعل بکم ایھا المکذبون اترمون بالحجارۃ من السماء
ام یخسف بکم ام ای شئ یفعل بکم مما فعل بالامم المکذبۃ
ثم اخبرہ اللہ عز وجل انہ یظھر دینہ علی الادیان کلھا
فقال تعالی ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ
علی الدین کلہ وقال فی امتہ وما کان اللہ لیعذبھم وانت
فیھم وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون فاعلمہ ما یصنع
بہ وبامتہ قیل معناہ لا ادری الی ماذا یصیر امری وامرکم و
من الغالب والمغلوب ثم اخبرہ انہ یظھر دینہ علی الادیان وامتہ علی سائر الامم
کیوں صاحب کہو اب بھی سمجھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیچھے تعالی نے اکی ہی خبر دیدی تھی کہ دنیا میں
آپ کے اور آپ کی امت کے ساتھ کیا معاملہ کیا جاویگا اور اس معنی میں بھی یہ آیت منسوخ ہی ہے جو اس پر
بھی نہ سمجھے وہ تو اس بت کو خدا سمجھے۔ (الغیاث) نہایت شرم کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے مخالفین باوجود
دعوے اسلام کے آج اس آیت سے خوشی خوشی ایسا ہی اعتراض نکال رہے ہیں جیسا کہ عرب
کے مشرکوں نے نکالا تھا اور اس کے جواب میں وہی آیت پیش کرنی ہوتی ہے جو ان کفار نابکار
کے جواب میں نازل ہوئی۔ ہائے اسلام کا دعوے اور یہ حرکتیں لما نزلت ھذہ الآیۃ فرح المشرکون
وقالوا واللات والعزی ما امرنا وامر محمد عند اللہ الا واحد وما لہ علینا من مزیۃ وفضل
ولولا انہ ابتدع ما یقولہ من ذات نفسہ لاخبرہ الذی بعثہ بما یفعل بہ فانزل اللہ

عز وجل لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر فقالت الصحابۃ ھنیئاً لک نبی اللہ قد علمت ما یفعل بک فماذا یفعل بنا فانزل اللہ عزوجل لیدخل المؤمنین والمؤمنات جنات تجری من تحتہا الانھر الآیہ وانزل وبشر المؤمنین بان لھم من اللہ فضلا کبیرا فبین اللہ ما یفعل بہ وبھم (خازن) صفحہ ۱۲۳ مطبوعہ مصر۔ **شبہہ** قرآن پاک میں وارد ہے یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب یعنی جسدن جمع کرے اللہ رسولوں کو فرمائیگا کہ تم کیا جواب دیے گئے یعنی تمہاری اُمتوں نے تبلیغ اسلام پر کیا جواب دیا وہ کہیں گے ہمیں علم نہیں تو ہی علام الغیوب ہے تو اگر رسولوں کو ہر چیز کا علم ہوتا تو وہ ایسا کیوں کہدیتے؟ **جواب** ایسے شبہات مخالفین کی کوتہ اندیشی اور ناوانی سے ناشی ہیں کیونکہ صرف آیت ہی سے اتنا تو ظاہر ہے کہ انبیا علیہم السلام کو اس چیز کا علم ضروری ہے جس کی نسبت وہ لا علم لنا فرماوینگے کیونکہ سوال یہ ہوگا کہ تمہاری اُمتوں نے تمہیں تبلیغ کے بعد کیا جواب دیا تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو وہی فرمانا اور جواب دینا چاہئے جو اُن کو انکی اُمت نے دیا تھا بجاے اس کے یہ کہنا کہ ہم نہیں جانتے تو خود عالم الغیب ہے صاف دلیل اس کی ہے کہ وہ بمقابلہ علم حق سبحانہ تعالیٰ کے اپنے علم کی نفی کر رہے ہیں اور یہی تقاضائے ادب بھی ہے اور حقیقت میں تمام مخلوقات کا علم خالق جل شانہ کے علم کے سامنے مثل لاشئ کی ہے تفسیر خازن صفحہ ۵۰۲ جلد اول میں تفسیر کبیر سے نقل کیا ہے ان الرسل علیہم السلام لما علموا ان اللہ تعالیٰ عالم لا یجھل وحلیم لا یسفہ وعادل لا یظلم علموا ان قولہم لا یفید خیرا ولا یدفع شرا فرأوا الادب فی السکوت وتفویض الامر الی اللہ تعالےٰ وعدلہ فقالوا لا علم لنا جمہور مفسرین اس کے تو مقر رہیں کہ انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم وسلامہ کو یہ علم تو ضرور ہے کہ ان کی اُمتوں نے انہیں کیا جواب دیا ہے پس اس سے مخالفین کے شبہہ کا تو قلع قمع ہو گیا اور دم مارنے کی جگہ نہ رہی مگر ہمیں یہاں سے ایک نکتہ حاصل ہوا وہ یہ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ ہمیں علم نہیں ان کے عدم علم کی دلیل نہیں بلکہ یہ کہ ان کا تقاضائے ادب ہے کہ حضرت حق سبحنہ تعالیٰ کے سامنے وہ اپنے علم کو کچھ شمار نہیں کرتے جیسے لائق شاگرد اپنے جلیل القدر استادوں کے سامنے تو اب اگر ہمارے مخالفین صاحبان کو کچھ شرم وحیاسے تعلق ہو تو

آئندہ ایسی عبارات سے ہرگز استدلال نہ کیا کریں کہ ایسے انکار سوءِ ادب پر محمول ہوتے ہیں **شبہہ** ابوداؤد شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو پاپوش مبارک قدم سے اتاردی یہ دیکھ کر صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) نے بھی اپنی اپنی پاپوشیں اتاردیں سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد فراغ نماز صحابہ سے دریافت فرمایا کہ تم نے کس سبب سے اپنی اپنی پاپوش کو اتار دیا عرض کیا کہ حضور نے قدم مبارک سے پاپوش مبارک اتاردی ہے لہذا ہم نے بھی ایسا ہی کیا فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی تھی کہ ان میں نجاست ہے تو اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب داں ہوتے تو کیوں نجاست والی جوتیوں سے نماز پڑھتے؟ **جواب** معترض کا یہ کہدینا کہ نجاست والے جوتے سے نماز پڑھی خلاف ادب اور اس کی ناسمجھی پر دال پاپوش مبارک میں کوئی ایسی نجاست نہ لگی تھی جس سے نماز جائز نہ ہوتی ورنہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاپوش مبارک اتارنے پر اکتفا نہ فرماتے بلکہ نماز ہی ازسرنو پڑھتے مگر جب ایسا نہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ کچھ ایسی نجاست ہی نہ تھی جس سے نماز درست نہ ہوتی بلکہ جبرئیل علیہ السلام کا خبر دینا اظہار عظمت و رفعت شان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہے کہ کمال تنظیف و تطہیر حضور کے حال شریف کے لائق ہے اس سے عدم علم حضور سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر استدلال ایک خام خیال ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں؛ وشد

بفتح قاف و ذال معجمہ در اصل آنچہ کرہ دہ شود از طبع و ظاہر آنکہ نجاستے نبود کہ نماز بآں درست نباشد بلکہ چیزے بود مستقذر کہ طبع از آں ناخوش دارد و اعادہ نماز از سر نگرفت کہ بعضے نماز باآں گذاردہ بود و خبر دادن جبرئیل بہ آوردن از یا جہت کمال تنظیف و تطہیر بود کہ لائق بحال شریف وے بود **شبہہ** واقعہ بیر معونہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ چند لوگ آپ میرے ساتھ کردیں جو میری قوم کو دین کی تبلیغ کریں اگر وہ مسلمان ہوجائیں گے تو میں بھی ہوجاؤں گا آپ نے ستر صحابہ جلیل القدر قاری قرآن

ف اگرچہ حدیث شریف میں جوتے پہنکر نماز پڑھنے کا ذکر آیا ہے مگر یہ صحابہ کے لئے اس وجہ سے درست تھا کہ ان کے جوتے نہایت پاک تھے اور نیز اس وقت تک مسجد میں فرش نہ بنا تھا مگر اب عام طور سے جوتے پہنکر مسجد میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں مسجد کی ملویث ہے اللہ تعالیٰ نے مسجد کی تطہیر کا حکم فرمایا ہے کذا فی ردالمحتار ۱۲

اسکے ہمراہ کر دیئے راستہ میں وہ سب کے سب غدر اور بیوفائی کے ساتھ شہید کر ڈالے گئے جس پر آپ کو کمال حزن و ملال ہوا اگر آپ کو پہلے سے معلوم ہوتا کہ یوں شہید کر ڈالے جائیں گے تو آپ انھیں کیوں روانہ فرماتے۔ جواب اس تمام قصہ کے نقل کرنے سے معترض صاحب کا جو مدعا ہے وہ یہی پچھلا فقرہ ہے کہ اگر آپ کو پہلے سے معلوم ہوتا کہ شہید کر ڈالے جائیں گے تو آپ انھیں کیوں روانہ فرماتے۔ ہائے افسوس اے غریب تم کیا سمجھ گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باوجود علم کے کیوں انھیں روانہ نفرماتے آخر روانہ نفرمانیکا باعث کیا۔ صرف صحابہ کی حفاظت جان یا اور کچھ بھی۔ اب ذرا ہوش سے سنئے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حوصلے اور ہمتیں معاذ اللہ آپ کی طرح نہ تھیں کہ محض تن پروری مقصود ہوتی، جان کے لالچ میں دینی خدمت سے باز رہ سکتے اور اس خیال سے کہ یہاں جان عزیز نذر اشاعت اسلام ہوتی ہے درگذر کر جاتے ع کار پاکاں را قیاس از خود مگیر۔ اے حضرت وہ تو ہر دم جان نذر کرنیکو تیار رہتے تھے ع جاں نذر ابر اتے دوست میداریم دوست۔ ہرچند کہ سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر صحابہ کے پیش آنیوالے جملہ واقعات ظاہر ہوں مگر یہ موقع درگذر نہیں کہ ایک شخص اشاعت اسلام کے لئے عرض کرتا ہے کہ حضور نیاز مندوں کو اس کی قوم کی ہدایت کے واسطے بھیجدیں اور اسے یہ جواب دیں کہ ہمیں اشاعت اسلام اور ہدایت خلق سے جان زیادہ محبوب ہے۔ وہاں جو جائیں گے وہ مارے جائیں گے اس لئے بخوف جان اس موقع پر اعلاء کلمۃ اللہ میں ہی کوشش نہیں کی جاتی ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ سب خرافات ہیں وہاں بمقابلہ اعلاء کلمۃ اللہ کے جان کی کچھ پرواہ نہ تھی اور پھر خود صحابہ کرام کو شوق شہادت گدگدا رہا تھا اور جوش میں بھرے ہوئے تھے شہادت ایک بڑا رتبہ ہے چنانچہ اسی واقعہ بیر معونہ میں مقاتلہ کرنے والے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جب شہید ہوگئے اور ان میں سے حضرت منذر بن عمرو رہ گئے تو کفار نے ان سے کہا آپ چاہیں تو ہم آپ کو امن دیں مگر آپ کے آرزو مند شہادت دل نے ہرگز نہ مانا اور آپ نے بمقابلہ شہادت کے امن کو قبول نہ فرمایا کذا فی مدارج النبوۃ جلد ۲ صـ ۱۴۱ یہ تو عرض کیا گیا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

صحابہ کرام کو دین پہ جان تصدق کرنے ہی کے لئے روانہ فرمایا تھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم تھا کہ یہ سب شہید ہو جاویں گے مگر جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضور کے تئے قبل واقعہ علم شہادت صحابہ تسلیم کر لینے سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قتل عمد کی نسبت کرنا پڑیگی تو کیا وہ منذر ابن عمر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ خودکشی کا الزام لگائیگا کہ انہوں نے باوجود امن پانیکی شہادت ہی کو اختیار فرمایا۔ اور اسی طرح حضرت عمر بن امیہ ضمری اور حارث پہ بھی کہ یہ حضرات اونٹوں کو چراگاہ میں لے گئے تھے جب واپس ہے اور لشکر گاہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ پرندوں کو گرد لشکر کے دیکھا اور گرد و غبار اٹھا معلوم ہوا اور کافروں کے سواروں کو بلندی پہ کھڑا اور اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید دیکھا تو آپس میں مشورہ کرنے لگے اب مصلحت کیا ہے۔ عمر بن امیہ ضمری کی رائے ہوئی کہ سید کائنات کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ماجرا بیان کیا جاوے حارث نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ اب ہم پہنچی ہوئی شہادت بہت غنیمت ہے چنانچہ انہوں نے کفار سے مقابلہ کیا اور ان میں چار آدمیوں کو قتل کر کے حارث خود بھی شہید ہو گئے کذا فی صحیح مسلم و مدارج النبوۃ اب یہاں سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا شوق شہادت ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے امن و عافیت کو چھوڑ کر شہادت حاصل کرنے میں سعی کی اور کامیاب ہوئے۔ اب جس طرح کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ صحابہ کرام نے قصداً دیدہ و دانستہ اپنی جان ہلاکت میں ڈالی اور خودکشی کی اسی طرح یہ کہنا بھی کسی ایمان والے کا کام نہیں ہے کہ فخر عالم صلی اللہ علیہ تعالیٰ وسلم دیدہ و دانستہ صحابہ کو روانہ فرما کر قتل عمد کے مرتکب ہوئے والعیاذ باللہ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی جانیں راہ خدا میں نذر کیں اور ان جانوں کے اس سے عمدہ طور پہ کام آنیکا کوئی موقع نہ تھا۔ جان کی بڑی قیمت یہی تھی کہ راہ خدا میں نثار ہو گئی یہ کہنا کہ اس حادثہ کا حضرت کو علم ہوتا تو صحابہ کو نہ بھیجتے اور صحابہ کو علم ہوتا تو وہ نہ جاتے صریح فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پر الزام لگاتا ہے کہ جب جان تصدق کرنے کا موقع آتا اور یہ سمجھتے کہ جان جاتی ہے تو وہ گذر کر جاتے اور ہم لوگوں کی طرح خیال کرتے کہ کون مفت خطرہ میں جان ڈالے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم توبہ کیجئے صحابہ اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ شان نہیں کہ دین پہ جان نثار کرنے میں دریغ کر جائیں جان جاتی دیکھیں تو اسلام کی اشاعت کے پاس تک نہ آئیں بلکہ یہ حضرات جب سمجھ لیں کہ اب جان نذر

کرنیکا موقع ہے تو بڑی خوشی اور شوق سے جان نذر کردیں جیساکہ میں اوپر صحابہ کو واقعات ثابت کرچکا ہوں

میں پہلے سر شوق کی مقتل جھکادوں　　　لے جان اگر خنجر فولاد تمہارا

تو اس صورت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ سے واقف ہونا کسی مانع روانگی صحابہ ہوتا اب بحمداللہ تعالیٰ معترض کا اعتراض بالکل باطل ہوگیا اور حضور کا صحابہ کرام کو باوجود پیش آنیوالے واقعات پر مطلع ہونے کے روانہ فرمادینا قابل اعتراض نہ رہا پھر حضور کا یہ روانہ فرمادینا اگرچہ کسی طرح قابل اعتراض نہیں مگر اللہ عقل و ایمان نصیب فرماوے تو معلوم ہو کہ حضور کی اسمیں بہت سی مصلحتیں اور حکمتیں تھیں کہ ان سب کا علم بھی خاصان خدا ہی کو ہے اور جسقدر علم ہمیں عنایت ہوا بقدر اس کے لکھدینا بھی اس مختصر رسالہ میں دشوار ہے لہذا کچھ بطور نمونہ پیش کیا جاوے اسی واقعہ بیر معونہ میں صحابہ کا دلیری اور جوانمروی کیساتھ حکم پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعمیل میں پروانہ وار جاں نثار کرنا اور جان دینے میں خوش ہونا عجیب قابل یادگار اور دل پر اثر کرنیوالی بات ہے جس سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قوت ایمانی اور محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اندازہ ہوتا ہے اور خلق اللہ کو ایسے پر اثر واقعات سے ہدایت ہوتی ہے بخاری شریف میں ہے کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیر معونہ پر پہنچے اور انہوں نے حضور سراپا نور محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکتوب مرغوب حرام بن ملحان کو دیا کہ عامر بن طفیل کے پاس لیجائیں حرام دو شخصوں کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے جب اس قوم کی نزدیک پہنچے ان دونوں شخصوں سے کہا کہ تم یہیں رہو میں جاتا ہوں اگر ان لوگوں نے مجکو امن دی تو تم بھی چلے آنا اور اگر مجھے مار ڈالا تو تم اصحاب کیساتھ جاملنا پھر حرام ابن ملحان نے ان لوگوں سے کہا امن دو تو میں تمہیں خدا کے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیام پہنچاؤں حرام ابن ملحان گفتگو ہی کررہے تھے کہ ایک شخص نے جو ان کے پیچھے تھا ان لوگوں کے اشارہ سے ان پر حملہ کیا اور نیزہ مارا کہ وہ حرام کے بدن کے دوسری طرف نکل آیا اس حالات میں حرام بن ملحان کی سے جو کلمے نکلے ہیں رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیساتھ محبت رکھنے والوں کو اس کا کچھ لطف آئیگا حالت تو یہ کہ نیزہ سینے سے پار ہوگیا اب خون چہرہ اور تمام بدن کو رنگین کررہا ہے اور زبان پر کیا مبارک کلمہ ہے۔ اللہ اکبر

فزت ورب الکعبۃ رب کعبہ کی قسم میری آرزو پوری ہوگئی اور مطلب حاصل ہوگیا مراد مل گئی یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل پورے طور پر ہوئی رتبہ شہادت ملا۔ سبحان اللہ ایک تو یہ دل تھے جو یوں دیوانہ وار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل جان نذر کرتے تھے اور ایک یہ زمانہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کی تنقیص اور حضور اقدس کی صفت کمال کے انکار میں رات دن سرگرم ہیں فلما نزلوا قال بعضہم لبعض ایکم یبلغ رسالۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اھل ھذا الماء فقال حرام بن ملحان انا فخرج بکتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی عامر بن الطفیل وکان علی ذلک الماء فلما اتاھم حرام بن ملحان لم ینظر عامر بن الطفیل فی کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال حرام بن ملحان یا اھل بئر معونۃ انی رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیکم انی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ فامنوا باللہ ورسولہ فخرج الیہ رجل من کسر البیت برمح فضربہ بہ فی جنبہ حتی خرج من الشق الاٰخر فقال اللہ اکبر فزت ورب الکعبۃ (کذا فی الخازن ص۲۳۰ و مدارج النبوۃ ص۱۵۱) صحابہ کی اسطرح جاں نثاریاں تو ایمان والوں کے دلوں میں محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نکھاری کیلئے اکسیر ہیں علاوہ بریں حضور کی خبر نہ دینے اور تحمل فرمانے میں بہت سی حکمتیں ہیں چنانچہ اسی واقعہ بیر معونہ میں جب حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اپنے شوق سے مقابلہ کر کے شہید ہوگئے اور عمرو بن امیہ ضمری باقی رہ گئے اور عامر بن طفیل نے ان کو شہید نہ کیا پیشانی کے بال پکڑ کے چھوڑ دیا اور مدینہ منورہ حاضر ہونیکی رخصت دی اور یہ دریافت کیا کہ ان شہداء سے آپ واقف ہیں فرمایا کہ ہاں واقف ہیں تب وہ انکو شہداء کے مقتل میں اور ہر ایک کا نام و نسب دریافت کرنے لگا اور یہ کہنے لگا کہ کوئی صاحب ایسے تم میں تھے جنکی نعش یہاں نہیں ہے عمرو نے فرمایا کہ ہاں عامر بن فہیرہ جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بندہ آزاد کردہ تھے وہ یہیں نہیں ہیں کہا وہ کیسے آدمی تھے فرمایا کہ وہ بڑے فاضل اور پرانے مسلمان تھے۔ عامر بن طفیل کافر نے کہا کہ اُن کی شہادت کے وقت میں نے بچشم خود دیکھا کہ وہ آسمان کی جانب اٹھالئے گئے۔ (ف) عامر بن طفیل کا ایسا عجیب وغریب واقعہ دیکھنا اور خود اُس کو بیان کرنا اور پھر اس جماعت کے قتل سے پشیمان ہونا اور ایمان سے محروم رہنا

تعجب خیز اور اسکی کور باطنی اور شقاوت ازلی کی صاف نظیر ہے مگر پھر بھی وہ تو کافر تھا مسلمان صورتوں کا اتنے اور صد نہیں اور عجیب عجیب واقعات کتابوں میں دیکھنے کے بعد بھی علم عظیم نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا انکار ہی کئے جانا اور نصوص پاک پر بھی مطمئن نہ ہونا بلکہ اپنے قیاسات فاسدہ اور اوہام باطلہ سے اس علم عظیم پر اعتراض کرنا حیرت انگیز ہے اللہ جل شانہٗ ہدایت فرمائے بنی کلاب میں ایک اور شخص جبار بن سلمی بھی انہی کفار میں تھا اس سے منقول ہے کہ جب میں نے عامر بن فہیرہ کے نیزہ مارا اور وہ دوسری طرف نکل آیا تو میں نے انکی زبان سے یہ کلمہ سنا فزت واللہ اور یہ دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف اٹھالیے گئے اس وقت مجھے یہ فکر ہوئی کہ اس لفظ سے کیا مراد تھی تو میں ضحاک بن سفیان کلابی کے پاس گیا اور انھیں تمام حال سنایا کہنے لگے کہ ان کی مراد یہ تھی کہ خدا کی قسم میں نے مراد پالی - میں نے یہ سنکر ضحاک سے کہا کہ مجھے مسلمان کر لیجئے اور میں مسلمان ہو گیا اور یہ واقعہ میرے اسلام لانے کا باعث ہوا سبحان اللہ سعادتمندوں کو جیسے اس حال کے مشاہدہ سے ایمان نصیب ہوا ویسے ہی اس کے استماع سے بھی صدہا برکات حاصل ہوئے مخالفین اب تو سمجھتے ہوں گے کہ حضور کے اطلاع نہ دینے میں حکمتیں تھیں - پھر اطلاع نہ دینا علم نہ ہونے کو مستلزم نہیں - ہر چند کفار نے سوال کئے مگر حضرت حق سبحانہ تعالےٰ نے انھیں وقت قیامت پر مطلع نہ فرمایا پھر اگر یہ راز تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ظاہر فرما دیتے - اس سینہ مبارک میں اللہ کے ہزاروں راز مخزون تھے حضور امین تھے یہ شان تحمل کی ہے کہ ایسے ایسے موقعوں پر سکوت فرما دیں اور کام اللہ جل شانہٗ کی سپرد کردیں کہ وہ خود بھی تو عالم میں جو اس کی مرضی - مولانا مے روم فرماتے ہیں ؎

عارفاں کہ جام حق نوشیدہ اند ؛ رازہا دانستہ و پوشیدہ اند ؛ ہر کرا اسرار کار آموختند ؛ مہر کردند و دہانش دوختند
بر لبش قفل است و در دل رازہا ؛ لب خموش و دل پر از آوازہا ؛ گوش آنکس گوش شد اسرار جلال ؛ کو چو سوسن صد زبان افتاد لال
تا نگوید سر سلطان را بکس ؛ تا نریزد قند را پیش مگس ؛ سر غیب آنرا سزد آموختن ؛ کہ ز گفتن لب تواند دوختن

در خورد دریا نشد جز مرغ آب ؛ فہم کن واللہ اعلم بالصواب

باینہمہ سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اس پیش آنیوالے حادثہ کی طرف صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے روانہ فرمانے سے قبل اشارۃً فرما دیا تھا چنانچہ یہ الفاظ صحاح کی کتابوں میں مروی ہیں فقال رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم انی اخشی علیھم

اہل نجد۔

شبہ۔ بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑے کو سنا آپ نے باہر تشریف لاکر فرمایا کہ سوائے اسکے نہیں کہ میں آدمی ہوں میرے پاس خصم یعنی جھگڑنے والے آتے ہیں شاید بعض تمہارا بعض سے خوش بیان ہو اسکی خوش بیانی سے میں اس کو سچا جانوں اور اس کے حق میں فیصلہ کردوں پس جس کو میں حق مسلمان کا دلاؤں وہ سمجھے کہ جہنم کا ایک ٹکڑا میں دلاتا ہوں۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ رسولخدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم غیب داں نہ تھے اگر غیب جانتے تو خلاف فیصلہ کا آپکو کیوں خوف ہوتا۔

جواب ناظرین باانصاف کو مخالفین کے شبہے دیکھتے دیکھتے یہ تو خوب ظاہر ہو گیا ہوگا کہ یہ حضرات اپنے مدعا کے ثابت کرنے سے عاجز ہو کر اب محض زبان درازی پر آگئے ہیں اور صرف اپنے قیاسات فاسدہ سے استدلال کرنے لگے ہیں یہ حدیث جو معترض نے پیش کی ہے اس میں ایک حرف بھی ایسا نہیں کہ جو حضور محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم جمیع اشیاء کے انکار میں ذرا بھی مدد دے۔ اسالیب کلام کی معرفت سے تو یہ حضرات بالکل پاک ہیں انکا تو انہیں کسی طرح بھی الزام نہیں ہو سکتا فہم مبارک نے اس حدیث سے کیا سمجھا کہ مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو امور غیب کا علم تعلیم نہیں ہوا سبحان اللہ یہ فہم قابل تحسین و آفرین ہے۔ سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا مقصود اس تمام کلام سے تہدید ہے کہ لوگ ایسا ارادہ نہ کریں کہ دوسروں کا مال لینے کیلئے زبانی قوتیں خرچ کریں حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں (ص ۱۷۱ الترمذی) فان قضیت لاحد منکم بشیءٍ من حق اخیہ فانما اقطع لہ قطعۃ من النار یعنی اگر میں تم میں سے کسی کو دوسرے کی چیز دلادوں تو وہ اسکے لئے آگ کا ٹکڑا ہے مراد تو یہ ہے کہ تم جو باتیں بناؤ تو اس سے حاصل کیا بفرض محال اگر میں تمہاری تیز زبانی اور شیریں بیانی سنکر تمہیں دوسرے کا حق دلادوں تو بھی فائدہ کیا وہ تمہارے کام کا نہیں بلکہ تمہارے ہی لئے وہ دوزخ کی آگ کا ٹکڑا ہے تو تم دوسرے کا حق لینے میں کوشش ہی نہ کرو۔ مقصود تو یہ تھا معترض صاحب جانے اُس سے انکار علم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر استدلال کیا۔ اگر حضرت کسی کا حق معاذ اللہ کسی دوسرے کو دلادیتے تو بھی کچھ جائے عذر ہوتی کہ انکو کچھ شبہ کا موقع ہے کہ حضرت نے کسی کا حق تھا کسی کو دلادیا مگر یہاں شبہ کو کچھ بھی علاقہ نہیں کہ حضور

نے ایک کا حق دوسرے کو دلا نہ دیا بلکہ جو لفظ فرمائے وہ بھی قضیۂ شرطیہ جو صدق مقدم کو مقتضی نہیں
ایک فرض محال ہے یعنی ایک ناممکن بات کو محض تہدید کی غرض سے فرض کر لیا ہے اگر بالفرض ایسا ہو تو بھی
نہیں کچھ فائدہ نہیں معترض صاحب ذرا مہربانی کیجئے اور اپنے اجتہاد کو زیادہ نہ صرف فرمائیے ورنہ ایسا ہی شرطیہ
قرآن شریف میں بھی وارد ہے قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین یعنی فرما دیجئے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم
کہ اگر رحمن کے ولد ہو تو میں پہلا عبادت کرنیوالا ہوں کہیں اس اجتہاد کی بنا پر یہ کہنا حضرت کو خدا تعالیٰ کے بیٹا
ہونیکا بھی خطرہ تھا (معاذ اللہ) یہ شرطیہ ہے اور شرطیات مقدم کے صدق کو مستلزم نہیں ہیں بلکہ فرض محال
تک بھی ہوتا ہے چنانچہ اس آیت میں ایک محال فرض کیا گیا ہے اور علیٰ ہذا اس حدیث میں بھی جس سے
آپ اپنے مدعائے باطل پر سند لانا چاہتے ہیں مقدم میں فرض محال ہے یہ ناممکن کہ سرور اکرم صلے اللہ
تعالےٰ علیہ وسلم کے فیصلہ سے کسی کا حق کسی دوسرے کو پہنچ جائے۔ ادب کرو اور رسول کا مرتبہ سمجھو
(صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) اب ذرا شرح مشارق کا مطالعہ کرو وان قولہ علیہ السلام فمن
قضیت لہ بحق مسلم الخ شرطیۃ وھی لا تقتضی صدق المقدم فیکون من باب فرض المحال
نظراً الی عدم جواز قرارہ علی الخطاء ویجوز ذلک اذ التعلق بہ غرض کما فی قولہ
تعالیٰ قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین والغرض فیما نحن فیہ التہدید
والتقریع علی اللسن والاقدام علی تلحین الحجۃ فی اخذ اموال الناس شبہہ حضرت کو
شہد بہت پسند تھا اور آپ حضرت زینب کے پاس اکثر تشریف فرما کر شہد نوش فرماتے تھے حضرت
عائشہ اور حضرۃ حفصہ نے مشورہ کیا کہ ہم میں سے جسکے پاس اول حضرت تشریف لائیں وہ آپ سے
یہ کہدے کہ آپ کے منھ سے مغافیر کی بو آتی ہے آپ فرمائیں گے کہ میں نے تو شہد پیا ہے تو یہ جواب
دے کہ شہد کی مکھی مغافیر پر بیٹھی ہو گی۔ پس چونکہ آپکو بدبو سے نفرت ہے آپ شہد پینا ترک فرماوینگے
اور حضرت زینب کے پاس نشست کم ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سرور عالم نے قسم
کھائی کہ اب کبھی شہد نہ پیونگا اس پر یہ آیت اتری یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک اگر
حضرت غیب داں ہوتے تو کیوں ایک بنائی ہوئی بات پر شہد چھوڑنے کی قسم کھا لیتے
جواب ہزار فکریں کیں اور بیچارے مخالفین لکھتے لکھتے پریشان ہو گئے مگر آجتک اتنا ثابت نہ کر سکے کہ رسول
اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فلاں چیز کا علم حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے مرحمت ہی نہیں فرمایا ان کی

شانِ نزول تحریم پر مخالفین کا شبہہ اور ہمارا جواب

یہ شبہہ علمی رسالہ صفحہ ۵ میں ہے

مضمون کی کوئی آیت پیش کرنے کی جرأت ہوئی نہ حدیث دکھانے کی ہمت ہاں قیاس فاسد بکر ملون ایجاد کر ڈالے تو ایسے فاسد قیاس کیا عقلا کے نزدیک قابل التفات ہیں؟ یوں تو شیطانی قیاس والوں کو کلام الہی پر شبہے سوجھیں گے اور وہ یہ کہہ سکیں گے کہ اللہ تعالے کو ہر وقت ہر چیز کا علم حاصل نہیں ہے جب چاہتا ہے کسی ترکیب سے کسی چیز کا علم حاصل کر لیتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالے کو یہ خبر ہی نہ تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کون اتباع کریگا اور کون نہ کریگا جب تو اُسنے نماز میں قبلہ بدل دیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے میں پھر گئے اس سے معلوم ہو گیا کہ جنہوں نے اس میں حضرت کی موافقت کی اور کچھ چون و چرا نہ کیا نہ کوئی بحث کی تو وہ اتباع کرنیوالے ہیں باقی غیر متبع چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے وما جعلنا القبلة التی کنت علیها الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیه اس آیت میں الا لنعلم کے لفظ سے صاف شبہ پیدا ہوتا ہے مگر یہ وہی شیطانی شبہہ ہے کیا قابل التفات ہو ایسے ایسے قرائن عدم علم کے ہرگز نہیں ہوتے اللہ جل شانہ علیم وخبیر ہے اس نے اب علم حاصل نہیں کیا ہے مگر ایسے لفظوں سے یہ معنے سمجھ لینا اور انکار علم میں سند لانا کور باطنی اور نابینائی ہے ورنہ قرآن پاک میں ایسے ایسے ہزاروں شبہے کج طبع لوگوں کی طبعیتیں پیدا کریں گی اور وہ سب انکی کوتہ فہمی کا نتیجہ ہوگا جو ایک مجذوب کی بڑیا ہذیان سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا اسی طرح رسول اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے علم عظیم کے انکار میں مخالفین رات دن حیلہ ڈھونڈھتے رہتے ہیں اور شبہہ تلاش کرتے ہیں اور انکو انہوں نے اس مدعا کی سند بناتے ہیں مگر اس سے کیا نتیجہ یہ سب کوششیں بے سود ہیں یہی شبہہ تحریم والا جو ہمارے مخالفین نے پیش کیا ہے ایسا لچر ہے جس سے کوئی دانا عدم علم نہیں نکال سکے گا حضور نے اگر شہد چھوڑ دیا تو اس کو علم سے کیا علاقہ قرآن پاک کے مبارک لفظ یہ ہیں تبتغی مرضات ازواجک جس سے ظاہر ہے کہ پاس خاطر ازواج مطہرات کا منظور خاطر اقدس تھا اس لئے شہد چھوڑ دیا اس کو علم سے کیا واسطہ حضور خوب جانتے تھے کہ اُس میں بدبو نہیں ہوتی مگر ازانجا کہ طبع شریف میں کمال تحمل و بردباری تھی اور حضور کے اخلاق کریمہ ایسے تھے کہ کسی کو ناراض اور شرمندہ کرنا گوارا نفرماتے تھے بنا بر علیہ اسوقت ازواج سے اس معاملہ میں سختی نفرمائی اور انکی رضامندی کے لئے انہیں شہد چھوڑنیکا اطمینان دلایا پھر اسپر یہ بھی منع فرمادیا کہ اسکا کہیں ذکر نکیا جاے مدعا یہ تھا کہ حضرت

زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنکے پاس شہد پیا تھا انھیں شہد چھوڑنیکی اطلاع نہ دیجائے کیونکہ اس سے انکو ملال ہوگا اور منظور ہی نہیں کہ کسی کی بھی دل شکنی ہو چنانچہ حدیث شریف کے الفاظ جو امام بخاری و مسلم نے حضرۃ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیئے ہیں یہ ہیں فدخل علی احدھما فقالت له ذلك فقال لا باس به شربت عسلا عند زینب بنت جحش فلن اعود له وقد حلفت لا تخبری بذلك احدا یبتغی مرضات ازواجہ یعنی حضرت عائشہ و حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے کسی کے پاس جب سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہوں نے اپنا منصوبہ کہا کہ ہم حضور کے مُنھ سے مغافیر کی بو پاتے ہیں تو حضور نے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ ہم نے تو زینب بنت جحش کے یہاں شہد پیا ہے۔ ان تقریروں سے صاف ظاہر ہے کہ حضور کو خوب معلوم تھا کہ ہمارے مُنھ سے بوئے مغافیر کو کوئی علاقہ نہیں مگر یہ بھی معلوم تھا کہ انکا منشا یہ ہے کہ حضور شہد پینا ترک فرمادیں اسواسطے انکی رضامندی کیلئے ارشاد فرمایا کہ اب ہم انکی طرف پھر عود نہ کریں گے یعنی قسم کھاتے ہیں پھر شہد نہ پئیں گے اور تم کسی کو اس شہد چھوڑنے کی خبر نہ دینا یہ اس لیئے فرمایا کہ اگر حضرت زینب کو اس کی خبر پہنچے گی تو انکی دلشکنی ہوگی چنانچہ علامہ علی قاری رحمۃ الباری مرقاۃ المفاتیح میں اسی لا تخبری کے متعلق فرماتے ہیں الظاہر انہ لئلا ینکسر خاطر زینب من امتناعہ من عسلھا غرضکہ اس حدیث شریف سے انکار علم مصطفٰے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کچھ مدد نہیں پہنچ سکتی نہیں معلوم کہ معترض کس نشہ میں ہے اور اس نے کیا سمجھکر اعتراض کیا حدیث میں ایک لفظ بھی تو ایسا نہیں جس سے کسی طرح یہ ثابت ہو سکے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فلاں امر کا علم نہیں ملا شبہہ بخاری شریف میں ہے حضرت جابر کہتے ہیں میں نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے باپ کے قرضہ کے باب میں گیا اور دروازہ پر کھٹکا کیا حضور نے فرمایا کون ہے میں نے عرض کیا کہ میں حضور نے فرمایا کہ میں تو میں بھی ہوں گویا یہ کلمہ حضور کو ناپسند ہوا۔ اگر حضرت غیب داں ہوتے تو کیوں دریافت کرتے کہ تم کون ہو حضور کو خود ہی معلوم ہو جاتا جواب یہ شبہہ بھی ایسا ہی واہی ہے جیسے اور اوپر گزر چکے۔ کلام کی مراد سمجھ لینا کیا معنے معترض کو عبارت کا صحیح ترجمہ کرنا نہیں آتا۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا من ذا فرمانا یعنی یہ کون ہے حضور کے علم نہونے کی دلیل نہیں ورنہ خود حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیف تحی الموتی کے جواب میں فرمایا اولم تومن کیا تم ایمان نہیں لائے تو معترض یہاں بھی کہدیگا کہ (معاذ اللہ) اگر اللہ جل شانہ عالم الغیب ہوتا تو یہ کیوں فرماتا کہ کیا تم ایمان نہیں لائے ہر جگہ سوال کی علت بے علمی نہیں ہوتی مگر جو حکمتیں نہ سمجھتے ہوں اور کلام کی مراد سے ناواقف ہوں وہ ایسے ہی واہی شبہے بیان کر سکتے ہیں ورنہ کسی مسلمان کو تو ہمت نہیں ہو سکتی علیٰ ہذا احادیث میں جابجا مذکور ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے کہ میرے بندے کیا کرتے ہیں تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے۔ ہمارے معترض صاحب سے قبل آج تک کسی نے ایسے سوالات کو عدم علم کی دلیل نہ سمجھا مگر عجیب الفہم معترض صاحب کی عجیب عجیب ایجادیں ہیں۔

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا　　　پر ترے عہد کے آگے تو یہ دستور نہ تھا

یہاں تو حضور کے دریافت فرمانے میں جو حکمت ہے ایمان والوں کی آنکھیں اس سے بند نہیں صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جواب تعلیم فرمانا مقصود تھا کہ تم کسی کے مکان پر جاؤ اور وہ دریافت کرے کہ تم کون ہو تو (میں) نہ کہدیا کرو بلکہ نام بتلایا کرو اور ایک لفظ میں کہدینا جس سے تمیز نہ ہو سکے کہ کون صاحب ہیں ناپسند ہے۔ آپ کو ابھی اسمیں ہی شبہ ہے کہ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ علم نہ تھا کہ دروازہ پر کون ہے۔ استغفر اللہ۔ اے حضرت انکے صحابہ کو انکے آل اطہار کو انکے اولیا امت کو انکے ملازمان بارگاہ کو یہ سب علوم روشن ہیں مگر ہماری آنکھیں کھلی ہوں تو ہمیں کچھ خبر ہو سنیئے (۱) جب حضرت مولیٰ شاہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے کوفہ سے لشکر طلب فرمایا اور بہت سی قیل وقال کے بعد وہاں سے لشکر بھیجا گیا۔ لشکر کے آنے سے قبل حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خبر دی کہ کوفہ سے بارہ ہزار مرد آتے ہیں آپ کے ہمراہیوں میں سے ایک صاحب لشکر کی گزرگاہ پر آن بیٹھے جب لشکر آیا ایک ایک آدمی کو گننا شروع کیا ایک بھی تو کم نہ بیش نہ تھا (از شواہد النبوۃ لمولانا عبدالرحمٰن الجامی قدس سرہ السامی) صـ۲ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بعضی سفروں میں جب کربلا ہو کر گزرے اور وہاں کچھ دیر ٹھہرے داہنے بائیں دیکھا اور واقعہ کربلا کی خبر دی (شواہد صـ۱۶۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مسجد کوفہ میں نماز فجر سے فارغ ہو کر ایک شخص سے فرمایا کہ فلاں مقام پر ایک مرد اور ایک عورت باہم لڑتے ہیں انکو بلا لاؤ وہ بلا لایا جب وہ حاضر ہوئے فرمایا کہ آج رات تم میں بہت نزاع رہا جوان نے

حضرت علی مرتضیٰ [illegible]

واقعہ کربلا کی خبر

حضرت علی مرتضیٰ کا عجیب و غریب فیصلہ اور غیوب کی حالات کی خبر دینا

عرض کیا کہ میں نے اس عورت سے نکاح کیا اور جب سے میں اس کے سامنے گیا مجھے اس سے نفرت آنے لگی اور اس عورت نے مجھ سے لڑنا شروع کیا جب حضور نے طلب فرمایا تھا اس وقت تک نزاع ہو رہا تھا حضرت مولانا شاہ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ نے اہل مجلس سے فرمایا کہ بہت باتیں ایسی ہیں جنکا سُننا غیر کے سامنے ناپسند ہوتا ہے۔ سب چلے گئے صرف وہ جوان اور عورت رہ گئے آپ نے اس عورت سے فرمایا کہ تو اس جوان کو جانتی بھی ہے۔ عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ میں تجھے اسکی معرفت کراتا ہوں مگر تو منکر نہو جانا۔ عرض کرنے لگی میں ہرگز امر واقعی سے انکار نکرونگی فرمایا کیا تو فلاں شخص کی بیٹی نہیں ہے عرض کیا ہوں فرمایا کیا کوئی تیرے چچا کا بیٹا تھا جسکو تجھ سے محبت تھی اور تجھے اس سے عرض کیا بیشک ایسا ہی تھا فرمایا کہ تو ایک رات ضرورت کیلئے باہر گئی تھی اُس نے تجھے پکڑ لیا اور تیرے ساتھ مشغول ہوا تو حاملہ ہوگئی تونے ماں کو اسکی خبر کی باپ سے چھپایا جب وضع حمل کا وقت آیا تیری ماں تجھے گھر سے باہر لیگئی جب لڑکا پیدا ہوا تو نے اسکو کپڑے میں لپیٹ کر گھورے پر ڈالدیا پھر ایک کتا اسکو سونگھنے لگا تو نے کتّے کے پتھر مارا اور بچہ کے سر پر لگا۔ اسکا سر پھٹ گیا تیری ماں نے ایک کپڑا پھاڑکر اُسکے سر پہ باندھا اور پھر تم دونوں چلی گئیں اور تمہیں اُس بچہ کا حال نہ معلوم ہوا اس عورت نے کہا بیشک ایسا ہی واقعہ ہوا اور میرے اور میری ماںکے سوا اسکی کسی کو خبر ہی نہ تھی۔ پھر فرمایا کہ جب صبح ہوئی فلاں قبیلہ نے اُس بچہ کو لیکر اسکی پرورش کی یہانتک کہ وہ بڑا ہوگیا اور اُس قبیلہ کے ساتھ کوفہ میں آیا اور تیرے ساتھ نکاح کیا یہ وہی جوان ہے۔ پھر جوان کو حکم دیا کہ سر کھولے اُس نے سر کھولا سر پھٹنے کا نشان موجود تھا فرمایا کہ لیجا یہ تیرا بیٹا ہے اللہ نے حفاظت فرمائی اور اسے حرام سے بچایا (شواہد النبوۃ ص۱۶۱)

امام حسن رضی اللہ عنہ کا حبشی روغن فروش کی خبر دینا

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ بارادہ حج مکہ مکرمہ کو پیادہ روانہ ہوئے راہ میں چلتے چلتے پائے مبارک ورم کر آئے ایک غلام نے عرض کیا کہ حضور تھوڑا سا سفر تو سواری پر طے فرماویں کیونکہ آپکے پائے مبارک پر ورم آگیا ہے فرمایا کہ نہیں منزل پر پہنچکر ایک حبشی ملیگا اسکے پاس روغن ہے اُس سے خرید لینا غلام نے عرض کیا کہ حضور میں نے تو کبھی کسی منزل میں نہیں دیکھا کہ کسی کے پاس ایسی دوا ہو۔ اس منزل میں کہاں سے آئے گی۔ منزل پہ پہنچکر ایک حبشی نظر آیا فرمایا کہ یہ وہی ہے جس کو ہم نے کہا تھا جاکر اس سے روغن خرید او رقیمت دے غلام نے جاکر اُس حبشی سے

امام حسن رضی اللہ عنہ کا لڑکا پیدا ہونیکی خبر دینا

روغن مانگا اُس نے دریافت کیا کہ کس لئے درکار ہے کہا کہ امام حسن بن علی رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے لئے اُس نے کہا کہ مجھے آنکی خدمت میں لیچل میں انکا نیازمند ہوں جب اُن کی خدمت میں پہنچا عرض کرنے لگا کہ آپ میرے آقا ہیں میں کیا آپ سے قیمت لے سکتا ہوں لیکن میری خاتون کے درد زہ ہے دعا فرمایئے کہ خدا تعالےٰ صحیح و سالم لڑکا عنایت فرمائے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے ویسا ہی بچہ دیا جیسا تو چاہتا ہے اور یہ بچہ ہمارا نیازمند ہوگیا جب وہ اپنی فرودگاہ پر پہنچا تو حسب ارشاد لڑکا پایا (شواہد النبوۃ ص۱۶۳)

حضرت امام باقر کا اندھیری رات میں دروازہ پر آنیوالے کی خبر دینا

سلف میں سے ایک صاحب نے فرمایا کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا مجھے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کی زیارت کا شوق ہوا چنانچہ میں اُن ہی کی قدمبوسی کے ارادہ سے مدینہ منورہ حاضر ہوا جس شب میں مدینہ منورہ پہنچا ابر غلیظ چھایا ہوا تھا اور مینہ زور سے برس رہا تھا سردی سخت تھی آدھی رات کا وقت تھا جب میں دردولت پر پہنچا اُسوقت مجھے یہ فکر ہوئی کہ میں ابھی اپنی اطلاع کردوں یا صبح جب امام رضی اللہ عنہ خود باہر تشریف لاویں اُسوقت تک صبر کروں میں اسی فکر میں تھا کہ امام کی آواز میرے کان میں آئی کہ باندی سے فرماتے ہیں کہ فلاں شخص بھیگا ہوا آیا ہے اور اُسے سردی معلوم ہوتی ہے دروازہ پر متفکر بیٹھا ہے۔ دروازہ کھولدے چنانچہ اُس نے دروازہ کھولدیا اور میں مکان میں چلا گیا (شواہد النبوۃ ص۱۸۰) یہاں تو امام علی ابیہ و علیہ السّلام کو معلوم ہوگیا کہ دروازہ پر کون ہے ۔

حضرت امام باقر کا ارشاد کہ دیواریں ہمارے لئے حجاب نہیں

ایک اور شخص سے منقول ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ میں نے امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر کھٹکا کیا۔ ایک کنیز باہر آئی میں نے اسکی چھاتی پر ہاتھ رکھکر کہا کہ اپنے آقا سے جاکر عرض کر کہ فلاں شخص دردولت پر حاضر ہے امام باقر رضی اللہ عنہ نے مکان میں سے آواز دی کہ یہاں آ تیری ماں مرے میں نے اندر جاکر عرض کیا کہ حضرت میری نیت میں بدی نہ تھی فرمایا سچ ہے لیکن تمہارا یہ خیال ہے کہ یہ دیواریں ہماری نظروں کے لئے بھی پردہ و حجاب ہیں جسطرح تمہاری نظروں کے لئے اگر ایسا ہو تو پھر ہم میں تم میں فرق کیا رہا۔ خبردار ایسی حرکت نکرنا (شواہد النبوۃ ص۱۸۳)

حضرت امام باقر کا چوروں کی خبر دینا

ایک شخص نے کہا کہ ایک روز امام باقر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے اُن کے ساتھ میں بھی سوار ہوا راہ میں او دو شخص ملا امام باقر نے فرمایا کہ اِن دونوں کو باندھ لو یہ چور ہیں غلاموں نے باندھ لیا پھر امام نے اپنے معتمدوں میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ اس پہاڑ پر آؤ وہاں ایک غار ہے اس میں جو کچھ ہے وہ لے آؤ وہ گئے وہاں دو جامہ دان ملے وہ لے آئے اور ایک جامہ دان ایک اور

موت کے وقت کی خبر

جگہ سے ملادہ بھی لیا امام نے فرمایا ان جامہ دانوں کے مالکوں میں سے ایک موجود ہے اور ایک غائب ہے جب مدینہ میں پہنچے اس جامہ دان والے نے ایک اور جماعت پر تہمت لگائی تھی اور وہ ماخوذ تھے حاکم نے انھیں گرفتار کیا تھا۔ امام باقر نے فرمایا کہ انکو سلامت دو وہ دونو جامہ دان اس کے مالک کو دیئے چوروں کے ہاتھ کٹوائے انمیں سے ایک نے کہا کہ الحمد للہ میری توبہ اور قطع دست رسول صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے فرزند کے ہاتھ پر ہوا۔ امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

عجیب وغریب حالات کی خبر

کہ تیرا ہاتھ تجھ سے بیس سال قبل جنت میں گیا۔ وہ شخص صرف بیس سال زندہ رہا۔ تین روز کے بعد دوسرے جامہ دان کا مالک بھی آیا امام باقر نے فرمایا کہ تیرے جامہ دان میں ہزار دینار تو تیرے ہیں اور ہزار دینار اور شخص کے اور سطرح کے کپڑے ہیں وہ عرض کرنے لگا کہ اے حضور اس ہزار دینار والے کا نام بھی بتائیں تو درست ہے فرمایا کہ اسکا نام محمد ہے اور اس کے باپ کا نام عبدالرحمن ہے وہ ایک نیک مرد ہے صدقہ بہت دیتا ہے نماز بہت پڑھتا ہے اور اب باہر تیرے انتظار میں ہے یہ سنتے ہی اس شخص نے امام کی تصدیق کی اور وہ نصرانی تھا فوراً اشہدان لا الٰہ الا اللہ واشہدان محمداً عبدہ ورسولہ پڑھکر مسلمان ہوگیا (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۸۱)

امام رضا رضی اللہ عنہ کا بغیر بیان سائل کے تمام سوالونکے جواب دینا

ث کوفیوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں کوفہ سے بارادۂ خراسان باہر آیا میرے لڑکے نے حلہ مجھے دیا کہ اس کو فروخت کرکے میرے لیئے فیروزہ خریدتے لانا جب میں مرد کے مقام پر پہنچا تو حضرت امام رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے غلام آئے اور کہنے لگے کہ انکا ایک خادم فوت ہوگیا ہے جو حلہ تمہارے پاس ہے ہمارے ہاتھ فروخت کرو تاکہ ہم اسکا کفن بنادیں میں نے کہا کہ میرے پاس کوئی حلہ نہیں ہے وہ چلے گئے اور پھر آکر کہنے لگے کہ ہمارے مولا نے تمہیں سلام کہا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ تمہارے پاس حلہ ہے جو تمہارے لڑکے نے تمہیں فروخت کرنیکے لیئے دیا ہے اور فیروزہ خریدنے کو کہا ہے لو یہ اسکی قیمت ہے پھر میں نے وہ حلہ انھیں دیدیا اور اپنے دلمیں کہا کہ ان سے چند مسئلے دریافت کردیکھوں کہ کیا جواب دیتے ہیں وہ مسئلے میں نے لکھ لیئے اور صبح کو دریافت کرنے کی نیت سے انکے در دولت پر گیا لوگونکا اژدحام تھا مجھکو بہتیر ہوا کہ میں آنکی زیارت کرلیتا چہ جائیکہ مسائل دریافت کرنا متحیر کھڑا تھا کہ انکا ایک غلام میرا نام لکھکر لے گیا اور تھوڑی دیر میں ایک رقعہ مجھے دیگیا اسمیں تحریر تھا کہ اے فلاں شخص تیرے سوالونکے یہ جواب ہیں جب میں نے دیکھا تو فی الحقیقت میرے تمام مسائل کے

جواب نمبر (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۹۹) مولانا جلال الدین رومی نے مثنوی معنوی میں فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز مع اپنے مریدوں کے جنگل میں گشت کر رہے تھے کہ ناگاہ آپ کو خوشبو آئی اور آپ پر آثار مستی نمودار ہوئے۔ ایک مرید نے عرض کیا کہ اس وقت کیا حال ہے جو حضور کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل رہا ہے کبھی زرد کبھی سرخ کبھی سفید؟ فرمایا کہ مجھے اسطرف سے ایک یار کی بو پہنچ رہی ہے کہ اتنے سال کے بعد یہاں ایک دین کا بادشاہ پیدا ہوگا کہ آسمان پر اُسکے خیمے ہونگے۔ مُریدوں نے نام دریافت کیا۔ فرمایا نام اُن کا ابوالحسن ہوگا۔ اور حلیہ و قد و رنگ اور تمام باتیں بیان فرمائیں اور یہ بھی فرمایا کہ وہ میرے ہی سلسلہ میں مُرید ہوگا اور میری تربت سے اُس کو فیض ہوگا۔ مُریدوں نے اُس کی تاریخ لکھ لی۔ چنانچہ ابوالحسن اُسی تاریخ کو پیدا ہوئے، اور جو اوصاف حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ نے بیان فرمائے سب اُن میں موجود تھے۔ چنانچہ مثنوی شریف کے اشعار یہ ہیں:۔ ب ۹

آں شنیدی داستانِ بایزید	کہ ز حالِ بوالحسن از پیش دید	روزے آں سلطانِ تقویٰ می‌گذشت	با مُریداں جانبِ صحرا و دشت
بوئے خوش آمد مر او را ناگہاں	در سوادِ رَی ز سوئے خارقاں	ہم بدو آنجا نالہ مشتاق کرد	بوئے را از باد استنشاق کرد
بوئے خوش را عاشقانہ می‌کشید	جانِ او از باد بادہ می‌چشید	چوں درو آثارِ مستی شد پدید	یک مُریدے او را در آں دم در رسید
پس بپرسیدش کہ ایں احوالِ خوش	کہ بروں ست از حجابِ پنج و شش	گاہ سُرخ و گاہ زرد و گہ سفید	میشود رویت چہ حال ست و نوید
گفت بوئے بوالعجب آمد بمن	ہمچناں کہ مر نبی را از یمن	کہ محمد گفت بر دستِ صبا	از یمن می‌آیدم بوئے خدا
از اویس و از قرن بوئے عجب	مر نبی را مست کرد و پُر طرب	پیرہن در مصر رہنِ یک حریص	پُر شدہ کنعاں ز بوئے آں قمیص
گفت زیں سو بوئے یارے می‌رسد	کاندریں دہ شہریارے می‌رسد	بعد چندیں سال می‌زاید شہے	می‌زند بر آسماں ہا خرگہے
ہست نامش گفت نامش بوالحسن	حلیہ‌اش وا گفت ز ابرو و ذقن	قدِ او و رنگِ او و شکلِ او	یک بیک وا گفت از گیسو و رُو
کو حسن باشد مریدِ اُمتم	درس گیرد ہر صباح از تربتم	حلیہ‌اش از گل از رخِ گلگوں بود	از زمین بود اندر مقام افزوں بود
بر نوشتند آں زماں تاریخ را	گر کہ بیاید از نشستہ آں شیخ را	چوں رسید آں وقت آں تاریخ راست	زاں زمیں آں شاہ پیدا گشت و تاخت
ہمچناں آمد کہ او فرمودہ بود	بوالحسن از مردماں آں را شنود	ہر صباحِ تیز رفتے بے فتور	بر سرِ گورش نشستے با حضور
ہمچناں کہ شیخ پیشش آمدے	تا کہ بے گفتے شکالش حل شدے	تا یکے روزے بیاید با سعود	گور ہا را برفِ نو پوشیدہ بود
توے بر تو برف‌ہا ہمچوں علم	قبہ قبہ دید شد جانش بغم	بانگ آمد از حظیرۂ شیخِ حی	ہا انا ادعوک کی تسعی الی
عالم او داں روز شد خوش پیش	آں عجائب را کہ اول می‌شنید	لوحِ محفوظ ست پیشِ اولیا	از چہ محفوظ ست محفوظ از خطا
	نے نجوم ست و نے رمل ست و نے خواب	وحی حق واللہ اعلم بالصواب	

اب جناب کو کچھ پتہ چلا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خدام کے علوم کیسے وسیع ہیں۔

شبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحابہ نے دریافت کیا حضور قیامت میں اپنی اُمتوں کو

کیسے پہچانیں گے ؟ فرمایا آثارِ وضو سے اُن کے ہاتھ پاؤں اور چہرے چمکتے ہونگے ۔ اگر حضرت غیب داں ہوتے تو کیوں یہ فرماتے ؟ **جواب** یہ شبہ بھی محض لچر ہے اور مخالفین کو ایسے شبہے کرنا قطعاً جائز نہیں، کیونکہ یہ حضرات اپنی زبانوں سے اسی مسئلہ علمِ نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں رات دن کہتے رہتے ہیں کہ حوضِ کوثر پر کچھ لوگ وارد ہونگے، حضور انہیں اپنے صحابی کہکر پکار رہے ہونگے اور بلا رہے ہونگے، تب حضرت سے عرض کیا جائیگا کہ یہ آپ کے بعد مرتد ہو گئے، آپ کو ان کا حال معلوم نہیں ۔ چنانچہ اسکا جواب بھی اوپر گزر چکا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جو آپ نے یہ زبان سے نکالا ہے کہ حضور اپنی اُمت کو آثارِ وضو سے پہچانینگے تو اُن مرتدوں کے ہاتھ پاؤں اور پیشانی چمکتی اور روشن ہوگی جو حضور فرمائینگے کہ یہ میرے صحابی ہیں، اور اگر یہ نہ چمکتی ہونگی تو کیسے بلائینگے جبکہ آپ یہ کہتے ہیں کہ حضور کو وہاں آثارِ وضو معرفت کا ذریعہ ہے ۔ سوچو اور نادم ہو اس موقع پر حضور کو بیان فضیلتِ وضو منظور تھا اسواسطے یہ فرمایا کہ ہماری اُمت کے اوپر خاص کرمِ الٰہی ہے کہ اُس بدن وہ سب سے ممتاز ہوگی ۔ آپ یہ سمجھ گئے کہ حضور کی معرفت اُس پر موقوف ہے ۔ آفریں ہے آپ کی سمجھ پر، آپ کو ابھی یہ خبر نہیں کہ مولٰنا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فتح العزیز پارہ الم صفحہ ۲۱۲ میں فرماتے ہیں ؛۔ ودیلمی از ابو نافع روایت میکند کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودند مثلت لی امتی فی الماء والطین یعنی تصویرات اُمتِ من در آب وگل ساختہ بمن نمودند ۔ یعنی دیلمی نے ابو نافع سے روایت کی ہے کہ سرورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے میری اُمت کی تصویر پانی اور مٹی میں بنا کر دکھائی گئی ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث اور مختلف الفاظ سے بھی حدیث کی کتابوں میں مروی ہے، اور ایک روایت میں فعرفت حسنہا وسیہا بھی آیا ہے یعنی میں نے اُنکے نیک و بد کو پہچان لیا، اب کیا جائے تعجب ہے ۔ **شبہ** درود وسلام حضور پر بواسطہ فرشتوں کے پیش ہوتا ہے کہ اگر حضرت غیب داں ہوتے تو بواسطہ فرشتوں کے پیش کرنیکی کیا ضرورت تھی ؟ **جواب** کیا خوب، یہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عدمِ علم کی دلیل ہے یا رفعتِ شان کی ؟ مگر یہ آپ کیوں سمجھنے لگے تھے کہ بواسطہ فرشتوں کے پیش کرانا حضور کی رفعتِ شان ظاہر کرتا ہے ۔ مگر یہی ذہن رسا ہے تو کیا عجب ہے کہ جو حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ پر بھی اعتراض کر ڈالئے کہ ذکر اللہ فرشتے لیجاتے ہیں اور اعمالِ خلق بھی فرشتے ہی پیش کرتے ہیں جیسا کہ احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے، تو اگر یہی ذہانت ہے تو یہ بھی کہہ بیٹھیئے گا کہ اللہ تعالیٰ اگر عالم ہوتا تو فرشتے کیوں عمل لیجاتے ۔ حضرت ایسے واہی شبہات سے توبہ کیجئے گا ۔ حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ بیشک عالم ہے مگر یہ امور انتظام و حکمت پر مبنی ہیں، اگر کوئی شبہ پیدا ہوا کرے تو علماء کی خدمت میں عرض کر کے صاف کر لیا کرو، یہ بھی نہ ہو سکے تو اپنے قصورِ علم کا اعتراف کر کے اُس کو اپنی نادانی سمجھا کرو، اور خدا اور رسول پر اعتراض کرنے سے زبان کو

سمجھانے سے تھا ہمیں سروکار ٭ اب مان نہ مان تو ہے مختار

[illegible] بالخیر

فہرست مضامین کتاب مستطاب الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم